فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في أنفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما

ہمسایہ غیر مسلم اقوام جسقدر دنیاوی ترقی
کرتی ہیں اپنے باطل مذہب کو مضبوط پکڑتی جاتی ہیں مگر تعجب ہے کہ مسلمان جسقدر دنیاوی ترقی کرتے
ہیں دین حق اُن کے ہاتھوں سے چھوٹتا جاتا ہے۔ انھیں آج اس کی بھی خبر نہیں کہ اسلام کیا ہے اور کفر کیا۔ کل سیاست
اور اسلام ایک تھے آج سیاسی اسلام بھی شرعی اسلام سے الگ ہوگیا مگر پھر بھی اسلام اور کفر میں امتیاز نہیں۔ بدقت اس پر راضی ہیں کہ
قرآن شریف کو واجب العمل کہیں مگر معنے وہ ہوں گے جو وہ ڈالیں لیکن حدیث کا واجب العمل ہونا اسکی تو یہ بین تہذیب کیطرح اڑاتے ہیں

الحمد لوجہہ تعالے کہ رسالہ

تحقیق الکفر والایمان

سنہ ۱۳۴۳

بآیات القرآن

میں ایمان و کفر کی تعریف اور پھر حدیث کے واجب العمل ہونے کو صرف آیات قرآنی سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور دیگر مباحث
ضروریہ جو نہایت مہتم بالشان ہیں اس میں درج کی گئی ہیں جن کی تفصیل ملاحظہ فہرست سے ظاہر ہوگی
بالخصوص لاہوریوں اور دیگر مرزائیوں کا نفاق اور اُن کا لاجواب کفر اور عجیب عجیب مباحث قابل دید اس
رسالہ میں درج ہیں۔ مسلمان خصوصاً انگریزی داں حضرات اس کو ایک دفعہ بغور ضرور ملاحظہ فرمائیں

(مُصنفہٗ)

حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند

جس کو خاکساران محمد طیب و محمد طاہر کان اللہ لہما نے
باپنے اہتمام سے
مطبع قاسمی دیوبند میں طبع کرایا

مختصر فہرست مضامین رسالہ تحقیق الکفر والایمان

صحت نامہ رسالہ ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۴	کوئی	ہر
"	۱۹	ہے	ہیں
۴	۱۳	ورنہ اگر	نہ کہ
۷	۱۰	کوئی نہ ملا	نہ ملا
۸	۱۳و۱۴	حطمی	حتمی
۱۳	۴	کہ جو	جو
"	۲۱	وطریقت	طریقت
۱۵	۱	معجزہ وکرامت	کرامت ومعجزہ
۳۶	۱۰	متواتر	بتواتر
۴۱	۸	حدیث	اور حدیث
۴۳	۵	چاہے	چاہیں
"	"	پھینک دے	پھینک دیں
۴۶	۲	ہیں	ہیں بشرطیکہ ترجمہ کا اہل ہو اور معنی محترز ہے۔
۵۹	۱	کہتے ہیں	کہتے ہوں
۶۳	۱۱	دعوئے ہے	ہے
۷۹	۸	تصدیق کرتا ہے	تکذیب نہیں کرتا
"	۱۵	جیسے نبوت	جیسے تصدیق نبوت
"	۳۰	جو	چونکہ
۸۱	۶	بلکہ	اور
۹۵	۷	چاہیں	چاہئیں
"	۱۸	ہیں	ہیں لیکن اگر مرزا فتوے پیش کردیا جواب لیڈر دیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا و مولانا محمد والہٖ وصحبہ اجمعین **امابعد** ۱۰- رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ کے پیغام صلح میں ایک خط بنام مولوی ظفر علی خاں صاحب نظر سے گذرا جس میں اول مولوی صاحب کے مضمون قتل مرتد کے متعلق اظہار شکریہ تھا اور پھر چار سوالوں کا جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں جواب مفصل طلب کر کے لکھا تھا کہ اگر میرے سوالاتِ مذکورہ کا تسلی بخش جواب مل جائے تو میں نے جو احمدیوں کو مومن اور اُن کے قتل کو قتل عمد مومن لکھا ہے اس سے رجوع کر لونگا۔ سوالات یہ ہیں:-

سوال ۱؎ خداوند کریم نے اپنے کلام پاک میں کفر و اسلام یا ایمان و ارتداد کی کیا تعریف فرمائی ہے!

(۲) وہ کونسے شعائر اللہ یا حدود اللہ ہیں جن کو توڑنے سے کوئی شخص من کل الوجوہ دائرہ اسلام سے خارج یا کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔

(۳) آیا احمدیوں نے ان جملہ شعائر اللہ یا حدود اللہ کو جو کسی شخص کے مسلمان ہونے کی علامت ہو سکتے ہیں من کل الوجوہ خیرباد کہدیا ہے یا ابھی تک اُن میں ان شعائر اللہ یا حدود اللہ کی کوئی ایسی رمق باقی ہے جس سے وہ مسلمان کہلائے جانے کا استحقاق رکھتے ہوں۔

(۴) اگر ان میں اسلام کی ایک بھی نشانی موجود نہ ہو تب بھی موجودہ صورت میں جب کہ دنیا کے ہر ایک نظام حکومت میں جملہ ملکی مسائل کا حل کثرت رائے کی بنا پر کیا جا رہا ہو۔ کسی ملک میں مسلمانوں کے مقابلہ پر غیر مسلمانوں کی کثرت رائے کا غلبہ توڑ کر مسلمانوں کو کامیاب بنانے

کے لئے احمدیوں کی آرا کا مسلمانوں یا غیر مسلمانوں میں سے کسی کے حق میں شمار کرنا بانا مسلمانوں کے لئے مفید یا مضر ہو سکتا ہے۔

مرزائیوں کو مسلمانوں میں شامل کرنے کے لئے میرے نزدیک اس سے بہتر اور مختصر و جامع تقریر مرزائی تو کیا مرزا صاحب بھی نہیں کر سکتے۔ شاید اسی وجہ سے پیغام صلح نے ان سوالات کو شائع کیا ہو۔

سوال اول و دوم کا جواب قرآن مجید میں کفر و اسلام مومن و کافر کی حقیقت اور علامات و شعائر و احکامات کو نہایت شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے۔ میں اسوقت صرف ایک ہی آیت پیش کرتا ہوں جس میں خدائے قدوس نے کفر و اسلام کا فر و مرتد مومن و مسلم کو ایسی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ منصف تو منصف بڑے سے بڑا متعصب بھی شاید انکار کرنے کی جرأت نہ کر سکے بشرطیکہ انسانیت کیساتھ کچھ بھی معقولیت رکھتا ہو۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ٥

پس قسم ہے تیرے رب کی کہ وہ نہ مومن ہوں گے جب تک کہ تجھ کو ہر امر مختلف فیہ میں حکم نہ بنائیں پھر اپنے نفسوں میں آپ کے حکم سے تنگی تک نہ پاویں اور اس حکم کو پوری پوری طرح سے تسلیم نہ کر لیں

یہ ظاہر ہے کہ آسمان اور زمین۔ دریا اور پہاڑ آگ و پانی جملہ مشاہدات جسمانی و محسوسات روحانی کو جاننا اور یقین کرنا نہ اس کا نام ایمان و اسلام ہے نہ ان کے انکار سے آدمی کافر و مرتد ہوتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ آگ جلاتی ہے اور پانی بجھاتا ہے۔ اور دوسرا اس کے برخلاف کہے تو ان کو سچا اور جھوٹا تو کہیں گے لیکن اس کی وجہ سے کفر اور اسلام کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ فرمادیا گیا ہے کہ قرآن پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ | جو لوگ غیب کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں

وہ امور جو عقول مخلوقات سے غائب ہیں اور وہاں تک بجز اعلام خداوندی کسی شخص کا گذر

ہو ہی نہیں سکتا۔ اور وہ امور غیبیہ خاص انبیاء اور رسل ہی کو بتلائے جاتے ہیں
لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جس کو پسند کرے اور وہ پسندیدہ کون ہوتا ہے وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے کوئی رسول اور نبی ہوتا ہے۔

احکام و عقائد ایمانیہ کی اطلاع بجز انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کسی کو نہیں ہوتی جس فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر اخروی نجات کا مدار ہو۔ یہ امور غیبیہ مختص بالنبی ہیں۔ ایک امر غیب بھی بدون نبی کے کسی پر منکشف نہیں ہوتا مطلق اخبار غیبیہ نبی سے مختص نہیں ہیں۔ مرزا صاحب اور مرزائیوں نے یہاں بڑا دھوکا کھایا ہے کہ نبی کی حقیقت اُن کے نزدیک ایک منجم اور جوتشی سے زیادہ نہیں جس کسی شخص کی ڈیڑھ سو پیشین گوئیاں سچی ہو جائیں اور پھر بھی وہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے تو اُس سے زیادہ دنیا میں کوئی بد قسمت اور بد نصیب یا بدفہم اور کم مغز نہیں کہ خدا اُسے نبی بناتا ہے اور وہ اپنے آپ کو نہ نبی کہتا ہے اور نہ نبی سمجھتا ہے۔

الحاصل مشاہدات اور تجربیات وغیرہ جن حقائق کا انکشاف انسان اپنی عقل یا تجربہ کے ذریعہ سے کر سکتا ہے ان کے انکار یا اقرار کا نام کفر و اسلام نہیں۔ سائنس کی جدید تحقیقات طبعیات کے نئے نئے اثرات کا تسلیم نہ کرنا اس کو اسلام و کفر سے کچھ تعلق نہیں۔ یہ سچ ہے کہ حق بات کو نہ ماننا کذب ہے جھوٹ ہے بے عقلی ہے۔ مگر اس سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ اگر آج کوئی ریل کا اور ہوائی جہاز اور کل یورپ کی ایجادات کا انکار کر دے اس کو متعنت متعصب مجنون دیوانہ جو چاہے سو کہو لیکن کافر نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ یورپ کی تمام ایجادات کے تسلیم کرنے والے کو مومن کا لقب دے سکتے ہیں جو امور انسانی عقل سے بالاتر ہیں جن کے ادراک کا اس کے پاس کوئی ذریعہ نہیں اور وہ امور انسانی حواس اور مشاہدات اور تجربیات اور ادراکات سے بالکل اعلیٰ اور بالا ہے۔ اور اُن پر کسی قسم کی دلائل عقلیہ اس قسم کی قائم نہیں ہیں کہ جن دلائل سے اُن کا وجود قطع اور یقین کے درجہ کو پہنچ جائے پھر اُن کے ماننے یا نہ ماننے اور کرنے یا نہ کرنے پر خدا راضی یا ناراض ہوتا ہو ایسے امور غیبیہ پر یقین کرنا جو صرف

بواسطۂ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حاصل ہو سکتے ہیں اس یقین و انکار کا نام کفر و اسلام ہے۔ اور یہی وہ امور غیبیہ ہیں کہ جن کا علم انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہے کس عقیدہ یا فعل سے خدا راضی یا ناراض ہے اور کس چیز کے کرنے یا نہ کرنے کا انسان کو حکم کرتا ہے یہ علم اپنے بندوں میں سے کسی کو نہیں دیتا مگر جس کو وہ پسند کرلے اور اسی کا نام رسول ہے کہ وہ خدا اور بندہ کے درمیان میں رسالت اور پیغمبری کا کام کرتا ہے۔

غرض جب انسان کی مرضیات اور نامرضیات پر دوسرے انسان کا بے اُس کے بتلائے مطلع ہونا ناممکن ہے تو خدا کی مرضیات اور نامرضیات پر بدون اُس کے بتلائے ہوئے مطلع ہونا بداہۃً محال ہوا۔ جس واسطہ کے ذریعہ سے مرضیات اور نامرضیات خداوندی پر انسان مطلع ہوتا ہے اُسی کو رسول اور نبی کہتے ہیں۔

نبی کا معصوم ہونا

جب نبی خدا اور بندہ کے درمیان میں واسطہ ہوا تو ضروری ہے کہ وہ امین ہو اور کذب و خیانت سے معصوم اور سوء فہمی اور کم سمجھی سے محفوظ ہو۔ اگر بمقتضائے بشریت امور اجتہادیہ میں اُس سے غلطی ہو جائے تو فوراً اس کو صحیح عمل پر مطلع کرنا ضروری ہے۔ ورنہ اگر مرزا صاحب کی طرح نبی معاذ اللہ بدفہم اور غبی ہو کہ خدا کی وحی کو جو بارش کی طرح برستی ہو اُسے بارہ برس تک بھی نہ سمجھے اور ہٹی اس درجہ ہو کہ اپنے عقیدہ کفریہ پر باون برس کی عمر تک جما رہے۔ اور خدا کی صاف اور صریح وحی کا مطلب اپنی پیچدار اور شاعرانہ طبیعت سے وہی بناتا رہے جو خلاف مرضی خداوندی ہونے کے علاوہ خلاف عقل اور نقل اور خلافِ فطرت بھی ہو۔

نبی مطاع ہوتا ہے

نبی مقتدا اور مطاع ہوا کرتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی لئے تاکہ وہ باذن اللہ مطاع بنے اُس کا قول و فعل امت کیلئے حجت و دلیل اور مشعلِ ہدایت ہے۔ اگر وہ بھی غلط کاریوں میں مبتلا ہو اور اُس کا قدم

راہ راست پر نہ پڑے تو واجب الاتباع نہیں ہو سکتا۔ واجب الاتباع اُسی کا قول و فعل ہو سکتا ہے جس میں غلطی کا احتمال تک باقی نہ رہے۔ ورنہ جس قول و فعل میں غلطی یا صواب کا احتمال ہو اُس کو واجب الاتباع کون حق پرست کہہ سکتا ہے۔ اولٰئک الذین ھدی ھم اللہ فبھدٰھم اقتدہ سرور انبیا علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کو خطاب ہوتا ہے کہ اس جماعت انبیا کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہو تم بھی اُن کی ہدایت کی اقتدا کرو۔ جس جماعت کی ہدایت اس قدر سچی اور پکی اور قطعی اور یقینی ہو کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی اُس کی اقتدا کا حکم ہو تو وہاں بجز ہدایت و رشد اور عصمت و عفت کے کیا ہو سکتا ہے۔ غرض جماعت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام چونکہ مقتدا اور مطاع ہے۔ لہٰذا اُن کا علم اور عمل دونوں صحیح ہیں جن میں غلطی اور گمراہی کا احتمال بھی باقی نہیں۔ بالخصوص جس کی شان وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ ہو۔ وہاں تو ان خطرات کی مجال ہی کیا ہے۔ جب قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم کا اعلان خداوندی ہو۔ یعنی اُن سے کہدو کہ اگر تم کو محبت خداوندی کا دعویٰ ہے تو میری اتباع کرو خدا تم کو دوست رکھیگا اور تمہارے گناہوں کو بخشدیگا۔ پھر بھی اگر حکم نبوی میں خطا اور غلطی کی گنجایش ہو تو کس طرح سے علی الاطلاق نبی کی اتباع ضروری ہوگی۔ اور نبی و غیر نبی میں فرق ہی کیا رہیگا۔ دوسروں کی اتباع حق کے تابع ہے اور یہاں حق حکم نبی کے تابع۔ دوسری جگہ حق کو دلیل سے جانا جاتا ہے اور یہاں دلیل حقانیت حکم نبی ہے۔

آیتِ[1] بالا میں قسم کھانے کی مصلحت

چونکہ تاکید حکم انکار یا احتمالِ انکار کے موقع پر ہوتی ہے اور آیت بالا میں ایمان کو مطلق حکم نبوی کے تسلیم کرنے پر موقوف کیا گیا ہے چاہے کسی قسم کا امر مختلف فیہ ہو۔ دینی ہو یا دنیوی معاد سے تعلق رکھتا ہو یا معاش سے اوامر و نواہی میں سے ہو

[1] یعنی آیۂ فلا وربک لا یومنون الخ مذکورہ بر صفحہ ۲۔۱۲

یا اخلاق میں سے ہے تو یہاں گنجایش تھی کہ کسی کے قلب میں یہ شبہ پیدا ہوتا کہ حکم نبوی اگر امور
دینیہ میں ہو تو اُس کا تسلیم نہ کرنا تو بیشک کفر ہونا چاہیے۔ لیکن دنیاوی امور اور معمولی معاملات
فصل خصومات ان میں نبی کا حکم بھی ویسا ہی واجب التسلیم ہو جیسا کہ مبدا و معاد۔ روزہ و نماز
حج و زکوٰۃ وغیرہ میں۔ یہ بات بظاہر موجب خلجان ہو سکتی تھی اس لئے حکیم و خبیر جلّ و علا
شانہ نے پہلے لا نفی سے تاکید کی اور پھر قسم سے حکم کو مؤکد فرمایا اور لفظ رب اور کاف خطاب
میں جو خصوصیت ہے اُس کو سمجھنے والے خود غور فرمائیں۔ مجھے یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ شبہ
مذکورہ کے دفع کرنے کے لئے اس حکم کو لا نفی جو تاکید کے لئے ہے اور قسم سے مؤکد اور موثق
فرمادیا تاکہ کسی شخص کو کوئی گنجایش شک اور تردد کی باقی نہ رہے۔ اور ایمان و کفر کی حدود پورے
طور سے تمیز ہو جائیں اور ہر مومن اس بات کو سمجھ لے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
کے ہر حکم کو جان و دل سے تسلیم کرنا ہوگا۔ اگر ظاہر میں تسلیم ہو اور دل میں انکار یا کم سے کم تنگ
دلی ہی ہو تب بھی وہ شخص اپنے کو اہل ایمان کے گروہ سے خارج سمجھے۔

ایمان کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ احکام
کو پوری طرح سے تسلیم کیا جائے اور کفر کی حقیقت بھی صرف یہی ہے کہ آپ کے کسی ایک
حکم یا کل احکام کا انکار کیا جائے۔ کفر کے لئے یہ ضروری نہیں کہ سرے سے توحید یا رسالت
کا ہی انکار ہو یا سارے احکام نبویہ کو تسلیم نہ کیا جائے۔ بلکہ ایک حکم نہ ماننے والا بھی ویسا ہی
کافر ہے جیسے جملہ احکام کا نہ ماننے والا۔ یا رسالت یا توحید کا انکار کرنیوالا۔ کفر دون کفر کے
لحاظ سے گو فرق مراتب ہو لیکن بمقتضائے الکفر ملۃ واحدۃ کافر ہونے میں سب یکساں ہیں

حکم نبی کو نہ تسلیم کرنا کفر کیوں ہے

بارگاہ قدوسیت وزیر و مشیر سے منزہ
ہے لیکن پیغمبر اور نبی کی کوئی نظیر تقرب
بارگاہ الٰہی کی حیثیت سے اگر ہمارے سامنے ہے تو یہی ہے کہ اگر خدا کے یہاں نعوذ باللہ
وزیر ہوتا تو یہ عہدہ انبیاء علیہم السلام ہی کو ملتا اور وزیر اعظم آپ ہوتے جو اعلیٰ مقرب بارگاہ

احدیت ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔ جب نبی کے لئے امین، مامون محفوظ،
معصوم، صدیق فہیم ہونا شرط ہے۔ کیونکہ وہ مطاع اور مقتدا اور پیکر ہدایت اور مجسمہ رشد
ہو کر آتا ہے۔ تو اُس کا جو حکم بھی ہوگا بمقتضائے وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی
یوحیٰ سچا اور من اللہ ہوگا۔

اور امور اجتہادیہ میں بمقتضائے بشریت اگر کہیں اُس سے لغزش ہوگی تو فوراً مطلع فرمایا جائیگا
لہذا اُس کے حکم کو غلط سمجھنا یا اُس کا انکار کرنا یا تردد کرنا اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ
یا خدا قصداً جھوٹوں کو یا غبی اور نافہموں کو یا بددیانتوں کو نبی بناتا اور جو خود معاذ اللہ گمراہ ہیں
اُن کو خلق اللہ کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے۔ یا معاذ اللہ العظیم اُس نے تو ایسا ارادہ نہیں
کیا مگر نبی کے ان اخلاق ذمیمہ پر اُس کو اطلاع نہ ہوئی یا اطلاع ہوئی مگر اصلاح پر قدرت
نہ تھی۔ یا قدرت تھی مگر اصلاح نہ کی۔ یا مخلوق میں کوئی شخص بجز اس نااہل کے کوئی نہ ملا یا
اسوجہ سے کہ علم نہ تھا کہ فلاں شخص منصب نبوت کے قابل ہے یا علم تھا مگر کوئی منصب
نبوت کے قابل نہ تھا۔ کیوں؟ یا معاذ اللہ پیدا کرنے کی قدرت نہ تھی یا قدرت تھی مگر پیدا
نہ کیا۔ غرض نبی کے حکم کے انکار یا اُس میں تردد اور شک کی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ یا معاذ اللہ
خدا خدائی کے قابل نہیں۔ یا نبی نبوت کے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص بظاہر ہزار حکم کو بھی
اگر تسلیم کرے مگر وہ مومن نہیں رہ سکتا۔ خدائے علیم وحکیم کا اس حکم کو قسم سے مؤکد کرنا وہی
جانتا ہے کہ اس میں کسقدر مصالح ہیں۔ مگر یہ مصلحت تو کھلی ہوئی ہے۔

نبی سے اجتہادی غلطی کیوں ہو سکتی ہے!

بظاہر یہ شبہ ہو سکتا ہے

کہ جب نبی کی شان اسقدر اعلیٰ وارفع ہے تو جس طرح سے تبلیغ وحی وتبلیغ احکام منصوصہ
میں غلطی ناممکن ہے اسیطرح سے امور اجتہادیہ میں بھی اگر خطا ناممکن ہوتی تو نبی کا مطاع و
مقتدا ہونا مکمل طور پر ثابت ہوجاتا۔ اور مخالفین کو کوئی اعتراض کی گنجایش نہ ہوتی۔

مرزائیوں کی بارگاہ نبوت میں گستاخی

جیسے کہ بے ادب اور گستاخ مرزا اور مرزائیوں نے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا اور یہ کہا کہ کوئی ایسا اعتراض مرزا پر نہیں ہے جو انبیاء علیہم السلام بلکہ خود سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ ہوتا ہو۔

مسلمانو! انصاف فرماؤ اور اپنے قلوب پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کہ جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کی برابر بھی ایمان ہو اُس کی زبان سے یہ ملعون الفاظ نکل سکتے ہیں؟

کہاں مرزا کذاب جس کی ساری عمر انگریزی ملازمت میں گذری۔ ملازمت سے برطرف ہونے کے بعد قانون یاد کیا۔ امتحان میں فیل ہوئے۔ تو نبوت کی ڈگری حاصل کی اور پھر بھی ساری عمر انگریزوں کی مدح سرائی میں جان دی۔ معاذ اللہ عین محمد و عین احمد ہوئے۔ بعثت اولیٰ سے بعثت ثانیہ اعلیٰ و اکمل تھی مگر بعثت اولےٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے حافظ تھے مگر جب مرزا صاحب سے اتحاد ہوا تو معاذ اللہ قرآن بھی بھول گئے اور بجائے قرآن کے قانون انگریزی یاد کیا مگر پاس پھر بھی نہ ہوئے۔ غرض اپنے عیوب کا جب کوئی جواب دیسکے تو یہ جواب دیا کہ یہ عیوب تمام انبیاء علیہم السلام میں موجود ہیں۔ جب کہا گیا کہ محمدی بیگم کی پیشینگوئی قطعی اور تقدیر مبرم تھی تو پوری کیوں نہ ہوئی۔ جواب ملا کہ معاذ اللہ خدا کی عادت ہمیشہ ہی سے یہ ہے تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ پیشینگوئی حطمی ہو اور کوئی شرط مذکور نہ ہو مگر پھر بھی خدا تعالےٰ جھوٹ بولنے کے لئے کوئی شرط مضمر رکھ لیتا ہے جس کی بنا پر پیشینگوئی پوری نہیں ہوتی اور یہ بیچارہ نبی جس کو شرط کی کچھ خبر نہ تھی اُس نے خدا کے حطمی وعدہ اور تقدیر مبرم اور قدرت کاملہ کے بھروسہ پر اُس پیشین گوئی کو اپنے صدق و کذب کے لئے معیار بنایا۔ مرزائی خدا تو اپنی عادت کے موافق پوشیدہ شرط کی وجہ سے وعدہ خلافی فرمائیں بی رسوا و ذلیل ہو۔ امت بوجہ پیشین گوئی پوری نہ ہونے کے جو معیار صداقت تھی نبی کو کاذب کہے جس میں بالکل وہ حق بجانب ہے۔ مگر پھر بھی اُس نبی کے نہ ماننے کی وجہ سے سب کافر

ہوں اور ابدالآباد کے لئے جہنم میں جائیں۔ مرزا صاحب اور مرزائی چیختے پھریں۔ کہ بمقتضائے یصبکم بعض الذی یعدکم کل پیشین گوئی کا پورا ہونا ضروری نہیں۔ بعض پوری ہو جائیں تو کافی ہیں۔ مگر لوگوں کی طرف سے یہی جواب ہے کہ بعض باتیں تو ساحروں اور کاہنوں اور منجموں بلکہ خود شیطان کی بھی پوری ہو جاتی ہیں ایسے شخص کو ہم نبی نہیں مان سکتے۔ کثرت و قلت کا جواب بھی لاحاصل ہے جب کہ مرزا صاحب کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سچی پیشین گوئیاں جھوٹی پیشین گوئیوں سے کم ہیں۔

مرزائیوں کی گستاخی کا جواب

مسلمان خوب سمجھ لیں کہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کے کفر و ارتداد کے لئے یہ ایک ہی گستاخی کافی ہے۔ کیا اس قاعدہ کو تسلیم کرنے کے بعد کوئی مذہب سماوی بالخصوص اسلام قابل اعتبار رہ سکتا ہے۔ جب نبی اور اس کی امت قرنوں تک مشرکانہ عقائد پر قائم رہے۔ اور قرنوں تک وحی الٰہی بارش کی طرح برسے مگر مرزا صاحب جیسا غبی متنبی پھر بھی نہ سمجھے تو کیا کوئی عاقل ایسے احکام کو خداوندی احکام تسلیم کر سکتا ہے جن کی غلطی بارہ سال نہیں بارہ سو سال کے بعد بلکہ تیرھویں صدی میں ظاہر ہو۔ مرزا صاحب نے اپنی غرض اصلی یہی رکھی ہے کہ جو بات کہی جاوے وہ ایسی ہو کہ خدانخواستہ دنیا میں اسلام باقی نہ رہے۔ مگر واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون مرزا صاحب اور مرزائی اور ان کے ہم مشرب بہائی جن کے ایسے خیالات ہوں ان اوہام باطلہ کے دور کرنے کے لئے یہ حکم قطعی نافذ فرمایا گیا کہ جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم میں انکار کیا معنے کسی قسم کا شک اور تردد بھی کریگا تو فوراً کافر ہو جائیگا۔ کیونکہ اگر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے امور اجتہادیہ میں غلطی ہو سکتی ہے تو اس کا تدارک بھی فوراً کیا جاتا ہے۔ اور نبی کا غلطی پر قائم رہنا محال ہے۔ جیسے نبی بالقصد جھوٹ نہیں بول سکتے۔ دیدہ و دانستہ خلاف حق نہیں کر سکتے اسی طرح بمقتضائے بشریت اگر کوئی غلطی امور اجتہادیہ میں ہو جائے تو اس پر باقی بھی نہیں رہ سکتے۔ بلکہ فوراً مطلع فرمایا جاتا ہے تاکہ ان کے

مقتدا مطاع واجب الاتباع ہونے میں کسی خلجان اور تردد کی گنجایش باقی نہ رہے۔

انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام بشریت سے خارج نہیں ہوسکتے

اب رہی یہ بات کہ غلطی ہوئی ہی کیوں جو رفع کرنے کی ضرورت ہوئی اور مرزائیوں کو اسقدر کہنے کی گنجایش ہوئی تو جواب یہ ہے کہ خدا کو تمام فرق باطلہ کا جواب دینا ہے جیسے مرزا صاحب اور مرزائیوں کا جواب اس میں ہے کہ نبی غلطی پر قائم نہ رہے۔ فوراً مطلع کیا جائے اسیطرح سے اہل بدعت کے مشرکانہ خیال کی بھی تردید ہے جو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ بشریت سے خارج کرکے خدا بنا بیٹھے ہیں۔ اور ہر ہر قبر کو یہ سمجھتے ہیں کہ آمیں خدا گھسا ہوا ہے اور ہر جاہل پیر انا ربکم الاعلیٰ کی ندا بلند کرکے اپنے لئے اور بزرگانِ دین کی قبور کے لئے سجدہ و طواف اور نذر و نیاز جائز ہی نہیں بلکہ ضروری کہتا ہے اور ہر جاہل پیر اِنِّی اَنَا اللّٰہ کی صدا بلند کرکے یہ کہتا ہے کہ میں ہی تمہارا حاجت روا اور تمہاری موت و حیات کا مالک ہوں۔ خدا تو اب بھی معاذ اللہ تمہاری گلی کوچوں میں پھرتا ہے اور تیرہ برس تک مدینہ کی گلیوں میں پھرا مگر اُس کو کسی نے نہ پہچانا۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ سب قضا ہوجائے پرواہ بھی نہیں ہوتی۔ لیکن قبروں پر چادر چڑھانا اور سجدہ کرنا طواف کرنا عرسوں میں جانا اپنی حاجات کو اہل قبور سے طلب کرنا قضا نہ ہو۔ کوئی اُن کو حاجت روا و مشکل کشا اسوجہ سے سمجھتا ہے کہ اُن میں خدا کے حلول کا معتقد ہے۔ اور کوئی خدائی اختیارات کی کنجی اُن کے ہاتھ میں سمجھتا ہے۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھول چوک اور امور اجتہادیہ میں غلطی ہوجانا اس وجہ سے بھی ہے کہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ باوجود اس قرب الٰہی کے کہ جبرئیل علیہ السلام کی بھی وہاں رسائی نہیں پھر بھی یہ ہمارے انبیا اور بزرگ بشر ہی ہیں خدا نہیں۔ نہ کبھی بشریت سے جدا ہوسکتے ہیں نہ کبھی خدا بن سکتے ہیں۔ جو اُن کو بشر نہ کہے خدا کہے وہ بھی کافر اور مرزائیوں کی طرح مرتد۔ مرزائی اگر آج خاتم النبیین کے منکر ہیں تو بدعتی قل اما

نا بشرٌ مثلکم کے۔ اور جس طرح مرزا صاحب انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما
ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً کے یہ معنے بیان کر کے کہ مرزا صاحب بالکل ہر طرح موسیٰ علیہ
السلام کے مثل ہیں کافر و مرتد ہوئے اسی طرح جو شخص اپنے کو بالکل ہر طرح سے جناب
رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یا دیگر انبیا کا مثل کہے وہ بھی مرزا صاحب کی طرح سے
کافر و مرتد ہے جیسے آیت شریفہ وقال الملاءُ من قومہ الذین کفروا وکذبوا بلقاءِ
الاٰخرۃ واترفنٰھم فی الحیوٰۃ الدنیا، ماھذا الا بشرٌ مثلکم یاکل مما تاکلون منہ
ویشرب مما تشربون ہ ولئن اطعتم بشراً مثلکم انکم اذاً لخسرون ہ میں کفا
کا مقولہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنا مثل کہکر اُن کی اطاعت سے
اعراض کرتے تھے۔ الحاصل خدائی فرمان یہ ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم یوں فرمائیں کہ میں تمھارے مثل بشر ہوں اور یہ فرمانا بالکل حق اور بالکل بجا۔ اس پر
ایمان لانا فرض اور اس کا انکار کفر ہے۔ اور کفار نے بھی انبیاء کو مثلکم کہا وہ کہنا بھی کفر
لفظ دونوں جگہ ایک ہی ہیں مگر معنے کا فرق ہے جس معنے سے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام
امت کے مثل ہیں اُس کے معنے تو یہ ہیں کہ انسان ہیں اشرف المخلوقات کے فرد ہیں
آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ مٹی اور پانی وغیرہ سے پیدا ہوئے ہیں نہ معاذ اللہ جن ہیں
نہ فرشتہ ہیں نہ خدا ہیں۔ جو خدا کہتا ہے وہ بھی کافر۔ ایک تو اس وجہ سے کہ خداوند عالم جل شانہٗ
کی توہین کی دوسرے جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا وہ مرتبہ بتلایا جو واقعہ
کے خلاف ہے۔ اگر کوئی شخص کسی وزیر کو بادشاہ کہدے تو جس طرح اس میں بادشاہ کی
توہین ہے وزیر کو بھی اپنے عہدہ سے معزول کرنا ہے۔ کیونکہ بادشاہ تو وہ ہے نہیں اور جو ہی
یعنی وزیر یہ ادنےٰ مرتبہ کہنے والا اُس کے لئے جائز نہیں سمجھتا تو نہ وہ بادشاہ ہوا نہ وزیر۔
وزیر کو وزیر نہ کہنا یہ اُس کی توہین ہے۔

توہین اور بیان منصب میں فرق

اہل بدعت نے بڑا دھوکہ کھایا اور

دیا ہے۔ جب اُنہوں نے اولیاء کو منصبِ نبوت پر پہنچایا اور انبیا کو خدا بنایا علمائے ربانیین
نے اس کا رد کیا تو اہل بدعت نے عوام کو یہ دھوکہ دیا کہ ان کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے
عداوت ہے۔ یہ اُن کو دیکھ نہیں سکتے جلتے ہیں۔ حالانکہ یہ اُن کی غلطی یا افترا ہے ع
گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی۔
علماء سنت حافظانِ شریعت نے معاذاللہ کسی کی توہین نہیں کی بلکہ یہ تبلایا ہے کہ کوئی
امتی ولی کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو وہ کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا کسی ولی کو خصائص نبوت
سے متصف تسلیم کرنا نبی کی شان میں تو گستاخی ہے ہی ولی کو بھی ایذا دینا اور شرمندہ کرنا ہے
اگر یقین نہ ہو تو کسی کلکٹر کو وائسرائے کے سامنے یہ کہدو کہ یہ وائسرائے ہیں یا وائسرائے کے
عہدہ کے ان کو اختیارات ہیں۔ تو کلکٹر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ میں وائسرائے کی اس گستاخی
سے خوش نہیں ہوں اُس کہنے والے کو وائسرائے کے سامنے ہی اگر موقعہ پائے تو ہنٹروں
سے سیدھا کردے اور اُس کا بس ہو تو اُس کے عہدہ سے معزول کردے اسی طرح سے بدعتی
خوب سمجھ لیں کہ جنھوں نے اپنے پیروں اور بزرگوں کو اس خیال سے کہ وہ ہمارے شفیع ہونے
اُن کو رسول اور خدا بنا رکھا ہے یا نبیوں کو خدائی صفات سے موصوف مانا ہی ممکن ہے کہ
قیامت کے دن یہ اُن کے معتقد علیہ ہی اُن کو جہنم میں ڈالوائیں اور اُن کی شفاعت کرنے
میں یہ امر بھی مانع ہو تو کچھ مستبعد نہیں کہ اگر میں اس کو دربار نبوی یا دربار خداوندی میں پیش
کروں اور اس کے عقیدہ کا بطلان ظاہر کرنے کے لئے مجھ کو یہ کہا جائے کہ آئیے رسول صاحب
یا خدا صاحب۔ ان کی آپ سفارش و شفاعت کرنے آئے ہیں جو آپ کو خدا یا رسول سمجھتے
ہیں۔ تو فرمائیے کہ کیا یہ خیال ان بزرگ اور نبی کے لئے موجب ندامت اور شفاعت و سفارش
سے مانع نہیں ہوسکتا؟
علماء خادمانِ شریعت نے ہمیشہ اسی سے روکا ہی کہ ہر بزرگ کو اُس کے مرتبہ سے ہٹایا جائے
نہ ولی کو نبی کے مرتبہ میں لیجاؤ نہ نبی کو ولی کے۔ علیٰ ہذا القیاس نہ نبی کو خدائی تک بڑھاؤ۔ نہ

خدا کی کسر شان کر کے نبی بناؤ۔ بس یہ ہے اصل حقیقت۔ اب غلطی سے یا دانستہ عوام کو علمائے ربانیین سے متنفر کرنے کی غرض سے جو چاہو سو کہو۔

قرآن میں جو آپ کو صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم قل انما انا بشر مثلکم کا حکم ہوا ہے اُس کے صرف وہ معنے ہیں جو مذکور ہوئے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جو مثلکم سے مراد کفار کی تھی کہ ان میں اور انبیا علیہم الصلوۃ والسلام میں کوئی مابہ الامتیاز ہی نہیں جس کی بنا پر اُن کو مقتدا اور مطاع بنایا جائے۔ اور اس امتیاز کو انما یوحی الی الایۃ میں بیان فرمایا گیا۔ یعنی باوجود بشر ہونے کے رسول ہوں تم پر میری اطاعت لازم اور فرض ہے۔ جب تم بشر ہو تو تمہارا رسول بھی بشر ہی ہوگا۔ تم فرشتے نہیں ہو جو تمہارا رسول بھی فرشتہ ہوتا۔ لو کان فی الارض ملٰئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیہم من السماء ملکًا رسولًا۔ تم بشر ہو کر اس کی استدعا کرتے ہو کہ تمہارا رسول فرشتہ ہو۔ یہ استدعا تمہاری بے محل ہے قاصد وہی ہونا چاہئے جو تمہارا ہم جنس ہم زبان اور ہم ملک ہو۔ فرشتوں سے تم کو کیا مناسبت۔

تو جو شخص اس معنی سے آپ کی مماثلت اور بشریت سے انکار کرے وہ کافر ہے ایسے ہی وہ بھی کافر ہے جو آپ کو بالکل اپنے مثل بتلائے اور معاذ اللہ ایک دنیوی ایلچی اور قاصد کی قدر رسالت اور نبوت کی سمجھے جیسے کہ کبھی ایک خط لیجانے والا اُس سے ادنے ہوتا ہی جس کے پاس خط پہنچایا ہے اسی طرح سے معاذ اللہ اگر کوئی یہ کہے کہ اگر کسی امتی کے اعمال جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے افضل اور اعلےٰ یا مماثل ہوں تو وہ آپ کی مثل یا اعلیٰ بن سکتا ہے یہ عقیدہ بالکل کفر و ارتداد کا باعث ہے۔

علمائے دیوبند کے عقائد

مرزائیو! بدعتیو! وہابیو! نیچریو! سمجھ لو اور خوب سمجھ لو۔ یہ ہیں عقائد حقہ علمائے دیوبند کے نہ یہ بدعتی ہیں نہ نیچری نہ وہابی نہ غیر مقلد سچے اور پکے کتب حنفیہ کے مطابق حنفی ہیں بزرگوں کے معتقد اُن کے مرید۔ بحمد اللہ خود صاحب سلسلہ ذکر و شغل بیعت و طریقت کرنیوالے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل المخلوقات اور خاتم الانبیا جانتے ہیں اسی وجہ سے ہر
فرقہ باطل کے مقابل میں کہاں ہیں رات دن مولود شریف پڑھنے والے اور محبت کے
دعوے کرنے والے اُن کو خبر نہیں کہ مرزا صاحب اور مرزائیوں نے کیا کیا کلمات کفر کہے اور
کہتے ہیں اور تمہیں شرم نہیں آتی کہ مرزائیوں کو اپنے جلسوں میں بلاتے ہو اور اُن کی تقریریں
کراتے ہو اور اُن کے سامنے گردنیں جھکاتے ہو جس پر مرزائی فخر کرتے ہیں۔ تمہارا قصور نہیں
ہے یہ اُس بدعت ملعونہ کا قصور ہے جو تمہارے دل میں جڑ گئی ہے۔ کیا آج کسی بدعتی کا
منہ ہے کہ علماء دیوبند پر اعتراض کرے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین جاننے
والے وہ کام کرتے ہیں جو علمائے دیوبند نے مرزائیوں کے ساتھ کیا۔ تمہیں تو صرف مولود کی
جلیبیاں چاہئیں مسلمانوں سے ملیں یا کفار سے ابرار سے حاصل ہوں یا اشرار سے۔ علمائے
دیوبند یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ کوئی نبی اور ولی کچھ نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ نافع اور ضار
صرف خدا ہے۔ ہاں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو بیشمار معجزات اور اُن کے اتباع کی وجہ سے
اولیائے کرام کو بیحد کرامات دی گئیں ہیں۔ معجزہ اور کرامت دونوں خارق عادت ہیں۔ نبی کے
ہاتھ پر ظاہر ہو تو معجزہ اور ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو کرامت ہے۔ اور اولیائے امت کی جملہ
کرامات جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے معجزات ہیں۔ معجزات اور کرامات اور
ان حضرات کی دعاؤں کی برکات سے باذن اللہ مشکلیں حل ہوتی ہیں۔ مریض شفا پاتے
ہیں نامراد اپنی مرادوں کو پہنچتے ہیں۔ دوست آباد اور دشمن برباد ہوتے ہیں۔ مگر یہ سب کچھ
باذن اللہ وقدرۃ اللہ ہوتا ہے۔ وہ حقیقۃً خدا کا فعل ہوتا ہے۔ نبی اور ولی فقط اُس کے مظہر
ہوتے ہیں۔ اُن کا اس فعل میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اُن کے ارادے اور حرکات وسکنات
بالکل ارادۂ الٰہی کے تابع ہوتے ہیں اُن کی دعائیں قبول مگر دعا ہی جب کرتے ہیں جب
ارادۂ خداوندی ہوتا ہے۔ اگر ارادۂ الٰہی نہ ہو تو نہ اُن کے مبارک لب جنبش کر سکیں اور نہ ان
کے ہاتھ دعا کے لئے اُٹھ سکیں۔ نبی کی نبوت ثابت اور ولی کی ولایت ظاہر کرنے کیلئے

معجزہ اور کرامت اُن کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل سبیل السداد اور توضیح المراد میں ملاحظہ ہو۔

مگر جس طرح سے نبی کی بشریت ظاہر کرنے کے لئے لوازم بشریت اُس کے ساتھ ہیں اور کبھی کبھی امور اجتہادیہ میں خطا بھی ہو جاتی ہے جس کا تدارک فوراً کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سے اُن کی بندگی اور اُن کا الی اللہ محتاج ہونا تاکہ لوگ اُن کو خدا نہ سمجھیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی امر کا یہ مقدس جماعت ارادہ کرے کسی امر کی نہایت الحاح وزاری کیساتھ دعا کیجائے مگر قبول نہ ہو۔ اس دعا اور ارادہ کے پورا ہونے سے اُن کی شانِ نبوت اور شانِ ولایت میں ذرہ بھر فرق نہیں آتا۔ وہ ہر صورت میں اُس کی رضا پر راضی ہیں اور اپنی مرضیات کو اُس کی قضا کے سامنے تیز چھری سے ذبح کر چکے ہیں۔ علمائے دیوبند باوجود اس عقیدہ کے اُن کا ایمان یہ ہے کہ جو جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے ایک حکم کا انکار کرے۔ حق نہ سمجھے۔ حق ہونے میں تردد یا شک کرے وہ ویسا ہی کافر ہے جیسا مرزا غلام احمد قادیانی۔ اور مسیلمہ کذاب اور ابوجہل اور امیہ بن خلف۔ انسان کا کوئی عمل اعلیٰ وادنےٰ جب تک آپ کے حکم کے مطابق نہ ہو قبول ہی نہیں ہو سکتا۔ بزرگان دین کی محبت ایمان کے ساتھ لازم و ملازم ہے۔ جو اُن سے محبت نہ رکھے اُسے گمراہ اور بیدین سمجھتے ہیں جو اولیاء اللہ سے دشمنی رکھے وہ خدا کا دشمن اور اُس کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ جس کو نظیر دیکھنی ہو وہ مرزا صاحب کے حالات کو دیکھ لے۔ اُن کے دل میں اولیاء اللہ کی تو کیا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بھی عظمت نہ تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خبیث مرتد ہو کر مرے اور اُن سے اور اُن کے متبعین سے ایمان سلب کر لیا گیا۔ اللّٰھم احفظنا اللّٰھم احفظنا ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

حضرات علمائے دیوبند کی یہ شان ہے کہ ؎

در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق / ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

یہ بزرگوں سے محبت اس وجہ سے نہیں رکھتے کہ اُن کو کارخانہ قضا وقدر کا مالک جانتے ہیں
بلکہ اسوجہ سے کہ وہ خدا کے محبوب اور خدا کے پیارے اور خدا کے متقی بندوں میں سے ہیں۔
یہ حضرات خدا سے ڈرتے ہیں علمائے دیوبند ان سے ڈرتے ہیں غرض علمائے دیوبند پکے اور
سچے حنفی ہیں۔ مسلمان اہلِ بدعت کے بہکانے میں نہ آئیں۔ ہم خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے
دعوے سے کہتے ہیں کہ ہندوستان میں کیا روئے زمین پر کسی کو قدرت نہیں ہو کہ علمائے
دیوبند کی حنفیت اور متبع سنت ہونے پر اعتراض کر سکے۔ ہاں اگر کوئی حنفیت اور اتباع سنت
ہی کو غلط سمجھے یہ دوسری بات ہے۔ مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور اُن کے متبعین نے پہلے
غوغا کیا تھا تو اُن کو معلوم ہے کہ اُن کے مجدد مائۃ حاضرہ کی کیا گت بنی جس کا جواب آج تک
کوئی نہ دے سکا اور انشاء اللہ تعالےٰ نہ قیامت تک کوئی دے سکیگا دیکھو الختم۔ اب پھر
ان لوگوں نے کچھ غوغا کیا ہے۔ مگر افسوس کچھ نہ کیا۔ وہی باسی کڑھی کا اُبال ہے۔ وہ بیجا
ہمارے بزرگوں کو بُرا کہتے ہیں جسکا ہم بارہا جواب دے چکے ہیں مگر یاد رہے کہ پھر جب ہمارا
قلم چلا تو خدا چاہے پھر وہی حالت ہوگی جو پہلے ہوئی تھی۔ ہمیں تو کُل اہل باطل سے انشاء
اللہ تعالےٰ مقابلہ کرنا ہے پھر اس کی پرواہ ہی کیا ہے۔ ہاں اپنی طرف سے بلا ضرورت کسی سے
جھگڑا بھی نہیں کرتے ہیں اور جب وقت آجاتا ہے تو بحول اللہ وقوتہ ہٹنا بھی نہیں جانتے جسکو
آریہ (دیکھو رسالہ ردتناسخ وغیرہ) مرزائی بدعتی وغیرہ وغیرہ خوب جانتے ہیں۔

ایمان اور کفر کا مدار حکم رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور آپکی حدیث کو قرار دیا گیا حالانکہ ایمان وکفر کا مدار حکم اللہ وقرآن مجید ہونا چاہیے تھا

ممکن ہے کہ بعض صاحبوں کو یہ خلجان پیش آئے کہ اصل تو حکم خدا اور قرآن مجید ہے۔ اور حکم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اور حدیث کا مرتبہ اس کے بعد ہے اس بنا پر چاہیے تھا کہ تمام احکام اللہ یعنی قرآنی احکام کا

ماننا تو ایمان ہوتا اور ان میں سے ایک کا انکار بھی کفر ہوتا۔ مگر یہ قلب موضوع کیسے ہوا کہ اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حکم بھی نہ مانے اور ایک حدیث کو بھی تسلیم نہ کرے تو وہ کافر ہو جائے۔

تو اس شبہہ کے جواب کو خوب غور سے سمجھ لینا چاہئے۔ حکم اللہ حکم الرسول علی ہذا القیاس قرآن وحدیث کو دو سمجھنا من کل الوجوہ صحیح نہیں۔ گو بظاہر دو ہیں اور بعض احکام میں تفاوت بھی ہے مگر یہ تفاوت اور اختلاف حقیقت کے اختلاف پر مبنی نہیں ہے۔ عوارضات اور جہات اور اعتبارات کا یہ کرشمہ ہے اور ایسا ضرور ہونا چاہئے تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ	حکم بجز خداوند عالم کے کسی کا نہیں

جب حاکم حقیقی وہ ہے اور دین اُسی کے احکام پر چلنے اور اُسی کے بتلائے ہوئے اعتقادیات پر یقین کرنے کا نام ہے تو پھر کسی دوسرے شخص کو دین میں حکم دینے کا کب اختیار ہو سکتا ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام احکام خداوندی اور اُس کی مرضیات ونامرضیات ہی کو اُس کے فرمانے کے مطابق بندوں تک پہنچاتے ہیں اُن کی یہ مجال نہیں ہے کہ اپنی طرف سے کوئی حکم بھی بیان کر کے اُس کو خدا کی طرف منسوب فرمائیں۔ یہ تو ایک جھوٹ اور بددیانتی اور خیانت اور خلاف منصب نبوت ہے اسی احتمال کو باطل کرنے کے لئے ارشاد ہوا ہے

ولو تقوّل علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین	یعنی اگر نبی ہم پر کوئی جھوٹ بات اپنی طرف سے باندھے اور ہماری طرف غلط نسبت کرے تو البتہ ہم اُس کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اُس کی شہ رگ کو قطع کر دینگے

یعنی اُس کو فوراً ہلاک کر دیں گے اور تقوّل کی نوبت ہی نہ آنے دینگے۔

غرض یہ ہے کہ جس نبی کی نبوت کو معجزات اور دلائل قطعیہ یقینیہ سے روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا اور لوگوں کا مقتدا اور مطاع بنا کر اُس کی اطاعت اور فرماں برداری کو مدار نجات بنا دیا

اور اُس کی حکم عدولی کو کفر قرار دیا تو اب یہ جو عقلی احتمال تھا کہ کوئی نبی بعد ثبوت نبوت اور ظہورِ
معجزات اگر کوئی خیانت کرے اور تبلیغ رسالت میں امانت داری نہ کرے تو اس احتمال کو رفع
کرنے اور عصمتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ثابت فرمانے کی غرض سے یہ فرمادیا کہ نبی کی
امانت اور عصمت وعفت اور یہ کہ وہ کوئی امر اور کوئی حکم خلاف مرضی خداوندی نہیں کر سکتا اس
کے ذمہ دار ہم خود ہیں۔ اگر کوئی نبی بفرض محال ایسی جرأت کرے تو فوراً ہلاک کر دیا جائے ورنہ
اگر ایسا نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ معاذ اللہ خود خداوند عالم خلق اللہ کو ہدایت کے پردہ میں
گمراہ کرتا ہے اور رسول کو نجات کے لئے نہیں بلکہ ہلاکت کے لئے بھیجتا ہے اور کہتا تو یہ ہی
کہ انبیا تم کو صراط مستقیم بتلاتے ہیں حالانکہ وہ منزل مقصود سے خود کوسوں دور ہیں۔ آیت مذکورہ
کا یہ مطلب ہے کہ اول مدعی نبوت کی نبوت کو جب تم نے خوب جانچ لیا کہ وہ مدعی صادق
ہے کاذب نہیں ۔ تو اب تم کو بے کھٹکے اُس کی اتباع کرنی چاہئے اب اُس کے اتباع
میں بجز رشد وہدایت کے ضلالت وگمراہی کا نام بھی نہیں۔ ہاں اس کے خلاف اور عدول حکمی
کفر خالص اور ٹھیک جہنم کا راستہ ہے۔

مرزا صاحب کی خود غرضی اور آیت کا غلط مطلب بیان کرنا

مرزا صاحب اور مرزائیوں کا علوم دینیہ سے ناواقف ہونا اور اپنی خود غرضی اور خود مطلبی کیلئے
تحریف قرآنی کرنا ایسا شرمناک امر ہے کہ کوئی طالبِ حق ایک منٹ کو بھی اس فرقہ کو اچھی نظر سے
نہیں دیکھ سکتا۔ مرزا صاحب نے اپنی نبوت جمانے کے لئے آیۃ مذکورہ بالا کا یہ مطلب گھڑ لیا کہ جو
مدعی نبوت تیئس ۲۳ برس تک زندہ رہے وہ سچا نبی ہے اور چونکہ مرزا صاحب دعوی نبوت کے بعد
تیئس ۲۳ برس تک زندہ رہے لہذا وہ سچے ہیں

پیغامیوں سے ایک سوال

جو منافق نفاق کی گہری پالیسی لیتے ہوئے مرزا صاحب
کے قدم بقدم چلتے ہیں وہ مرزا صاحب کے اس

کفریہ اور لغتی عقیدہ دعوائے نبوت کو چھپانے کی غرض سے یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے حقیقی نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا۔ وہ تو مجازی اور بروزی و ظلّی ہونے کے مدعی تھے۔ اُن سے یہ پوچھنا چاہئے کہ کیا تمام دنیا بھی مرزائیوں کی طرح عقل مرزا صاحب پر فدا اور نثار کر چکی ہے جو اندھے ہو کر مرزا صاحب کی غلط باتوں اور لغو خیال اور کفریات صریحہ پر ایمان لاکر بے ایمان ہو جائے۔ اگر مرزا صاحب نے دعوی نبوت حقیقیہ نہیں کیا اور اپنے کو حقیقی نبی نہیں کہتے تو پھر اس آیت سے مرزا صاحب کو کیا تعلق! کیا لغوی اور مجازی و بروزی و ظلی نبی کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ معصوم ہو اور اُس سے کوئی غلطی اور خیانت اور بددیانتی نہ ہو سکے کیا اُس کا امر اور نہی واجب الاتباع ہے؟ تفصیل کا یہ موقعہ نہیں اہل فہم کے لئے یہ اشارہ کافی ہے جس سے وہ پیغامیوں کے کفر و نفاق کو اچھی طرح معلوم کر سکتے ہیں ورنہ پیغامیوں کے امیر کو تاویل میں بہت دعوی ہے وہ مرزا صاحب کے اس استدلال کا جواب دیں کہ جب مرزا صاحب مدعیِ نبوت نہیں تو پھر اپنے اس دعوے کے صدق پر اس آیت کو دلیل میں کیوں پیش کرتے ہیں!

دنیا میں کسقدر جھوٹے مدعی نبوت و رسالت بلکہ مدعی الوہیت پیدا ہوئے اور تئیس ۲۳ برس سے بہت زائد تک زندہ رہے۔ اور اپنے کفریات پھیلاتے رہے اور بیشمار لوگ اُن کے مذہب میں داخل ہوئے لیکن جب اُن کا دعوی ہی بداہۃً باطل تھا اور اُن کے صدق دعوے کی کوئی دلیل بھی من اللہ قائم نہ ہوئی تھی تو پھر اُس کے تیئس کیا تین سو سال تک بھی زندہ رہنے سے خلقت کا گمراہ ہونا خداوند قدوس کی طرف اس وجہ سے منسوب نہیں ہو سکتا کہ اُس نے ایسے کاذب کو اتنی مدت تک ہلاک کیوں نہیں کیا! خدائے حکیم نے اُس کا رسول اور من اللہ ہونا کب کسی دلیل اور معجزہ سے ثابت کیا تھا جو خدا کو اُسے ہلاک کرنا چاہئے تھا بلکہ اُس نے اُس دجال کے جھوٹے اور باطل اور مفتری علی اللہ ہونے کے دلائل جب روز روشن کی طرح سے پیدا کر دیئے تو پھر بھی کوئی اندھا گمراہ ہو کر جہنم میں جائے تو جاؤ وہ پیدا ہی جہنم کے لئے ہوا ہے۔

ایک شخص مدعی اسلام ہوکر انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو گالیاں دے۔ غلام احمد ہوکر احمد کی مساوات اور عینیت کا مدعی ہو اور اسی پر بس نہ کرے بلکہ بعثت ثانیہ کو بعثت اولیٰ سے افضل کہکر اپنی فضیلت کا مدعی ہو تمام انبیا علیہم الصلوۃ والسلام سے اپنے کو اعلیٰ و افضل قرار دے۔ ضروریات دین کا انکار کرے۔ قرآن مجید کی تحریف کرنے میں اتنا جری ہو کہ جو چاہے سو کہدے ایسا شخص قطعاً یقیناً مرتد اور کافر ہے۔ پھر بدنصیب بدبخت نام کے مسلمان ایسے کھلے ہوئے گمراہ و مرتد کو جو ادنے مسلمان بھی نہیں ہوسکتا مجدد۔ محدث۔ آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ یوسف۔ موسیٰ۔ عیسیٰ محمد۔ احمد علیہم الصلوۃ والسلام سے اعلیٰ و افضل قرار دیکر قمر الانبیا۔ نبی بروزی۔ ظلی۔ حقیقی۔ تشریعی تک کہیں تو پھر خداوند کریم جل شانہ پر کیا الزام ہے۔ آخر لوگ اپنے ہی ہاتھ سے بت بناکر خدا کہتے اور اس کی پرستش کرتے ہیں۔ لوگوں کو بت پرستی کی دعوت دیتے ہیں اور اسی کو خدائی حکم اور تقرب الی اللہ کا مدار قرار دیتے ہیں اور مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ کہکر اس عبادت کی تحسین بھی بیان کرتے ہیں اور ایک تیئس نہیں بلکہ سو سو برس کی عمر پاکر مرتے ہیں۔ تو پھر مرزا صاحب اور مرزائیوں کے نزدیک کیا یہ سب سچے ہیں۔ اگر مرزائی معیارِ صداقت یہی ہے تو کیا یہ گاندھی جی کا مذہب اختیار کرینگے یا شردھانند جی کے ہاتھ پر شدھی ہوں گے۔ بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی ع

دین کا جانا ٹھر گیا ہے صبح گیا یا شام گیا

مرزا صاحب کے بطلان اور کذب دجل اور دغل پر یہ امور مذکور ایسے کافی وافی تھے کہ کسی اور امر کی ضرورت نہ تھی مگر خدا کی رحمت کے قربان جائیے کہ اس نے ضعیف الایمان اور عوام کی ہدایت کے لئے مرزا صاحب نے جسقدر امور کو اپنی صداقت کا معیار قرار دیا تھا ان سب کو ایک ایک کرکے جھوٹا کیا۔ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب و مولوی ثناء اللہ صاحب کی موت اور محمدی بیگم کے نکاح سے پہلے مرزا صاحب کو ناکامی اور لعنتی موت سے مار کر ان کے اقرار کے مطابق ہر بد سے بدتر ثابت کردیا۔ پھر مرزا صاحب اپنے دعوے کے بعد تیئس برس نہیں

تیئس ہزار برس تک بھی زندہ رہتے تو مرزا صاحب کا وجود کسی طالب حق کے لئے باعث لغزش اور موجب گمراہی نہ ہوتا۔ ہاں مرزا صاحب جہنمیوں میں بڑے بھاری رئیس بلکہ بادشاہ ہوتے۔ قادیان کی طرح وہاں بڑے بڑے مکان اور کالج تعمیر کراتے۔ دنیا میں تو بادشاہوں نے اُن کے کپڑوں سے برکت نہ ڈھونڈی لیکن وہاں جہنمی سلاطین شاید برکت تلاش کرتے

الغرض آیتِ مذکورہ کی جو مرزا صاحب نے تحریف کر کے اپنی صداقت کی دلیل بنائی ہے یہ اُن کا ملحدانہ اور کفریہ خیال ہے۔ آیت مذکور سچے نبی رسولِ مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عصمت اور امانت ثابت کرتی ہے۔

الحاصل رسول مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جب امین اور صادق و مصدوق اور تبلیغ احکام آلٰہیہ میں معصوم ہوئے تو اب آپ کا کوئی حکم ہی نہیں جو بھی آپ کا حکم ہے وہ حکم خداوندی ہے۔ اُس کو آپ کا حکم قرار دینا اس وجہ سے ہے کہ آپ اُس کو بیان فرماتے ہیں تو اب شبہۂ مذکورہ کی کوئی گنجایش باقی نہیں رہتی۔

اور اگر تعمق نظر سے کام لیا جائے تو یہ کہنا بھی بے محل نہیں کہ گو قرآن مجید کلام آلٰہی ہے اور اُس میں احکام خداوندی مذکور ہیں لیکن ہم کو چونکہ قرآن کا قرآن ہونا بھی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ارشاد سے معلوم ہوا ہے۔ اسوجہ سے جسقدر احکام قرآنی ہیں وہ بھی حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے افراد ہیں مثلاً قرآن مجید میں نماز روزہ وغیرہ کی فرضیت کا حکم ہے اور آپ نے صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کہ خدا نے تم کو یہ حکم دیا ہے تو فرضیت صلوٰۃ جیسی حکم خداوندی ہے ویسے ہی حکم نبوی بھی ہے کیونکہ آپ تو بمقتضائے ماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں اللہ ہی کے احکام بیان فرماتے ہیں۔ تو اب چاہے لفظوں میں یہ مذکور ہو یا نہ ہو کہ خدا تم کو یہ حکم کرتا ہے کہ یہ کام کرو یا نہ کرو یا یہ عقیدہ رکھو اور یہ نہ رکھو۔ مگر حقیقت میں ہر امر و نہی کا یہی مطلب ہے تو اب حکم نبوی اور حکم خداوندی کو ایک بھی کہہ سکتے ہیں اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم کو جو کچھ بھی ملتا ہے وہ بلاواسطہ آپ ہی سے

منشاء ہو۔ لہٰذا ہر امر شریعت چاہے قرآن میں مذکور ہو اور چاہے حدیث شریف میں وہ درحقیقت امر رسول
ہی ہے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ خدا کا یہ حکم
ہے۔ تو آیۂ مذکورۃ الصدر میں حکم نبوی کے ماننے اور نہ ماننے کو مدار کفر و ایمان بلکہ عین ایمان اور
کفر قرار دیا بالکل صحیح ہوا جس کسی حکم کا انکار کرے انسان کافر یا مرتد ہوتا ہے اس میں درحقیقت
حکم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار ضرور ہے۔

حدیث اور قرآن میں فرق

جب قرآن کا قرآن اور من اللہ ہونا اور جو احکام
قرآن میں مذکور ہیں اُن سب کا حاصل یہی ہے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو یہ حکم دیتے ہیں کہ خدا تم کو یہ حکم فرماتا ہے تو اب
اُس کی دو صورتیں ہوئیں ایک تو یہ کہ الفاظ بھی خدائی ہی ہوں اور نظم بھی اور اُس نظم کا
نام قرآن ہو اور وہ نظم حد اعجاز کو پہنچی ہو جس کے مقابلہ کی تمام کفار کو دعوت دی گئی ہے اور
نماز میں اس کے پڑھنے کا حکم ہو اور جیسے وہ کلام نازل ہوا اُس کے لکھنے کا بھی حکم ہو اور اُس
کی ترتیب بھی آسمانی ہو اور اُس کا نام بھی کلام اللہ اور قرآن ہو اور کتابی صورت بھی مرکز ہو
یہ تو قرآن ہے۔

اور جو احکام جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے الفاظ مبارکہ میں بیان فرماتے تھے اور
ان میں خصوصیاتِ مذکورہ نہ ہوں تو وہ حدیث ہے۔ صحابہ کے لئے جو جناب رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ حکم سنتے تھے واجب العمل ہونے میں قرآن و حدیث کا حکم
ایک مرتبہ تھا اور حیثیاتِ مذکورہ میں من حیث اللفظ امتیاز تھا لیکن وجوب عمل کے لحاظ سے
کوئی فرق نہ تھا اور حدیث اور قرآن کا سند عمل پر ایک ہی مرتبہ تھا۔ چونکہ قرآن کا اہتمام بلیغ تھا
اور لکھا جاتا تھا اور کثرت سے صحابہ اُس کو حفظ کرتے تھے اور منبع احکام وہی تھا۔ حدیث کے
جس قدر احکام جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں گو وہ ہم کو معلوم نہ ہوں
مگر اُن کا ماخذ اور سرچشمہ اور کل تفصیل کا اجمال قرآن مجید ہی تھا اس وجہ سے قرآن مجید ہی کا

کتابۃً و حفظاً زیادہ اہتمام تھا اور حدیث تاکہ اختلاط نہ ہو جائے لکھی نہیں جاتی تھی۔ صحابہ خواہ
بلاواسطہ احکام سنتے اور عمل کرتے تھے۔

اس امتیازی حکم سے جس کا ہونا ضروری تھا آئندہ چلکر حدیث اور قرآن میں عمل حیثیت سے
بھی بہت بڑا امتیاز اور فرق پیدا کر دیا۔ چونکہ حدیث کی روایت کے سلسلہ میں راوی آگے کہیں
زائد اور کہیں کم کہیں قوی کہیں ضعیف کہیں بہت محتاط کہیں کم اور کہیں کذاب اور وضاع
قرن اول میں اس کا بھی التزام نہ تھا کہ قرآن مجید کی طرح سے حدیث میں جناب رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہی نقل کئے جائیں۔ اس وجہ سے حدیث کی بہت سی قسمیں خبر واحد
خبر مشہور، خبر متواتر، صحیح، حسن، ضعیف، موضوع وغیرہ پیدا ہو گئیں۔ حدیث من حیث الاصل
ہمارے لئے قرآن کے بعد ہو گئی۔ ایک حدیث کو ایک صحابی سے زیادہ دو تین نے سن کر اپنی
فہم کے مطابق اُس مضمون کو اپنے الفاظ میں نقل کیا۔ علیٰ ہذا القیاس دوسرے اور تیسرے
نے۔ ہر سلسلہ میں احتمال پیدا ہو گیا کہ سامع سے سمجھنے میں کوئی غلطی ہوئی ہو۔ یا ان الفاظ
سے ادا کیا ہے وہ الفاظ چونکہ نبوی الفاظ نہیں ہیں تو ممکن ہے کہ ادائے مراد میں کوئی زیادتی
یا کوئی نقصان ہو گیا ہو۔ اس وجہ سے خبر واحد مفید ظن اور گمان ہے اس سے عقائد اور امور
قطعیہ ہم ثابت نہیں کر سکتے۔ لیکن صحابہ کے نزدیک چونکہ حدیث ویسی ہی قطعی اور یقینی تھی
تو ان کے لئے من حیث الاصل کوئی فرق نہیں نکل سکتا۔ اور جو حدیث بطریق تواتر ہم تک پہنچی
ہے وہ ہمارے لئے بھی اثبات حکم میں ویسی ہی ہے جیسے قرآن مجید۔ وہ حدیثیں مفید قطع و
یقین بھی ہوں گی۔ ان سے عقائد بھی ثابت ہوں گے اور حدود و قصاص میں بھی اور جس طرح
ایک آیت دوسری آیت کے معارض ہو کر پچھلی پہلی کے لئے ناسخ ہو سکتی ہے خبر متواتر
کو بھی یہ درجہ حاصل ہے۔

ایک قابل لحاظ نکتہ

خبر واحد سے قطعیات اور حدود و قصاص مسئلہ یا شبہات
میں ثابت نہیں ہو سکتے کیونکہ خبر واحد میں احتمالات

مذکورہ سابقہ موجود ہیں اسوجہ سے وہ مفید قطع ویقین نہیں اور جو چیزیں ادنے شبہہ سے دفع ہوجاتی ہیں وہ خبر واحد سے باوجود شبہہ کے ثابت نہیں ہوسکتی۔ لیکن چونکہ یہ احتمال مخالف کسی دلیل سے ثابت اور مؤکد نہ ہوا ہو اس وجہ سے خبر واحد ساقط الاعتبار بھی نہیں۔ ظنی احکام اس سے ثابت ہوتے ہیں۔ اور اجتہادیات اور فقہ کی بنا اکثر اخبار احاد ہی پر ہے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آج کوئی حکم ثابت اور قطعی و یقینی ہے لیکن اُس حکم کی دلیل ایک خبر واحد ہے کہ جس کے راوی دو چار سے زائد نہیں تو بظاہر یہ امر متعارض معلوم ہوتا ہے مثلاً قتل مرتد کا مسئلہ اسکا ثبوت بظاہر تو خبر واحد سے ہے اور ہے حد جو خبر واحد سے ثابت نہیں ہوسکتی یا رجم محصن زانی۔ حکم تو اتنا سنگین کہ قادیانیوں کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں لیکن نہ قرآن میں صریح آیت اور نہ حدیث ہی بظاہر متواتر تو پھر زانی محصن کا رجم ہو تو کیسے اور مرزائی مرتد کابل میں قتل ہوئے تو کیوں ! اس نکتہ کو غور سے سمجھنا چاہیے۔

بات یہ ہے کہ ایک حکم جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے صحابہ کے سامنے متعدد بار یا ایک بار بیان فرمایا وہ حکم صحابہ کے لئے قطعی اور یقینی تھا اُس میں شک اور تردد کی کوئی گنجایش نہ تھی۔ روایت کے سلسلہ میں تو وہ حدیث خبر واحد کے درجہ سے بڑھی نہیں۔ متواتر تو کیا ہوتی مشہور بھی نہیں۔ مگر چونکہ صحابہ کو اُس حکم کا قطع اور یقین تھا اُس حکم پر سب کا اجماع ہوگیا مثلاً ماعز اسلمی اور امراۃ غامدیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا رجم سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حکم سے صحابہ نے کیا۔ کابل میں رجم ہوا ہے اور ہندوستان کے مرزائی خواب میں چونک اُٹھتی ہیں۔ کسی درخت کا پتہ ہلتا ہی تو شبہہ ہوتا ہے کہ کسی ولایتی نے پتھر تو نہیں مار دیا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اتنا بڑا واقعہ سنگساری کا مدینہ طیبہ میں واقع ہوا اور وہ بھی ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ سالہا سال تک یہ خبر کہ فلاں فلاں شخص بحکم رسول فلاں جُرم کی وجہ سے سنگسار کئے گئے حد تواتر کو نہ پہنچا ہو اسی وجہ سے تمام صحابہ کا اس پر اجماع ہوگیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کیا بعید ہے کہ اُن کو یہ معلوم ہوگیا ہو کہ آخری زمانہ میں ایک مرتد فرقہ قادیانی رجم محصن کا انکار

کریگا جیسا یہ حکم حدیث سے ثابت تھا اس حکم کا قرآنی حکم ہونا بھی مجمع صحابہ میں بیان فرما دیا اور تمام صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے نہ صرف حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرمانے کی وجہ سے بلکہ اپنے ذاتی علم اور تواتر کی وجہ سے اُس پر اجماع کیا اور آج تک تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع چلا آتا ہے۔ تو اس اجماع کی بنا خبر واحد نہیں ہے بلکہ وہ قطع اور یقین اور تواتر اور علم حقیقی ہے جو صحابہ کو رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین حاصل تھا۔ علیٰ ہذا القیاس قتل مرتد کا مسئلہ ہے۔

مرزائی اپنی قسمت کو روئیں اور مرزا صاحب کی قبر کو سنگسار کریں کہ وہ ان کو علاوہ گمراہ کرنے کے اس درجہ ذلیل کر گئے ہیں کہ اُن کو دنیا و آخرت میں عزت نصیب نہیں ہو سکتی۔ مرزا صاحب کے اُس فقرے کو یاد کریں جہاں اُنہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ "اجماع کی بنا یقین اور کشف کلی پر ہوتی ہے" ازالہ ص ۲۲۸۔

کہو قتلِ مرتد اور رجم محصن زانی پر اجماع ہے یا نہیں۔ اور ہے تو کس کا۔ صحابہ رضؓ کا یا علما، دیوبند نے اجماع کیا ہے۔ ہاں یہ تو کہو کہ یہ اجماع کہیں نزول عیسیٰ علیہ السلام کی طرح عیسائیوں سے تو نہیں لیا گیا۔ ہاں یہ بھی دیکھ لو کہ پیشین گوئی تو نہیں جس کا مضمون امت اور صحابہ تو کیا خود رسول مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بھی معاذ اللہ بقولِ مرزا صاحب نہ سمجھے ہوں۔ حمل تو نہیں تھا جو تیرہ سو سال کے بعد وضع ہوا ہو۔

مرزائیوں نے بھی سمجھ لیا ہے۔ چو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک انگشت۔ ایک حکم کا انکار کرنے والا بھی مرتد اور سو کا بھی تو اب پھر دل کھولکر ہی مرزا صاحب کے منشاء کو کیوں نہ پورا کیا جائے۔ مرزا صاحب تو گویا فرما ہی چکے ہیں ؎ تو مشقِ کفر کر خون دو عالم میری گردن پر معلوم ہو گیا کہ قتل مرتد اور رجم محصن زانی حکم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ حکم اسلام کے چہرے پر سیاہ داغ نہیں البتہ یہ کہکر مرزائیوں نے اپنے چہرہ اور دل اور نامۂ اعمال کو ضرور سیاہ کر لیا۔ حکم رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا منکر بیشک کافر اور مرتد ہی اور قتل مرتد اور

رجبسم زانی یہ اجماعی حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ہی جس اجماع کی بنا کسی خبر واحد
پر نہیں ہے اُس کا مبنیٰ ظن اور تخمین نہیں بلکہ بقول مرزا صاحب بھی اُس کی بنا "یقین اور کشف
کلی" پر ہے جس کا منکر قطعاً کافر اور مرتد ہے۔

الحاصل، قرآن وحدیث میں فرق من حیث العمل نیچے چلکر پیدا ہوتا ہی اور جن لوگوں
نے حدیث کو خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ سُنا ہے وہاں اصلاً کوئی فرق نہیں
خبر واحد اور حدیث جس درجہ میں قرآن سے عمل میں دوسرے درجہ پر ہے وہاں اُس کی یہ وجہ
نہیں کہ وہ حکم رسول ہونے کی وجہ سے قرآن اور حکم آلہی سے مرتبہ میں بعد کو ہے بلکہ کثرت وسائل
وغیرہ کی وجہ سے اُس کے حکم رسول ہونے ہی میں شک وشبہہ پیدا ہوگیا ہے۔ حکم الرسول ہو
اور مفروض الاطاعت نہ ہو۔ ناممکن ہی۔ قرآن کو چونکہ تواتر کا درجہ حاصل ہے تو اُس کی نسبت
یہ بھی متواتر ثابت ہوا کہ اُس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے قطعاً اور یقیناً قرآن
کہا جیسے زمانہ حیات میں کسی صحابی سے کسی آیت کے متعلق آپ فرماتے کہ یہ آیت قرآن ہی
اور اُس کو اس آیۃ قرآنی کا قرآن ہونا بوجہ ارشاد نبوی قطعاً اور یقیناً معلوم ہوا تھا۔ آج بھی قرآن
کے ایک ایک حرف کی نسبت ہر مسلمان کو اس کا یقین ہے کہ آپ نے اس کو قرآن فرمایا
آج اگر کوئی ایک آیۃ کا بھی انکار کریگا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس حکم کا کہ یہ آیۃ قرآن
ہے منکر ہو کر کافر ہو جائیگا۔ پس اگر کسی حدیث کو بھی یہ درجہ تواتر کا حاصل ہو جائے تو اُس کا منکر
بھی ویسا ہی کافر ہوگا جیسے قرآن کا۔

غرض جس کسی حدیث یا جس کسی حکم کی نسبت جس حیثیت سے قطعاً اور یقیناً یہ ثابت ہو جائے
کہ یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہی اُس کا منکر اور اُس میں تردد وشک کرنیوالا ویسا ہی
کافر اور مرتد ہے جیسے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا منکر مرتد ہی۔ آخر رسالت
کا منکر کافر اور مرتد کیوں ہی؟ اسی وجہ سے کہ رسالت کا ثبوت قطعی اور یقینی ہو چکا ہے۔ جو امر من الرسول
قطعاً ویقیناً ہوگا اُس کا انکار بھی ضرور کفر ہونا چاہیے اور کفر ہے ورنہ رسول رسول نہیں رہ سکتا۔

علیٰ ہذا القیاس اگر خدانخواستہ قرآن مجید بھی متواتر نہ ہوتا اور اُس کی بھی روایت حدیث ہی کی طرح ہوتی تو آج وہ بھی بالکل حدیث ہی کی طرح سے ہوتا اور عمل میں قرآن و حدیث دونوں ایک مرتبہ میں رکھے جاتے۔

دلائل کی باعتبار ثبوت اور دلالت کے تقسیم

دلیل اور نص یعنی قرآن وحدیث یا قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہے یعنی ثبوت بھی یقینی کہ اُس میں غلطی کا احتمال بھی نہ رہے اور اپنے مفہوم پر دلالت بھی قطعی اور یقینی ہو کہ غیر معنے مراد کی کوئی گنجایش باقی نہ رہے اس قسم کی آیات احادیث سے عقائد اور فرائض ومحرمات وغیرہ جو کچھ بھی ثابت ہوتے ہیں وہ سب قطعی ہیں اُن کا انکار کفر وارتداد ہے دوسری قسم وہ ہے کہ ثبوت تو قطعی ہو لیکن معنی مراد پر دلالت اُس کی قطعی نہ ہو جیسے والمطلقت یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء یہ آیت مثل تمام قرآن کے قطعی الثبوت ہے لیکن چونکہ قرء کا لفظ حیض وطہر میں مشترک ہے اس وجہ سے اپنی مراد پر قطعی الدلالت نہیں یہی وجہ ہے کہ بعض ائمہ عدت طلاق کے اندر تین حیض کہتے ہیں اور بعض تین طہر۔ تیسری صورت وہ ہے کہ ثبوت تو ظنی ہو مگر اپنے معنے پر دلالت کرنے میں قطعی ہو۔ جیسے کثرت سی وہ احادیث احاد کہ جن کے معنے متفق علیہ طور پر ایک ہی ہیں اور دوسرے معنے کی وہاں گنجایش نہیں۔ اور چوتھی قسم وہ ہے کہ جس کا ثبوت بھی ظنی ہو اور معنی پر دلالت بھی ظنی جیسے کثرت سے وہ احادیث ہیں جن کے معنے میں اختلاف ہو۔ یا دوسرے معنے کا احتمال موجود ہو۔ صرف اول قسم کے انکار سے انسان کافر ہوتا ہے۔ اور اگر پہلے مسلمان تھا تو اب مرتد ہوگیا۔ اور بعض ائمہ کفر وارتداد کے لئے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہونے کے ساتھ مزید احتیاط کی غرض سے ایک قید اور بڑھاتی ہیں کہ وہ امر باوجود قطعی اور یقینی ہونے کے ضروریات دین سے بھی ہو کہ جس کو ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ امر دین میں یقینی ہے اور ایمان اسلام کے لئے اُس کا تسلیم کرنا واجب اور ضروری ہے اور تین صورتیں جو آخر کی ہیں اُن سے کوئی امر قطعی اور یقینی اور کوئی شریعت کا عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا۔

ہاں مسائل فقہیہ اجتہادیہ کی ہزاروں کتابوں کے لاکھوں مسائل کا مدار یہی دلائل ثلاثہ ہیں اور ان سے جو مسائل ثابت ہوتے ہیں وہ سب فروعی ہیں اصول اسلام اور ارکان اسلام جن کے انکار و اقرار پر ایمان و کفر کا مدار ہے ایک بھی ثابت نہیں ہوتا۔

مرزائیوں کے الزام کا جواب

مرزائی جو علمائے اسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ علما فروعی مسائل میں نزاع اور جھگڑا کر کے ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں یہ اُن کا الزام بالکل غلط اور بے محل ہے۔ کسی مرزائی یا نیچری کی مجال نہیں کہ وہ اس کو ثابت کر سکے کہ علمائے امت نے فروعی مسائل میں ایک دوسرے کی تکفیر کی ہو۔ یہ مساکین جانتے ہی نہیں کہ اصول کیا ہیں اور فروع کیا جس کو چاہا اصول میں داخل کر دیا اور جس کو چاہا فروع ہیں۔ علمائے اہل سنت والجماعت کے نزدیک جب تک کفر کی وجہ آفتاب سے زائد روشن نہ ہو جائے اور جب تک قائل کی مراد معنی کفریہ متحقق نہ ہو جائے جب تک کفر کا فتویٰ دینا ناجائز اور حرام ہے اور جب تک کلام میں صحیح تاویل کی گنجائش ہو حتی الوسع مسلمان کے کلام کو اُسی معنی پر محمول کرنا چاہئے جس سے اُسے مسلمان کہا جا سکے۔

انکار ضروریات دین میں تاویل مسموع نہیں

لیکن اگر انکار ایسے امر کا ہو کہ جس میں تاویل کی گنجائش ہی نہ ہو تو پھر وہ تاویل معتبر نہیں اور اُس تاویل کو تاویل نہ کہا جائیگا بلکہ وہ صریح انکار کے ہم معنی سمجھی جائیگی۔ دن کے بارہ بجے نہ ابر ہو نہ غبار لوئیں چل رہی ہوں دھوپ شدید ہو اور پھر بھی کوئی شخص یوں کہے کہ دن موجود نہیں۔ ممکن ہے کہ یہ تمام روشنی اور شعاع اور حرارت بجلی کی ہو۔ جو آسمان پر متصل کوند رہی ہو دُنیا میں کوئی عاقل اس کو یہ نہ کہیگا کہ یہ تاویل کرتا ہے۔ بلکہ یہی کہا جائیگا کہ بدیہی اور مشاہد چیز کا منکر ہے۔ اسی طرح سے ضروریات دین کے انکار میں کوئی تاویل مسموع نہیں۔ انکار کرنے والا یقیناً کافر اور مرتد ہے۔ ورنہ دنیا میں کون کافر ہے۔ جو اپنے عقائد کے دلائل نہیں رکھتا۔ اگر دلیل کی وجہ سے کافر نہ کہا جائے تو پھر دہریہ اور

منکر توحید و رسالت بھی کافر نہ ہوں گے۔ مرزائیوں کا اصول اسلام اور ضروریات دین کو فروعی
مسائل قرار دینا مرزا صاحب کے دعوی نبوت سے کم نہیں۔ مسلمانوں کو مطمئن ہو جانا چاہیئے
کہ علمائے اسلام ایسے جلد باز اور غیر متدین نہیں ہیں جو بلا وجہ کسی کی تکفیر کردیں۔ ہاں اگر کہیں
ایسا ہو تو یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ واقع میں عالم ہے یا جیسے تحریک خلافت کے زمانہ میں بہت سے
لیڈر اور بہت سے بے لکھے پڑھے مولوی اور مولانا بن گئے یا آج کل جو وکلا اور مختار مسلمان ہوتے ہیں
اُن کو عوام مولوی صاحب کہتے ہیں جیسے اندھے کو چاہے اُس نے کچھ بھی نہ پڑھا ہو بعض لوگ
حافظ جی کہکر پکارتے ہیں۔

ناظرین کرام! آپ کو معلوم ہے کہ بہت سے لوگ گورنمنٹ کی جانب سے شمس العلماء کا خطاب
پاتے ہیں مگر اُن میں سے بعض جیسے آفتاب علم ہوتے ہیں آپ مجھ سے زائد اُن کی شعاعوں کو
جانتے ہیں۔ جب تحریک خلافت میں گورنمنٹی خطابات واپس کئے گئے تو ضرور تھا کہ قوم اپنی
جانب سے خطابات تقسیم کرتی۔ اس قسم کے مولوی اور مولانا کو آج اپنے کو ائمہ مجتہدین کی برابر
سمجھیں اور اُن کے خیال میں اُن کو تنقید بخاری کا بھی حق حاصل ہو مگر آپ سمجھتے ہیں کہ جیسے
خان بہادر کے خطاب سے کوئی بزدل نہ خان بنتا ہے نہ بہادر اور اسی طرح اگر کسی جاہل کو مولوی
اور مولانا کا خطاب دیدیا جائے تو نہ وہ عالم بنتا ہے نہ فاضل ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
شیر آں باشد کہ مردم مے خورد — شیر آں باشد کہ مردم را خورد

ایسے فرمایشی علما ہمیشہ ہوتے رہے ہیں۔ اُن کے فتووں کا تو اعتبار نہیں اور اگر واقعی کسی نے
دانستہ ایسا جرم کیا ہی یا غلطی ہوئی ہے تو اُسی وقت دوسرے علمائے تغلیط بھی کی ہے پھر
کسقدر حق پوشی ہے کہ غلط فتوے کا تو ذکر کیا جائے اور صحیح کا نام بھی نہ لیا جائے۔ دنیا میں صحت
اور غلطی ساتھ ساتھ ہے۔ لیکن غلطی اور صحت میں تمیز بھی رکھی۔ دو چار فتووں کے غلط ہونے سے
کل فتوے غلط تھوڑا ہی ہوسکتے ہیں۔ اگر کسی مسلمان کی غلطی سے تکفیر کی گئی تو اُس سے مرزائی

کیا نفع اُٹھا سکتے ہیں۔ دنیا میں آخر مرزا صاحب کی طرح جھوٹے مدعی نبوت بھی ہوئے ہیں تو پھر کیا کوئی سچے نبیوں کی اس بنا پر تکذیب کر سکتا ہے کہ سلسلہ مدعیانِ نبوت میں کاذب بھی ہیں جیسا کہ دنیا و دین کے اور امور میں صدق اور کذب کی پڑتال کی جاتی ہے اسی طرح سے فتاوے تکفیر کو بھی دیکھنا چاہئے جو صحیح ہے وہ صحیح اور جو غلط ہے وہ غلط۔ لیکن مرزائیوں کی تکفیر کا فتویٰ بالکل صحیح ہے کہ جس میں غلطی کا احتمال بھی نہیں۔

بیان سابق سے یہ بات محقق ہو گئی کہ ایمان جمیع احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تسلیم کرنے کا نام ہے اور ان ہی احکام میں کسی ایک حکم کو بھی تسلیم نہ کرنے کا نام کفر ہے۔

یہ بات اور سمجھ لینا چاہئے کہ احکام نبویہ میں ایک تو عقائد متعلق مبدا و معاد وغیرہ ہیں اور دوسرے اعمال جائز یا ناجائز۔ تو جس امر کے متعلق جس حیثیت سے آپ کا حکم قطعاً و یقیناً ثابت ہو اُسکا تسلیم کرنا تو ضروری اور ایمان ہے اور اُس حکم کا اُس حیثیت سے تسلیم نہ کرنا بھی کفر وارتداد ہے یہ نہیں کہ آدمی فرائض کے ہی انکار کرنے اور حلال کے حرام جاننے سے کافر ہوتا ہے۔ بلکہ اگر کسی چیز کا واجب اور سنت اور مباح یا مستحب ہونا یا کسی چیز کا مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی ہونا بھی بطریق قطع ویقین ثابت ہو تو اُس کے وجوب اور سنیت اور اباحت و استحباب و کراہت وخلاف اولے ہونے کے وصف کا انکار بھی کفر ہے۔ مثلاً اذان نماز کے لئے مسنون ہے اور مسواک وضو کے لئے۔ اگر کوئی تمام عمر بھی اذان نہ کہے اور مسواک نہ کرے تو وہ تارک سنت ہوا اور بہت بڑی فضیلت اُس سے چھوٹ گئی۔ مگر اُس کی وضو اور نماز ہو گئی۔ لیکن اذان کا اور مسواک کا مسنون ہونا یہ ایسا متواتر اور قطعی ہے جیسے نماز اور روزہ۔ تو اذان اور خود مسواک نہ فرض نہ واجب مگر یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ مسنون ہے ضروریات دین میں سے ہے آپ نے (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) اذان اور مسواک کے مسنون ہونے کا حکم دیا۔ یہ اس طرح سے اجماعاً اور بالتواتر ثابت اور محقق امر ہے کہ تمام امت نے اس کو بلا انکار قبول کیا ہے اور اگرچہ خاص خاص احادیث خبر احاد کا درجہ رکھتی ہوں لیکن قدر مشترک تواتر کے درجہ کو پہنچ چکا ہے اور ہر مسلمان اس

سے کے مسنون ہونے کو جانتا ہے۔ تو جو شخص آج اس حکم کا انکار کرے کہ اذان اور مسواک سنت نہیں یہ بھی ویسے ہی کافر ہوگا جیسے ظہر کی چار رکعت ہونے کا منکر کافر ہے۔ یا مثلاً قرآن شریف میں اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا[1] سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ غیر محرم حلال کو شکار کرنا جائز ہی تو گو شکار کرنا حلال کے لئے حق میں نہ فرض نہ واجب لیکن یہ اعتقاد رکھنا کہ اس حالت میں شکار کرنا مباح ہے۔ یہ فرض اور قطعی اور یقینی اور ضروریات دین سے ہے اس کا منکر ویسا ہی کافر اور مرتد ہوگا جیسے کوئی شخص فرضیت نماز کا منکر کافر و مرتد ہوتا ہے کیونکہ اگر انکار نماز میں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا انکار ہے تو انکار جواز شکار میں آیت اذا حللتم فاصطادوا کا۔

غرض یہ بات خوب سمجھنے اور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو حکم جس حیثیت سے قطعیت کے درجہ کو پہنچ جائے گا اُس کا انکار کفر ہے۔

عمل نہ کرنے اور انکار کرنے میں فرق

اگر کوئی شخص تمام عمر نماز نہ پڑھے روزہ نہ رکھے زکوٰۃ حج ادا نہ کرے مگر ان کو اسی طرح سے فرض سمجھے جس طرح شریعت سے ثابت ہے۔ چوری زنا۔ شراب خواری میں مبتلا ہو مگر ان کو ویسا ہی حرام سمجھے جیسا کہ ثابت ہی تو یہ شخص باوجودیکہ اعلیٰ درجہ کا فاسق اور فاجر ہے لیکن مومن ہے۔ بخلاف اُس کے کہ جو تمام فرائض کو ادا کرے اور محرمات سے بچے لیکن فرائض کو فرض نہ سمجھے اور محرمات کو حرام نہ سمجھے وہ قطعاً کافر ہے۔

مرزائیوں کی عداوت اسلام

بیان بالا سے حدیث کا مرتبہ اور یہ کہ وہ بھی درحقیقت وحی الٰہی اور حکم الٰہی ہے اور ویسی ہی واجب الاطاعۃ ہے جیسے قرآن مجید اور اعمال کا بہت بڑا حصہ اور دین کی کثرت سے فروع احادیث سے ہی ثابت ہیں اور بمقتضائے مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا[2]۔ اور مَا یَنْطِقُ

---

[1] جب احرام سے نکلو تو شکار کرو (سورہ مائدہ) [2] رسول تم کو جو کچھ حکم دیا کرے اُس کو تسلیم کیا کرو اور جس سے روکے تم اُس سے رک جایا کرو (حشر) [3] نہیں بولتا وہ اپنی خواہش نفسانی سے بلکہ وہ وحی ہے جو وحی کیجاتی ہے اُس کی طرف (نجم)

عن الہوی ان ھو الا وحی یوحی اور قل[1] ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیہ
اور دوسری آیات جو قرآن میں بکثرت موجود ہیں جن میں اتباع نبوی کا حکم ہے اگر اُن سے
حدیث پر عمل کرنا مقصود نہیں تو اور کیا غرض ہے۔ پس اس وقت مرزائیوں کا قتل مرتد اور
رجم محصن زانی سے اس بنا پر انکار کرنا کہ قرآن میں یہ حکم صراحۃً موجود نہیں اگر عداوت اسلام
اور تکذیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں ہی تو پھر اور کیا ہے؟ جو فعل احادیث صحیحہ سے
ثابت۔ اور تمام صحابہ و خلفائے راشدین اور کل امت اُس کو قبول کرے اور عمل کرے او مرزائی
اُس کو خلافِ انسانیت خلافِ تہذیب و تمدن اور اسلام کے چہرہ پر سیاہ و سفیدی کے بدنما
داغ اور وحشیانہ حرکت بتلائیں اگر یہ جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت سے
انکار نہیں اور آپ کی شانِ اقدس میں گستاخی اور توہین نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ دوں مسئلے کسی
امام کے اجتہاد کا نتیجہ نہیں۔ کسی صحابی کی رائے نہیں۔ کم فہم ملاؤں کا فتویٰ نہیں تو پھر یہ کس کا
حکم ہے جس کیساتھ یہ گستاخی اور تمسخر کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں اگر اس توہین اور استہزا اور
تمسخر اور انکار احکام نبویہ کے بعد بھی آدمی کافر اور مسلمان مرتد نہ ہو تو پھر ایسے اسلام کو مسلمانوں کا سلام
ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ آج خوش نہ ہو کہ مرزائی اسلام کی حمایت کر رہے ہیں۔ یہ حمایت اور خیر خواہی ایسی
ہی ہو کہ جیسے کسی بڑھیا نے شاہی باز کی چونچ اور شکاری ناخنوں کو کاٹ کر بیکار کر دیا تھا گو اُس کا
فعل نیک نیتی پر مبنی تھا اور ان کی حرکت بدنیتی پر۔ اگر آج تم نے قتل مرتد اور رجم زانی محصن سے
اس وجہ سے دست برداری کی کہ یہ قرآن میں صراحۃً موجود نہیں ہے۔ تو کل کو اگر ان کی جانب سے
یا ان کے کسی اور بھائی کی طرف سے یہ سوال ہوا کہ نماز کی تعیین اوقات و عدد رکعات اور ترکیب
الصلوٰۃ قرآن میں صراحۃً مذکور نہیں اور زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج جملہ عبادات و معاملات کو اسی طرح سے
ترک کرنا چاہا۔ تو پھر تمہارے پاس کیا جواب ہوگا۔ یہی اسلام جو بالکل تمام قیود سے آزاد ہوگا ای کو
مرزا صاحب دُنیا کے سامنے پیش کرنے آئے ہیں۔ یہی دین کامل ہے۔ اور یہی اتمام نعمت ہی

[1] کہدو کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو خدا تم سے محبت کرنے لگیگا۔ (آل عمران)

جس کا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ اگر ایسا سوال قادیانیوں کی طرف سے پیش ہوا یا جن عیسائیوں سے آج لندن میں قتلِ مرتد کے خلاف جلسہ کرا کر اظہار نفرت کرائے اور پیغام صلح میں چھاپتے ہیں کل کو انھیں پادریوں سے ایک جلسہ کرا کر یہ رزولیوشن پاس کرا دیا جائے کہ یہ جو تمھاری کتابوں میں عبادات کی تفصیل ہے یہ قرآن میں کہاں ہے؟ اگر قرآن میں تھی اور آیت رجم کی طرح لکھی نہیں گئی تو قرآن غیر مکمل اور اگر قرآن میں نہیں تھی حدیث کی بنا پر معمول بہا ہے تو قتل مرتد اور رجم کیطرح سے یہ بھی متروک ہونے چاہئیں۔ اور اگر مرزائی یہ کہیں کہ قتل مرتد لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کے خلاف ہے اور رجم اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ کے تو یہ تفاصیل عبادات يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ اور مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ اور لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اور فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا کے خلاف ہیں۔ لہذا یہ تمام احادیث واجب الترک ہیں۔ یورپ کے لئے ہر وقت وضو کرنا خلاف عقل اور تکلیف مالا یطاق ہے۔ پتلون پہنکر رکوع میں دقت اور سجدہ کے بعد بیٹھنا محال ہے لہذا یہ نماز جو مسلمانوں میں رائج ہے قرآن کی تعلیم کے موافق نہیں ہو سکتی۔

کہو مسلمانو اُس دن کیا جواب دو گے۔ شاید نیچریوں کی طرف سے تو یہ جواب ہو کہ ہاں ہاں ہم بھی اس رزولیوشن کی تائید کرتے ہیں اور اسی وجہ سے معاذ اللہ ان نامعقول حرکات کو ہم پہلے ہی سے ترک کر چکے ہیں۔ انگریزی تعلیمیافتہ طبقہ کا مرزائیت میں کثرت سے داخل ہونا اس کی زیادہ

۱؎ آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمھارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمھارے واسطے دین مسلمانی (مائدہ) ۲؎ دین میں اکراہ نہیں (بقرہ) ۳؎ زنا کرنیوالی عورت اور مرد ہر ایک کو دونوں میں سے سو کوڑے مارو (نور) ۴؎ اللہ کو تمھارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اور دشواری منظور نہیں ۵؎ (خدا نے) دین میں تم پر کوئی مشکل نہیں رکھی (الحج) ۶؎ خدا کسی شخص کو اُس کی گنجایش سے زائد تکلیف نہیں دیتا ہے (بقرہ) ۷؎ پھر نفس کو اُس کی بد کرداری اور نیک کرداری دونوں کا شعور دیا۔

وجہ یہی ہے کہ انہیں سے اکثر پہلے ہی سے اصول اسلام کو خیر باد کہہ چکے ہیں۔ اور احکام اسلام کا استہزا اور تمسخر کرتے ہیں کسی قومی مصلحت اور تحفظ حقوق کی وجہ سے اسلام کا نام باقی رکھنا چاہتے ہیں مگر اسلام وہ ہو کہ جس کی ترمیم و تنسیخ اُن کے ہاتھ میں ہو۔ فقہ میں چونکہ نہایت بسط ہے وہ تو قابل اعتبار تھا ہی نہیں۔ بعض بعض ایڈیٹر جیل میں جانے کے طفیل سے مجتہد ہونے کا دعوے کرنے لگے۔ جو علما کو بار بار ڈراتے اور دھمکاتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ ہم خود مجتہد ہیں۔ ہم احکام سننے نہیں آئے بلکہ احکام سُنانے آئے ہیں۔ حدیث کی وقعت کو یوں مٹانا چاہتے ہیں کہ قرآن کتاب کامل ہے۔ وہ ریگستان افریقہ کے باشندوں اور عرب کے بدووں کے لئے بھی ہادی بنکر آئی ہے اگر وہ اپنی ہدایت میں بخاری اور مسلم اور عینی اور فتح الباری صدہا من کتابوں کے انبار کی محتاج ہو تو وہ کتاب کیا ہادی ہو سکتی ہے اور اُس کو تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ[1] اور تَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ[2] کب کہہ سکتے ہیں اور وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ[3] اس پر کب صادق آسکتا ہے قرآن شریف کو ہاتھ میں لو اور جو کچھ وہ فرمائے اُس پر عمل کرو۔ قرآن کتاب کامل ہے۔ وہ ہدایت میں کسی کا محتاج نہیں ہو سکتا۔ دین میں آسانی ہے۔ سختی اور تشدد اور تنگی یہ ملانوں کا کام ہے صلوۃ کے معنے دعا کے ہیں وضو بے وضو دعا مانگ لیا کرو اور اگر وضو ہی کرنا ہو تو ایک دفعہ کافی ہے۔ زکوۃ کے معنے پاک کرنے کے ہیں۔ ایتائے زکوۃ کے یہی معنی ہیں کہ پاکی اور صفائی اور ستھرائی رکھنی چاہیئے۔ اپنے مالوں کو بھی دھوپ دکھلاتے اور دھوتے صاف کرتے رہو تاکہ اُن میں طاعونی جراثیم اور ملیریا کے کیڑے اثر نہ کریں۔ علیٰ ہذا القیاس تمام قرآن کے معنے اسی طرح سے کرلینا چاہئیں ؎ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی مسلمان کے مسلمان ہی رہے ہیئت تو ہاتھ سے نہ گئی یورپ کی تہذیب ساتھ رہی آزادی اُس سے بھی زیادہ حاصل ہو گئی عیسیٰ علیہ السلام اگر فوت ہو گئے تو ہمارا کیا گیا۔

یہاں تک تو صبر تھا مگر جب مرزا جی نے وفات عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اپنی مسیحیت اور نبوت کی بنا ڈالنا شروع کی تو نیچریوں نے بھی اپنا رنگ بدلا اور یہ کہا کہ نزول عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام

[1] قرآن ہر چیز کا بیان ہے ۱۲ [2] قرآن ہر چیز کی تفصیل ہے ۱۲ [3] ہر رطب و یابس کتاب مبین میں ہے ۱۲

احادیث سے ثابت ہے اور وہ کل موضوعات اور قرآن کے مخالف ہیں لہذا نہ کوئی مسیح نہ مثیل مسیح۔ مردن موقوف مقبرہ مسمار تب تو مرزا صاحب کو بڑی فکر ہوئی اور جھٹ نزول عیسیٰ علیہ السلام کی پیشینگوئی کو تواتر کا اعلیٰ درجہ دے کر یہ فرمایا کہ یہ قابل رد نہیں ہے۔

یہ فرقہ نیچریوں کا بھی اسلام میں ایسا پیدا ہوا ہے کہ دن بدن اس کا قدم الحاد اور بے دینی کیطرف بڑھتا جاتا ہے۔ غرض مرزا صاحب اور مرزائیوں نے دین اسلام کو ایک لڑکوں کا کھلونا بنا رکھا ہے۔ جب چاہا بنایا اور جب چاہا بگاڑا۔ قتل مرتد اور رجم زانی کا اس بنا پر انکار کرنا کہ قرآن میں صراحۃً مذکور نہیں اسلام کی کھلی کھلی عداوت اور بیخ کنی ہے۔ جس کو خدا نے سمجھ دی ہے وہ سمجھے اور جس کو اسلام سے نکلکر مرزائیت میں جانا ہے وہ اپنے نفع و نقصان کا خود ذمہ دار ہے

قرآن مجید مسلمانوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مستغنی نہیں بتلاتا

یہ بڑا ملحدانہ اور ملعون خیال ہے کہ کوئی مسلمان یہ کہے کہ قرآن ہم کو کافی ہے۔ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور حدیث کی پیری کی ہم کو کچھ ضرورت نہیں۔ اگر یہ ہے تو قرآن

بار بار اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ	اللہ اور رسول کی اطاعت کرو
وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا	جو کچھ تم کو رسول امر کیا کریں وہ قبول کرو اور جس سے تم کو روک دیں اس سے رک جاؤ۔ (حشر)
لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ الآیہ	تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اسوہ حسنہ ہے جو شخص اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہو۔
مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ الآیہ	رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے (نساء)

رسول کے اتباع اور اس کی پیروی اور اس کے حکم ماننے کا اسقدر تاکید کے ساتھ کیوں حکم دیتا

اور ایمان وکفر کا مدار ٹھہراتا ہے۔ عیسیٰ کے قرآن کی طرح کسی صندوق میں بند کرکے کسی پہاڑ کی درخت
پر نازل کردیا جاتا۔ یا دیدوں کی رشیوں کی طرح کسی گائے بیل کی پشت پر رکھکر کہیں بھیجدیا جاتا۔
لوگ خود اُس کو دیکھ کر جو سمجھتے جس طرح چاہتے عمل کرلیا کرتے۔

ایک گمراہ فرقہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی نسبت معاذاللہ ترکِ اتباع واحترام توکیا ایسی گستاخی
کے الفاظ استعمال کرتا ہے کہ اگر "نقلِ کفر کفر نباشد" نہ ہوتا تو کوئی مسلمان ان لفظوں کو نقل بھی نہیں
کرسکتا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ جیسے معمولی انسان کسی کا خط کسی کو پہنچا دیتا ہے پھر کچھ واسطہ نہیں۔ اسکے
مکتوب الیہ کے ذمہ اُس ذاکیہ کا کوئی اعزاز واحترام ضروری نہیں۔ معاذاللہ اسی طرح خدا اور بندوں کے
درمیان میں رسول علیہ الصلوۃ والسلام ہیں۔

علمائے دیوبند ان جملہ خیالات کو کفر والحاد و زندقہ اور بے دینی جانتے ہیں۔ بیشک قرآن مجید خدا کا
کلام اور اس کی صفت ازلی ہے وہ غیر مخلوق وغیر حادث ہے مگر جس طرح سے بندے باذن اللہ و
ارادتہٖ بغیر رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے خدا سے کوئی نفع نہیں اٹھا سکتے۔ اسوجہ سے کہ ارادۂ
الٰہی یوں ہی ہوا کہ آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر ہر قسم کی رحمت اور فیض وکرم سے جملہ مخلوقات کو آپ
ہی کے وجود باجود سے مستفیض فرمائے۔ منجملہ اُن برکات کے وجود دیگر انبیا علیہم الصلوۃ والسلام و
نزول کتب سماوی و قرآن مجید بھی ہے۔ قرآن مجید سے فیض بھی آپ ہی کی برکت اور آپ ہی کے
وجود باجود سے ہم کو مل سکتا ہے۔ نبی علیہ السلام فقط قرآن مجید کے الفاظ ہی نہیں لائے بلکہ اُن کے
ساتھ بیشمار انوار و برکات اور علوم اور حکم بھی ہیں کہ وہ بدون آپ کی اتباع کے میسر نہیں آسکتے۔ ورنہ
رسالت کے ماننے کی کیا ضرورت تھی۔ بے رسالت بھی ہدایت کا کام چلنے کی بہت سی صورتیں
نکل سکتی ہیں۔ مرزا صاحب اور مرزائی اور باب اور بابی اور بہاء اللہ اور بہائی اور بہت سے مدعیانِ
اسلام کہ جو قطعاً اور یقیناً بالاتفاق کافر و مرتد ہیں کیا ان کے ہاتھ میں قرآن مجید نہیں ہے ان کے گمراہ
ہونے کی اکثر وجہ یہی ہے کہ انہوں نے یا تو حدیث کو صاف چھوڑ دیا یا اپنے منشا کے مطابق حدیثیں
اور بنالی۔ اور یا جس طرح سے قرآن مجید کے معنے غلط کئے تھے اسی طرح سے حدیث کو بھی اپنی رائے

کے تابع بنالیا۔ اگر فقط قرآن مجید کا کسی کے پاس ہونا ہدایت کے لئے کافی ہے تو پھر یہ لوگ کیوں گمراہ ہوئے۔

خوب سمجھ لینے کی بات ہے کہ الفاظ چاہے قرآن مجید کے ہوں یا احادیث کے وہ مقصود بالذات نہیں ہو سکتے۔ الفاظ معانی ہی کے سمجھانے کے لئے ہوتے ہیں اور ہر کلام کا مطلب صحیح اور غلط ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود ہر فن کی کتابیں متون اور حواشی اور شروح بکثرت موجود ہونے کے دنیا اُن کتابوں کی وجہ سے استاد سے مستغنی نہیں۔ یہی نیچری اور تعلیم یافتہ طبقہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے کے بعد لندن اور برلن جاکر ہزاروں روپے خرچ کرکے اُستادوں کے جوتے کیوں سیدھے کرتے ہیں۔ ڈاکٹری اور انجنیری کی ہزارہا کتابیں گھروں میں موجود ہیں مگر نہ کوئی ایل ایل بی اور نہ کوئی ایل ایل ڈی خود علاج کرتا ہے نہ خود مکان بناتا ہے۔ ڈاکٹروں اور انجنیروں کی کیوں ضرورت ہوتی ہے جس یورپ کی تقلید میں دین اور ایمان برباد کیا جاتا ہے وہ بھی ماہرین فن اور اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب طے کرتے ہیں۔

مسلمانو! خدا کے لئے غور کرو اور فکر کرو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے کچھ تو شرماؤ ادنےٰ ادنےٰ کتاب اور فن حاصل کرنے کے لئے ہر ادنےٰ اور اعلےٰ کے شاگرد بنے اور اُسی کو اُستاد بناتے ہو لیکن قرآن مجید باوجود خدا کی کتاب ہونے کے نہ اس کے لئے اُستاد کی ضرورت نہ شرح کی جس کتاب کا مصنف کوئی بڑا حکیم اور ڈاکٹر ہوتا ہے اُس کی کتاب پر بڑے بڑے حاشیے اور شرحیں لکھی جاتی ہیں اور بڑے بڑے اساتذہ سے اُن کو پڑھا جاتا ہے۔ کیا مخلوقات میں آج تک اور آج سے قیامت تک کسی کتاب کا بنانے والا قرآن کے منزل علیم وحکیم سے کوئی نسبت رکھ سکتا ہے؟ اس کتاب حمید کا کوئی معلم اور استاد شارح اور محشی سوائے اُس شخص کے جو خاص خدا کا شاگرد ہو جس نے علوم آلہیہ اور حکم قرآنیہ خاص خدا ہی سے سیکھے ہوں ہو سکتا ہے۔ پھر اب تم ہی انصاف سے کہو کہ قرآن کی تفسیر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی یا زید وعمرو کے خیالات یا مرزا صاحب کے شیطانی الہامات! حدیث سے جُدا ہو کر جو شخص محض قرآن مجید کو ہاتھ میں لیگا

وہ سمجھ لے کہ اُس کو قرآن مجید سے ہدایت نہ ہوگی بلکہ گمراہ ہوگا۔ خدا خود فرماتا ہے۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۔ اُسی سے بہت لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو اُسی سے رستہ پر لگاتا ہے

قرآن بالکل رشد و ہدایت ہے لیکن کیا گمراہی کا سبب بن سکتا ہے؟

قرآن ہدایت اور محض ہدایت ہے اسمیں ضلالت اور گمراہی کا نام تک نہیں۔ لیکن قرآن محض الفاظ ہی کا نام نہیں ہے بلکہ ان الفاظ کے ساتھ معنے بھی وہی ہونے چاہئیں جو مراد خداوندی ہیں۔ ان میں گمراہی کا وجود ایسا ہی محال ہے جیسے دن میں رات کا اور رات میں دن کا۔ لیکن اگر کوئی شخص نظم قرآنی کے معنے ہی اور بدلدے تو گمراہی ان غلط معنوں کی وجہ سے پیدا ہوئی لیکن چونکہ ان معانی کو منسوب نظم قرآن ہی کی طرف کیا جاتا ہے اس وجہ سے یہ کہا جائیگا کہ قرآن میں اگرچہ ضلالت اور گمراہی نہیں مگر اس شخص کی گمراہی کا سبب اس کی غلطی کی وجہ سے قرآن بن گیا۔ ایک شخص کے ہاتھ میں مشعل ہے مگر اُس نے خلافِ مقصود سڑک پر روشنی ڈالکر اُس پر چلنا شروع کیا اور اس روشنی ہی سے اُس سڑک کو دیکھا جو منزل مقصود کے خلاف تھی۔ تو گو مشعل میں ظلمت نہیں مگر اس غلط راہ اختیار کرنیوالے کی اُسی کی غلطی کی وجہ سے گمراہی کا سبب مشعل ہی بنی۔ اسی وجہ سے قرآن مجید کو یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا فرمایا گیا۔

قرآن مجید کتاب کامل تبیانا لکل شئ۔ تفصیلا لکل شئ۔ ولا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین ۰ انہ[1] لقول فصل وما ھو بالھزل یہ اس کی شان ہے۔ مگر کسی کتاب کے کمال اور جامعیت اور لاجواب اور بےنظیر اور بے مثال ہونے میں یہ امر قادح اور موجب نقصان نہیں ہے کہ اس کے مطالب عالیہ حل کرنے کے لئے استاد کی ضرورت ہو بالخصوص جبکہ کتاب کا بنانیوالا بھی بےنظیر اور جس فن میں کتاب ہو وہ بھی نیا ہو۔ بلکہ جس کتاب کے مضامین عالیہ معلوم کرنیکے لئے

---

[1] یہ (قرآن کی) بات دو ٹوک ہے ہرگز ہنسی نہیں۔ (طارق)

بہت بڑے اُستاد کی ضرورت ہو وہی کتاب بہت بڑی سمجھی جائیگی۔ تو اُس کا نازل کرنے والا۔ قرآن جس کا کلام ہے۔ جب وہ رب العالمین حکیم وعلیم وخبیر ہے تو قرآن مجید کا معلم اس کی شرح اور اس کی تفصیل کرنے والا بھی بجز سید الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے جنہوں نے علم قرآن خاص خدا سے حاصل کیا ہے کوئی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جب کتاب کا بنانے والا بے مثل اور بےنظیر ہے اور اس کے ساتھ فن بھی ایسا کہ جس کا تعلق مغیبات سے ہے جو عقول مخلوقات سے بالکل اعلیٰ وبالا۔ اور کتاب ان اصطلاحات اور امور اصطلاحیہ پر مشتمل ہے جن کا علم بجز صاحب کتاب کے کسی کو نہ ہے نہ ہوسکتا ہے۔ تو اب اس کتاب کا دنیا میں درس دینے والا بجز خدائی شاگرد کے اور کوئی نہیں ہوسکتا جس کا ذکر الرحمٰن علم القرآن میں فرمایا گیا۔

لہٰذا جس کو قرآن مجید سمجھنا اور اس پر عمل کرنا منظور ہو تو جیسے دیوان حافظ اور دیوان غالب سے پہلے ان کی شرح کی تلاش لازم اور ضروری ہے اسی طرح قرآن کی تعلیم کے لئے پہلے بخاری اور مسلم اور صحاح اور ان کی شروح کو جمع کرے اور ان کو مشعل ہدایت بنالے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن مجید معاذاللہ ناقص ہے۔ حدیث کا محتاج ہے۔ قرآن کامل ہے اور حدیث کا محتاج نہیں ہاں چونکہ تم ناقص ہو اور تمہاری سمجھ ان مضامین عالیہ تک نہیں پہنچ سکتی نہ تم بلا واسطہ خدا کے شاگرد ہو اس لئے تم فہم قرآن میں حدیث کے محتاج ہو۔ حافظ شیرازی اور غالب دیوان حافظ اور دیوان غالب کی کسی شرح کے محتاج نہیں نہ وہ شخص شرح کا محتاج ہے جس نے ان کتابوں کو خود ان کے مصنفوں سے پڑھا ہی۔ شرح کے محتاج وہ کم استعداد طلبہ ہیں کہ نہ حافظ اور غالب کا رتبہ رکھتے ہیں نہ ان کی شاگردی سے مشرف ہیں۔ اب بتاؤ کہ کثرت شروح اور حواشی کے محتاج ان کتابوں کے مصنف ہوئے یا خود وہ کتابیں یا دوسرے لوگ۔

مسلمانو! معاذاللہ تمام مخلوقات میں سے کوئی شخص نہ خدا ہے نہ اُس کا بھائی بیٹا۔ جو کچھ خدا سے مناسبت ہو نہ اس کی برابر علم نہ اس سے شاگردی اور تلمذ کا تعلق پھر قرآن مجید تمہاری سمجھ میں

کس طرح آسکتا ہے؟

میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ قرآن کا سمجھنے والا مخلوقات میں صرف ایک ہی فرد کامل ہے جس کو خدا نے بلا واسطہ تعلیم دے کر وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيماه (تم کو خدا نے وہ سکھایا جس کو تم نہیں جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔ (نساء)) کے شرف سے مشرف فرمایا ہے۔

اہل فہم کی سمجھ میں یہ بات پوری طرح سے انشاء اللہ آگئی ہوگی کہ ہماری ہدایت کے لئے قرآن اور محض قرآن نازل ہوا لیکن قرآن جس کا کلام ہے اُس سے چونکہ ہم کو کوئی مناسبت نہیں اسوجہ سے قرآن کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہم حدیث کے اور جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے اس سے بھی زیادہ محتاج ہیں جیسے کہ ایک ابجد خواں بچہ اپنے اُستاد کا اور جب تک ہمارے سامنے اقوال و افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں ہم کو قرآن سے ہدایت میسر نہ ہوگی بلکہ ضلالت اور گمراہی۔ اور اس سے قرآن کے فضل و کمال میں کوئی نقصان لازم نہیں آتا۔ اور یہ بات بھی معلوم ہوگئی ہوگی کہ ہم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع سے ایک آن کے لئے مستغنی نہیں۔

مرزائیو! تم کافر اور مرتد اس وجہ سے بھی ہو کہ تمھارے نزدیک حدیث نہ واجب العمل ہے اور نہ قرآن پر عمل کرنے کے لئے حدیث کی ضرورت۔ ہاں تمھارے نزدیک قرآن کے برابر مرزا صاحب کی وحی اور مرزا صاحب کے اضغاث احلام اور پریشان خوابیں ضرور ہیں۔ تم تو ڈوبے ہی تھے مگر اپنے ساتھ بہت سے ان مسلمانوں کو بھی لے مرے کہ جو مرزائی تو نہیں مگر مرزا صاحب کے یا تمھارے کفر میں شک اور تردد کرتے ہیں۔

تقریر بالا کے بعد یہ مسئلہ تو انشاء اللہ تعالے محقق اور روشن ہوگیا کہ جو لوگ حدیث کو واجب العمل نہیں کہتے ہیں یا جب ہی واجب العمل کہتے ہیں جب کہ قرآن کے موافق ہو وہ لوگ بمقتضائے آیت فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك الآیہ (قسم ہے تیرے پروردگار کی کہ وہ مومن

نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمہارے فیصلہ اور حکم کو قبول نہ کریں گے (نساء) کے احکام رسول اللہ کے منکر ہو کر مومن تو نہیں سہی لیکن ان کا فرضی اسلام بھی باقی نہیں رہ سکتا۔ ہم ایمان اور اسلام اور عمل بالقرآن میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آن کے لئے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ اب اس کے بعد جس کا جی چاہے وہ قتل مرتد اور سزائے محصن زانی کا اقرار کرے یا انکار حدیث کو واجب العمل کہے یا فضول و بیکار، مسلمان رہے یا مرزائی

اتباع صحابہ و سلف صالحین بھی ضروری ہے

یہاں یہ بات بھی عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتی ہے کہ

جس طرح قرآن پر عمل کرنے کے لئے اور فہم مراد میں امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث کی محتاج ہے اسی طرح سے صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین جو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ شاگرد تھے اور انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حدیث فرماتے اور عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے انہوں نے جو معنے قرآن مجید اور احادیث کے سمجھے ہیں اُن کی اتباع بھی ضروری ہے۔ کسی مسلمان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ کسی آیت اور کسی حدیث کے وہ معنی بیان کرے جو اجماع صحابہ یا کل آراء صحابہ کے مخالف ہوں۔ علی ہذا القیاس تابعین جو صحابہ کے بلا واسطہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے ایک واسطہ سے شاگرد ہیں انہوں نے جو قرآن و حدیث کے معنے سمجھے ہیں بعد کے لوگوں کو اُن کا بھی خلاف کرنا جائز نہیں۔ یہ امر آخر ہے کہ ان کے خلاف کرنے سے اگر مسئلہ اجماعی اور قطعی نہیں ہے تو انسان کافر نہ ہو مگر گمراہی اور بیراہی ضرور ہے۔ ہاں ان میں سے اگر کسی ایک کی رائے کے مطابق بھی اس کی رائے ہے تو پھر گمراہ اور بیراہ اور اہل سنت والجماعت کی جماعت سے بھی خارج نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اس کی رائے کسی کی رائے کے مطابق بھی نہیں تو البتہ اہل سنت والجماعت سے بھی خارج ہو جائیگا اور اگر وہ انکار کسی ضروری دین کے انکار کا باعث ہو جائیگا تو ممکن ہے کہ کفر تک بھی نوبت پہنچ جائے لیکن کفر اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کسی ضروری دین کا انکار (قطعی) اور یقینی [illegible]

بعض ناواقف غیر مقلد اور اہل حدیث کا جواب

بعض ناواقف اور متعصب آجکل کے اہل حدیث اور غیر مقلد فقہ کے باطل کرنے کی غرض سے یہ کہدیتے ہیں کہ فقہ کوئی چیز نہیں۔ کیا قرآن کوئی پہیلی یا چیستاں ہے کہ بجز چار اماموں کے کسی نے نہ سمجھا۔ کیا قرآن کے مخاطب یہ چار ہی ہیں انھیں کی فہم کا اعتبار ہے انھیں کا فقہ واجب العمل ہے حالانکہ قرآن مجید میں صاف مذکور ہے

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (قمر پارہ ۲۷)

بیشک ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کردیا ہے پس کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا!

اور قرآن کو تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (قرآن ہر شے کا بیان ہے) اور قول فصل فرمایا ہے۔ پھر فقہ اور فقہا کی اتباع اگر شرک نہیں تو اور کیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سب غیر مقلد ایسا ہی خیال رکھتے ہیں مگر ایسا خیال رکھنے والے بھی کثرت سے ہیں اور عوام ہی نہیں بلکہ بعض خواص کالعوام بھی اس خیال باطل میں مبتلا ہیں ان صاحبوں کی خدمت میں عرض ہے کہ آیتِ مذکور کا اگر یہ مطلب ہے کہ قرآن کے لئے کسی استاد اور مفسر کی ضرورت نہیں اور وہ خود کامل ہے تو پھر فقہ کے ساتھ حدیث بھی جاتی ہے اور ایسا کہنے والے بجائے اہل حدیث ہونے کے اہل قرآن ہوئے جاتے ہیں جس کو وہ ہرگز بھی پسند نہ کرینگے۔ اور اگر قرآن کے ساتھ ساتھ باوجود اُس کے آسان ہونے کے صحاح ستہ اور اُن کے حواشی اور شروح کی بھی ضرورت ہے تو پھر کتب فقہ کا دین سے خارج ہونا بڑا مشکل ہے اگر فہم قرآن کے لئے حدیث کی ضرورت ہے تو فہم حدیث کے لئے فقہ کی ضرورت ہے۔ اگر قرآن کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت ہے تو حدیث کے لئے آپ کے خاص خاص شاگرد اور شاگردان شاگرد صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی ضرورت ہے۔ اگر قرآن خدا کا کلام ہے تو یہ اس کے رسول اور سید الرسل کا کلام ہے۔ اگر حدیث قرآن کی تفسیر ہے تو فقہ حدیث کی شرح ہے اگر قرآن فہمی کے لئے علم نبوی کی ضرورت ہے تو حدیث فہمی کے لئے علم صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کی ضرورت

ہے۔ یہ صحیح ہے کہ حدیث حجت ہے دلیل ہے کلام شارع علیہ السلام ہے۔ اس بنا پر حدیث
وفقہ میں زمین وآسمان سے بھی زیادہ فرق ہے وہ کلام نبی ہے یہ کلام امتی ہے
مگر ان امتیوں نے نبی ہی کے کلام کا اپنی سمجھ اور اپنے علم اور قواعد شرعیہ کے مطابق مطلب
بیان فرمایا ہے جدید نبوت یا الہام قطعی کے مدعی نہیں ایسے حاکم ہو کر نہیں آئے کہ جنکو اختیار
ہو کہ جس حدیث کو چاہے خدا سے حکم پا کر ردی کے ٹوکرے میں پھینکدے۔ مرزا صاحب کی
طرح قرآن وحدیث ان کی نفسانی خواہشوں کا ماتحت نہیں بلکہ ان کی پاک عقلیں اور ان کے
نفوس مطمئنہ قرآن وحدیث کے تابع ہیں لہذا انہوں نے دین میں کوئی تغیر وتبدل نہیں کیا۔
بلکہ جو کام ہمیں کرنا تھا اور ہم اس کے لائق اور اہل نہ تھے وہ انہوں نے ہماری طرف سے
ہمارے لئے کر دیا۔ فجزاھم اللہ عنا خیر الجزاء وہ شکریہ کے قابل ہیں نہ کہ مذمت کے۔
تو بس قرآن کے آسان کر دینے کے یہی معنی ہیں کہ قرآن اپنی اندرونی فصاحت وبلاغت اور
سلاست عبارت سہولت احکام وعبادات اور عقائد حقہ کیساتھ اس خارجی آسانی سے بھی آراستہ اور
پیراستہ ہے کہ اس کی تعلیم کے لئے اللہ تعالے نے رحمۃ للعالمین کو مقرر فرمایا اور آپ صلی اللہ
تعالے علیہ وسلم نے احادیث کے ذریعہ سے احکام قرآنیہ کی تفصیل فرمائی اور احادیث کی تفصیل
اور تسہیل بذریعہ فقہائے امت ظہور پذیر ہوئی جیسے متن کے لئے شرح ہوتی ہے اور شرح کے
لئے حواشی ہوتے ہیں تو کوئی شخص اگر مشکل سے مشکل متن کو شروح اور شروح کو حواشی سے
سہل کر دے تو اس کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ ہم نے اس کتاب کو پڑھنے والوں کے لئے
بالکل سہل کر دیا۔ زیادہ تفصیل کی گنجایش نہیں مختصراً عرض ہے کہ جیسے قادیانیوں اور نیچریوں
کے نزدیک فہم قرآن کے لئے حدیث کی ضرورت نہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دین ایک
بے معنے چیز اور لڑکوں کا کھیل بن جاتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ہر شخص کو اختیار ہوگا کہ
قرآن کے جو چاہے سو معنے کرلے اسی طرح سے اگر حدیث کیساتھ فقہ اور اقوال سلف کی ضرورت
نہ ہو تو حدیث کا بھی کوئی مفہوم محصل باقی نہ رہیگا جس کا جو جی چاہیگا حدیث کے معنی بیان کریگا

اور جب حدیث کے معنے غلط ہو گئے تو قرآن کے معنے کس طرح سے صحیح رہ سکتے ہیں۔ نتیجہ
پھر وہی اسلام کی تباہی اور بربادی ہے (العیاذ باللہ) اسوجہ سے صحیح طریقہ وہ ہے جو سلف
نے اختیار کیا ہے کہ اصل الاصول قرآن مجید ہے اور اس کے بعد احادیث کا مرتبہ ہے لیکن
فہم مراد اور تعیین معنی نصوص میں بالکل سلف صالحین کی اتباع کیجائے کہ جن کی خیریت کی
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہادت دی ہے اور صحابہ اور تابعین میں جو کچھ اجتہادی
امور میں اختلاف رائے ہوا ہے جس کا ہونا ضروری تھا ان میں سے کسی کو گمراہی اور ضلالت
پر نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ بمقتضائے بایہم اقتدیتم اہتدیتم[1] چونکہ تمام صحابہ کے ہاتھ میں دامن
نبوی ہے اور تابعین صحابہ کے دامنوں میں چھپے ہوئے ہیں اور ائمہ مجتہدین انھیں دونوں مقدس
جماعتوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں لہذا جو ائمہ مجتہدین کی اتباع کرتا ہے وہ بھی مدینہ طیبہ ہی
کے راستہ پر چل رہا ہے اور بالآخر واسطہ بواسطہ سب آپ ہی کے دربار تک پہنچتے ہیں صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ تک پہنچنا خدا تک پہنچنا ہے تو معلوم ہو گیا کہ ائمہ کا اختلاف
اور اُن کی کثرت ایسی ہی ہے جیسے ایک درخت کی چند شاخیں جس میں اگرچہ بظاہر اختلاف
اور تعدد معلوم ہوتا ہے لیکن جب پھول پھل پتوں کو دیکھا جاتا ہے تو باوجود کثرت کے وحدت
ہی نظر آتی ہے اور یہی کہا جاتا ہے کہ یہ کل ایک ہی درخت ہے۔

کوئی صاحب اس کلام سے یہ غلطی نہ کھائیں کہ ائمہ حدیث اس سے باہر ہیں بلکہ یہ سب ایک ہی درخت
کی شاخیں ہیں اور جس کی کوئی اتباع کریگا وہ سب صراط مستقیم ہی پر چلنے والے ہیں ان خطوں میں
اختلاف اوپر کی جانب میں ہے اور اصل میں اتحاد ہے یہی وجہ ہے کہ باوجود اختلاف کے سب صرف
مسلمان ہی نہیں بلکہ سب اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم

---

۱ یہ حدیث نبوی ہے یعنی صحابہ آسمان ہدایت کے ستارے ہیں جسکی بھی پیروی کیجائے وہی ضرور
رشد وہدایت کے لئے کافی ثابت ہوگا ۱۲ ۲ یہ قرآن کی آیت ہے جس میں عیسائیوں کو کہا گیا ہے کہ وہ اپنے عالموں
اور سادھوؤں کو خدا بناتے ہیں اس زمانہ کے اہل حدیث اس آیت کو مقلدین پر منطبق کرتے ہیں جو

ارباباً من دون اللہ کا مصداق اتباع ائمہ کو قرار دینا سخت جہالت اور کوتاہ فہمی ہے جس طرح سے ایک درخت کے بہت کثرت سے اور بہت بڑی بڑی شاخیں ہوں اور کثرت سے اُس پر پھول اور پھل آئیں تو یہ انشعاب اور شاخوں کا بڑھنا اور بار و برگ کی کثرت درخت کی عظمت اور عزت کا باعث اور موجب ازدیاد نفع خلق اللہ ہے اسی وجہ سے علما کی ان اجتہادی اختلافات اور فروعی خلافوں کو بفحوائے اختلاف العلماء رحمۃ رحمت فرمایا گیا ہے۔

اہل سنت والجماعت کے اختلاف کو فرقہ بندی بتلانا سخت غلطی ہے

بیان سابق سے اس شبہہ کا بھی ازالہ ہو گیا جو بعض ناواقف کہہ دیتے ہیں کہ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ اہل حدیث یہ اسلام میں فرقہ بندیاں کہاں سے آگئیں کون حق پر اور کون باطل پر ہے؟
اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں سے آم کے درخت میں کثرت سے شاخیں آگئیں اور ایک بہت بڑا سایہ دار درخت بن گیا۔ وہیں سے یہ انشعاب بھی پیدا ہوا ہے اور جیسے یہاں یہ کہنا غلط ہے کہ آم کی یا یہ شاخ ہوگی یا وہ۔ دونوں شاخیں آم کی نہیں ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ یہ سب شاخیں ایک ہی درخت کی ہیں اور سب پر ایک ہی پھل آتا ہے اسی طرح یہاں بھی یہی جواب ہے کہ سب مسلمان اور اہل سنت والجماعت ہیں۔

ایک غلطی کا ازالہ

یہاں ہماری مراد اہل حدیث سے وہ جماعت ہے جو پہلے سے اہل حدیث کے لقب سے ملقب ہو وہ نہ تقلید ائمہ کو شرک اور فسق کہتے ہیں اور نہ مقلدین کو مشرک اور فاسق بلکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یا امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ یا کسی اور محدث نے کسی خاص مسئلہ میں کسی حدیث کی صحت کی بنا پر جو اُس کے نزدیک ثابت ہوئی ہے اُس نے کسی امام کا یا اپنے امام کا خلاف کیا۔ لیکن اس کا مذہب بھی ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین کے اختلاف سے باہر نہیں ایسے محدث کا کوئی شخص اس مسئلہ میں متبع ہو جائے کسی دوسرے مسئلہ میں کسی دوسرے محدث کا غرض وہ اپنا مسلک یہ قرار دے کہ ہر مسئلہ میں جو حدیث

صحیح ثابت ہوگی اس پر عمل کرونگا۔ اور اس حدیث پر بایں معنی بعض سلف صالح نے بھی عمل کیا تو ایسے
اہل حدیث سے ہمارا کوئی نزاع نہیں ہم اُن کو بھی اہل سنت والجماعت میں داخل سمجھتے ہیں
ہاں آج کل کے بعض اہل حدیث جو تقلید ائمہ کو شرک اور بدعت قرار دیتے ہیں اور ائمہ کی شان
میں گستاخیاں کرتے اور فقہ کو شرک اور مقلدین کو مشرکین اور اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا
من دون اللہ کا مصداق بتاتے ہیں ایسے لوگوں کو ہم گمراہ اور بددین اور اہل سنت والجماعت
سے خارج اور جن کے بعض عقائد کفر کی حد تک پہنچ گئے ہیں ان کو کافر سمجھتے ہیں جب کہ وہ کسی
ضروری دین کا انکار کریں۔

بہتر فرقوں کا ذکر

جس طرح درخت میں سرسبز شاخیں ہوتی ہیں مگر ان میں سے بعض کسی
مرض کی وجہ سے بالکل خشک ہوجاتی ہیں کہ ان پر نہ پتہ ہوتا ہے نہ پھول
نہ پھل اور بعض شاخیں اگرچہ ہری ہوتی ہیں مگر اُن کے پتے بھی مرجھانے لگتے ہیں جو اس کے بہت
جلد خشک ہونے کی خبر دیتے ہیں بعض شاخیں ہوتی تو ہیں سرسبز مگر اُن پر پھل نہیں آتا یا آتا ہے تو
گر جاتا ہے بڑا نہیں ہوتا یا بڑا بھی ہوتا ہے تو پکتا نہیں۔ یا پکتا ہے تو اس میں فوراً کیڑے پڑجاتے
ہیں غرض یہ تمام شاخیں جلانے ہی کے قابل ہوتی ہیں اسی طرح سے ما انا علیہ واصحابی کے
سوا وہ بہتر فرقہ ہیں کہ جنکے اہل سنت والجماعت کے علاوہ اسلام میں پیدا ہونے کی جناب رسول
اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پیشینگوئی فرمائی ہے یہ بہتر فرقہ بھی مسلمان ہی ہیں اور ان کے بعض
عقائد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کے عقائد سے مختلف ہیں صحابہ کی جماعت میں ایک صحابی
بھی ان فرقوں میں سے کسی کا ہم عقیدہ نہیں نکل سکتا جب ہی تو ما انا علیہ واصحابی سے خارج ہوکر
یہ دوسرا فرقہ قرار دیا گیا لیکن ان کا اختلاف کسی ایسے عقیدہ میں نہیں جو ضروریات دین میں سے ہو
بلکہ ایسے امور میں اختلاف ہے کہ جنمیں تاویل کی گنجایش ہے لیکن چونکہ تاویل غلط ہے اسوجہ سے ما انا
علیہ واصحابی سے وہ نکل گیا لیکن چونکہ کسی ضروری دین کا منکر نہیں اسوجہ سے اسی کافر بھی نہیں
کہہ سکتے۔ ان بہتر فرقوں کا اختلاف اہل سنت والجماعت سے اعمال میں ہونا ضروری نہیں فرقہ کا

اختلاف عقیدہ کے اختلاف سے ہوتا ہے یہ بہتر فرقہ اگرچہ ما انا علیہ واصحابی سے بعض عقائد میں مختلف ہیں جن میں تاویل کی گنجایش ہے لہذا یہ سب اسلام ہی کی شاخیں ہیں اور اسلام میں داخل لیکن بوجہ فساد عقائد جلانے کے قابل ہیں اسی واسطے آپ نے فرمایا کہ کلہم فی النار یعنی فرقہ اہل سنت والجماعت کے عقائد چونکہ صحیح اور ما انا علیہ واصحابی کے موافق ہیں اسواسطے ان کا کوئی عقیدہ مستوجب نار نہ ہوگا اگرچہ بداعمالی کی سزا میں اُن میں سے کوئی مستحق نار ہو اعاذنا اللہ منہا اور یہ بہتر فرقے باعتبار عقائد کے مستحق نار ہیں اگرچہ اُن کے اعمال اچھے ہوں اور وہ جنت کا تقاضا کریں۔ اور یہ لوگ چونکہ مشرک اور کافر نہیں ہیں اسوجہ سے ممکن ہو کہ خداوند تعالی بمقتضائے ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء کے بالکل بخشدیں۔ اور یا بوجہ شفاعت اُن کی مغفرت ہوجائے اور سیدھے جنت کو چلے جائیں۔ جہنم ہی میں جانا ضروری نہیں کلہم فی النار میں ان کا مستحق نار ہونا بیان فرمایا گیا ہے نہ دخول۔ واللہ تعالے اعلم۔ یا اپنے عقائد اور اعمال کے مطابق جہنم میں جائیں اور سزا بھگت کر پھر ابد الآباد کے لئے جنت میں داخل ہوں۔

علما کو تنگ خیال کہنا غلط ہے

مرزائیو! نیچریو! دیکھا علمائے اسلام کیا فرماتے ہیں یہ بہتر فرقے بھی اسلام میں داخل ہیں اور چونکہ کسی ضروری دین کا انکار نہیں کیا لہذا ان کی سکونت بھی اسلامی محل ہی میں ہے اگر تم یہ چاہو کہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو یا جو شخص کسی ضروری دین کا انکار کرے یا کسی مرزائی یا مرزا صاحب یا کسی ضروری دین کے منکر کو مسلمان کہکر خود کافر ہو جائے ایسے لوگوں کو بھی علما مسلمان کہیں یہ ناممکن ہے۔ علما تنگ خیال نہیں نہایت وسیع الخیال ہیں مگر وسیع الخیال ہی ہیں غیر محدود الخیال نہیں۔

غرض یہ بہتر فرقے بھی اسلام ہی میں داخل ہیں اور درخت اسلام ہی کی شاخیں ہیں ابھی تک اس سے جدا نہیں ہوئیں لیکن وہ شاخ کہ جو آندھی کے جھوکے سے درخت سے ٹوٹ کر علیحدہ ہوگئی اور درخت سے اُس کا کوئی تعلق باقی نہ رہا وہ درخت کی خشک اور تر بار آور اور غیر بار آور شاخوں میں شمار نہیں ہو سکتی اگرچہ بالفعل اس پر پتے بھی سرسبز ہوں اور پھل بھی لگے ہوئے ہوں

مگر درخت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں حیرت بھری نظروں سے دیکھ کر بیشک کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ کبھی یہ بھی اس درخت کی شاخ تھی۔ جیسے ہم آج حسرت سے کہتے ہیں کہ ہائے یہ مرزائی بھی کبھی ہمارے بھائی اور مسلمان تھے۔

خواجہ کمال الدین صاحب کے ایک شبہہ کا جواب

خواجہ صاحب کو یورپ میں یہ دقت پیش آئی کہ اگر عیسائیوں نے یہ سوال کیا کہ اسلام میں بہت سے فرقے ہیں ہم کس میں داخل ہوں تو میں کیا جواب دونگا اسوجہ سے یہ فرمایا کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں سب میں فروعی اختلاف ہے جس کی وجہ سے متعدد فرقہ نہیں۔

خواجہ صاحب نے مرزائیت کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے تمام مدعیان اسلام کا اختلاف فروعی اختلاف قرار دیدیا مگر اسلام کا معجزہ ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنے رسالہ مسماۃ "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں" کو اس پر ختم کیا کہ اسلام میں دو نئے فرقے ایک بہائی اور ایک مرزا محمود اور اُن کے فدائی اسلام سے خارج ہیں حالانکہ جو جرم ان دو فرقوں نے کیا ہے ایسے مجرم بلکہ اس سے زیادہ پہلے بہت مدعیان اسلام گذر چکے ہیں اگر وہ اسلام میں داخل ہیں تو بہائی اور مرزا محمود اور اُن کے فدائی اسلام سے کیوں خارج ہیں اور اگر یہ خارج ہیں تو وہ کیوں داخل ہیں غرض جیسے دجل مرزا صاحب کے کلام میں تھا وہی مرزائیوں کا طرز عمل ہے۔ یہ ہے مرزائیوں کی تبلیغ اسلام اور یہ ہیں اُن کے علوم و معارف حقہ۔

حالانکہ عیسائیوں کے سوال مذکور کا جواب بہت سہل تھا کہ یہ ضروریاتِ دین ہیں ان کو جو مانے وہ اسلام میں داخل ہے جو ان میں سے کسی ایک کو نہ مانے وہ خارج ہے چاہے کتنا ہی اسلام کا دعویٰ کرے۔ ان ضروریات دین کے بعد یہ عقائد ہیں اہل سنت والجماعت کے جو کامل اسلام کے افراد ہیں اس کے علاوہ مختلف عقائد ہیں جنکا اختلاف انکار ضروریات دین تک نہ پہنچے وہ گو اسلام میں داخل ہیں مگر ایک درجہ گمراہی سے خالی نہیں۔ ان کے عقائد کامل ایمان والوں کے سے عقائد نہیں اس کی جانچ اور پڑتال کے لئے ایک معیار بتا دینا چاہئے تھا۔

خواجہ صاحب سے ایک سوال

آج اگر کوئی خدانخواستہ اپنے ایمان کو تباہ اور برباد کر کے مرزائی ہونا چاہے اور یہ سوال کرے کہ مرزائیوں میں بھی بہت سے فرقے ہیں اروپی۔ قدنی[1]۔ لاہوری۔ گناچوری۔ تیماپوری تو وہ کونسے فرقہ میں داخل ہو۔ خواجہ صاحب اگر یہ جواب دیں کہ جس میں چاہو داخل ہو جاؤ تو گویا اُس کو کافر ہونے کی اجازت دینا ہے اور اگر کوئی اور جواب ہے تو وہی جواب یورپ کے عیسائیوں کو بھی دے سکتے تھے۔

جب ہم نے آیات قرآنی اور دلائل قطعیہ سے یہ ثابت کر دیا کہ ایمان اس ہی کا نام ہے کہ جمیع احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دل وجان سے اس طرح تسلیم کیا جائے کہ دل میں تنگی تک بھی نہ واقع ہو اور کفر وارتداد یہی ہے کہ احکام قطعیہ ضروریہ میں سے کسی ایک کا بھی انکار کر دیا جاوے تو مرزائی قتل مرتد اور رجم زانی کا انکار کر کے فقط مرتد ہی نہیں ہوئے بلکہ وہی چال چلنے لگے جو منافقین کا طریقہ تھا۔ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ جب اُن سے کہا جاتا ہے جیسے آدمی ایمان لاتے ہیں ایمان لے آؤ (یعنی جیسے تمام مسلمان قتل مرتد اور رجم زانی کو اسلامی حکم مانتے ہیں تم بھی اس کو تسلیم کرو) تو کہتے ہیں کہ کیا ہم اس طرح سے ایمان لے آئیں جیسے کہ بیوقوف لوگ ایمان لائے ہیں۔ (یعنی جب قتل مرتد اور رجم زانی سفاہت اور بیوقوفی کا حکم ہے تو ہم اس کو کم فہم ملاؤں کی طرح تسلیم نہیں کر سکتے۔ جس چیز پر یورپ کی تہذیب اور تمدن ایمان لانے کی اجازت نہ دے جس امر کے خلاف لندن میں جلسہ ہو کر اُس پر اظہار نفرت کیا جائے ایسے حکم شریعت پر گو ساری امت نے کیوں نہ قبول کر لیا ہو مرزائی امت ایمان نہیں لا سکتی۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ) یہ منافقین ہی بیوقوف ہیں لیکن ان کو اپنی بے وقوفی کا علم نہیں۔ (بقرہ پ ۱)

گو مسئلہ واضح ہو چکا ہے مگر چونکہ مرزائی ہی نہیں بلکہ نیچری اور بعض تعلیم یافتہ طبقہ کا خیال کچھ ایسا ہی

---

[1] بعض مرزائی قادیان کی نسبت میں بجائے قادیانی کے مدنی کا قافیہ بنانے کے لئے قدنی کہتے ہیں ہم نے بھی مطلق قادیانیوں سے مرزا محمود کے فرقہ کو متمیز کرنے کے لئے قدنی لکھا ہے۔ ۱۲ منہ

معلوم ہوتا ہے اس وجہ سے کچھ آیات قرآنی کا اور لکھ دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

انما کان قول المومنین اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینہم ان یقولوا سمعنا و اطعنا و اولئک ھو المفلحون ۔ جب کہ مومنین اللہ جل شانہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلائے جائیں تاکہ وہ اُن کے بارہ میں کوئی حکم کریں تو ان کا جواب بجز اس کے ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ یہ کہیں کہ ہم نے اس حکم کو سنا اور اطاعت کی صرف یہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں۔ (نور پ ۱۸) اس آیت کا بھی وہی حکم ہے کہ مومن حکم اللہ وحکم الرسول کے خلاف کر ہی نہیں سکتا۔ اگر اطاعت اور تسلیم نہیں ہے تو نہ وہ مومن ہے نہ وہ ناجی اگر حکم اللہ قرآن ہے تو حکم الرسول حدیث ورنہ دونوں دونوں ہی کے حکم ہیں۔ اگرچہ بظاہر دو ہیں۔

وماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لہم الخیرۃ من امرھم و من یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناً کسی مومن اور مومنہ کو یہ جائز ہی نہیں کہ جب اللہ اور اُس کا رسول کوئی حکم کرے تو اُن کو اس حکم کے قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار ہو۔ بلکہ ضرور قبول کرنا ہی ہوگا۔ اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے یعنی اُن کے حکم کو قبول نہ کرے وہ کھلم کھلا گمراہ ہے۔ (نساء پ ۲۲)

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلاً اولئک ھم الکفرون حقا واعتدنا للکفرین عذاباً مہیناً ۔ جو لوگ کہ کفر کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کیساتھ اور اُنکا ارادہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول میں جُدائی کردیں (یعنی خدائی کتاب پر ایمان لاویں اور حدیث اور فرمان رسول کو واجب العمل نہ سمجھیں) اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں بعض پر اور کفر وانکار کرتے ہیں بعض کا (یعنی کل احکام شرعیہ پر ایمان نہیں لاتے بعض قرآن پر لاویں اور بعض پر نہیں یا بعض حدیث پر ایمان لاویں اور بعض پر نہیں یا کل قرآن پر ایمان لاویں اور حدیث میں بعض کا اقرار ہو اور بعض کا انکار غرض اللہ جل شانہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں

جو کوئی تفریق کرتا ہے اُس کی نسبت حکم خداوندی یہ ہے کہ ایسے لوگ قطعی اور یقینی کافر ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے ہم نے نہایت ذلیل کرنیوالا عذاب مقرر کیا ہے۔ (نساء پ)

(۴) رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (بقرہ)

اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک پیغمبر انہی میں سے کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں اور ان کو سکھاوے کتاب اور حکمت اور پاک صاف بناوے۔ بیشک تو ہی غالب صاحب تدبیر ہے۔

(۵) قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (ال عمران)

کہدو اے محمدؐ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ سے تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت کریگا اور بخشدیگا تمہارے گناہ اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

(۶) قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ ۝ (ال عمران)

کہدو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پس اگر وہ انحراف کریں تو بیشک اللہ محبت نہیں کرتا کافروں سے۔

(۷) وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ (ال عمران)

اور کہنا مانو اللہ اور رسول کا تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔

(۸) يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝ (النساء)

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں صاحب حکومت ہوں پھر اگر جھگڑ پڑو کسی امر میں تو اس میں رجوع کرو اللہ اور رسول کی جانب اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور روز آخرت پر۔ یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے انجام کے اعتبار سے۔

(۹) وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلٰى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ (النساء)

اور جب آتی ہے اُن کے پاس کوئی خبر امن کی یا خوف کی تو اس کو مشہور کردیتے ہیں اور اگر اُس کو پہنچا دیتے رسول اور اپنے صاحبان حکومت تک تو اُس کی مصلحت کو معلوم کرلیتے ان میں سے وہ لوگ جو مصلحت معلوم کرسکتے ہیں۔ اور اگر اللہ کا تم پر رحم نہ ہوتا

اور اس کی مہربانی تو تم سب پیچھے لگ لئے ہوتے شیطان کے سوائے چند کے۔

(۱۰) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء)

اور جو کہنا مانتے ہیں اللہ اور رسول کا تو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر
انعام فرمایا اللہ نے یعنی انبیاء، اور صدیقین اور شہداء اور صالح
اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

(۱۱) وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (النساء)

اور جو مخالفت کریگا رسول کی اس کے بعد کہ اس پر ہدایت کھل چکی
اور چلیگا مسلمانوں کے راستہ کے سوا دوسرے راستہ پر تو ہم اس کو
چلائے جائیں گے اسی راستہ پر جس پر وہ چلا اور اس کو جھونکیں گے
دوزخ میں اور وہ بری جگہ ہے۔

(۱۲) قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (الاعراف)

(اے محمد) کہدو کہ اے لوگو بیشک میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی
جانب کہ جس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں کوئی معبود نہیں
اس کے سوا وہی جلاتا اور مارتا ہے پس ایمان لے آؤ اللہ اور اس
کے بھیجے ہوئے نبی امی پر جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور اس کے سب
کلام پر اور ان کا اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

(۱۳) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (الانبیاء)

اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو (اے محمد) مگر رحمت بناکر دنیا جہان کے لئے

(۱۴) فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (الفرقان)

تو ڈرنا چاہئے ان کو جو خلاف کرتے ہیں رسول کے حکم کا اس بات سے کہ ان
پڑے کوئی بلا یا ان کو پہنچے دردناک عذاب۔

(۱۵) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب)

اور جو شخص کہنا مانتا ہے اللہ اور اس کے رسول کا تو بیشک اس نے پائی بڑی مراد

(۱۶) هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (الجمعة)

وہ وہی ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک پیغمبر انہی میں سے
جو پڑھتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور ان کو پاک بناتا اور ان کو سکھاتا ہے کت
اور دانشمندی اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (النحل)

اور ہم نے اُتارا تمہاری جانب قرآن تاکہ تم بیان کرو لوگوں سے جو کچھ اُتارا گیا ہے اُن کی طرف اور شاید وہ دھیان کریں۔

اکثر وسیع الخیال حضرات فرمادیتے ہیں کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں تو جو شخص قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہے اُس کو کافر کہنا جائز نہیں۔ اور اس بات کو اکثر مرزائی بالخصوص لاہوری پیش کرتے ہیں سو وہ خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ اہل قبلہ سے مراد یہ ہے کہ جو شخص ضروریات دین کا قائل ہو اُس کی تکفیر ناجائز ہے۔ قبلہ کی طرف منھ کرکے یا صرف زبان سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا مراد نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے صاف فرمادیا۔

(۱۸) لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ الآیہ

مشرق اور مغرب کی طرف منھ کرنا کوئی بالذات بھلائی کی بات نہیں لیکن بھلائی یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ تعالےٰ اور یوم آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور نبیین پر۔ الآیہ

(۱۹) أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوے کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اُس پر جو آپ پر نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل ہوا۔ ارادہ اُن کا یہ ہے کہ مقدمات کا حاکم طاغوت (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا) کو بنائیں حالانکہ وہ مامور اس کے ہیں کہ غیر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کریں۔ اور شیطان کا ارادہ یہ ہے کہ اُن کو ایسا گمراہ کرے جو گمراہی حق سے بہت دور ہو

(۲۰) وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ۝

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول کے حکم کی طرف آؤ۔ تو تم منافقین کو دیکھو گے کہ تم سے پورا پورا اعراض کرینگے۔

(۲۱) فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ

اور جب ان کو اُن کی کرتوت کی وجہ سے کوئی مصیبت پہنچتی ہے

أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ۝

تو پھر آپ کے پاس آ کر خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہماری غرض تو بجز احسان اور توفیق کے کچھ بھی نہ تھی۔

(۲۲) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝

جو اُن کے دلوں میں ہے اللہ تعالےٰ اُسے خوب جانتا ہے پس آپ اُن سے اعراض کیجئے۔ اور ان کو نصیحت فرمایئے اور اُن کے حق میں وہ بات فرمایئے جو انتہا کی ہو۔

(۲۳) وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝

ہم نے ہر رسول کو اسی واسطے بھیجا ہے تاکہ باذن اللہ مطاع بنے۔ اور جس وقت وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اگر آپ کے پاس حاضر ہو کر طلب مغفرت کریں اور آپ بھی اُن کی مغفرت کی سفارش کریں تو وہ اللہ تعالےٰ کو بہت بڑا توبہ قبول فرمانے والا اور رحیم پائیں۔

(۲۴) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

پس تیرے رب کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہر امر مختلف فیہ میں آپ کو حَکَم قاضی نہ بنا دیں۔ پھر جو آپ نے حکم دیا ہے اُس سے اُن کے دلوں میں تنگی تک نہ ہو اور آپ کے حکم کو پورا پورا نہ مان لیں۔

فاتحۃ الآیات ہی کو خاتمۃ الآیات بنانا مناسب خیال کیا۔ کیونکہ یہ چند آیات جو آیت مذکورہ سے پہلے ہیں ان میں یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ مدعی ایمان ہو کر پھر بھی خدا تعالےٰ اور اُس کے رسول کے سوا کسی غیر کو حَکَم بنانا چاہتے ہیں چاہے وہ غیر ان کی عقل ہو یا یورپ کی تہذیب، سیاست ہو یا مصلحت وہ کھلی ہوئی ضلالت اور شیطان کا دھوکہ ہے۔ جب ضرورت پڑتی ہے تو اسلام اور سیاست کو ایک کہتے ہیں اور جب غرض نکل جاتی ہے تو اسلام اور سیاست الگ الگ ہو جاتے ہیں جو اُن کی اصلی غرض ہے خدا اُسے خوب جانتا ہے اُن سے اعراض کرو اور ان کو انتہا درجہ کی نصیحت کر دو۔

اور علت ان تمام امور کی یہ ہے کہ جب تک تمام امور مختلف فیہا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو

جو کوئی تفریق کرتا ہے اُس کی نسبت حکمِ خداوندی یہ ہے کہ) ایسے لوگ قطعی اور یقینی کافر ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے ہم نے نہایت ذلیل کرنیوالا عذاب مقرر کیا ہے۔ (نساء پ)

کیا اس صاف اور صریح حکم کے بعد بھی گنجایش ہے کہ کوئی مسلمان حدیث کو واجب العمل نہ کہے۔

یایها الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فامنوا خیرا لکم وان تکفروا فان لله ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وکان الله علیما حکیما ۝ اے لوگو بیشک رسول تمہارے پاس حق لیکر آیا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم کفر کرو پس بیشک اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمان اور زمین میں ہے اور اللہ علم اور حکمت والا ہے۔ (نساء پ)

اس کا حاصل بھی یہی ہے کہ رسول جو کچھ فرمائے وہ حق ہے اس کو ماننا ایمان ہے اور نہ ماننا کفر ہے

انما المومنون الذین امنوا بالله ورسوله ثم لم یرتابوا مومن صرف وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر شک نہیں کیا یعنی رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کوئی امر یا نہی فرمائی تو اس کے من اللہ ہونے میں شک نہ کیا بلکہ قبول کیا۔ اسلئے کہ رسالت کے اقرار کے معنے ہی یہ ہیں کہ اُن کی اتباع کرو ورنہ رسالت کا اقرار بالکل بےمعنی بات ہو جائیگی۔

والذین امنوا وعملوا الصّٰلحٰت وامنوا بما نزل علی محمد وهو الحق من ربهم کفر عنهم سیاتهم واصلح بالهم ۝ جو لوگ مومن ہیں اور اعمال صالحہ کرتے ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل شدہ وحی کا ایمان بھی رکھتے ہیں جو اُن کے پروردگار کی طرف سے حق ہے خدا اُن کی برائیوں کو دُور کردیگا اور اُن کی حالت کو درست کریگا۔ (محمد پ)

وما منعهم ان تقبل منهم نفقاتهم الا انهم کفروا بالله ورسوله اُن کے نفقات کو مقبول ہونے سے سوائے اس کے اور کسی چیز نے نہیں روکا کہ اللہ اور رسول کیساتھ اُنہوں نے کفر کیا۔ (توبہ)

الم یعلموا انه من یحادد الله ورسوله فان له نار جهنم خالدا فیها ذلك الخزی العظیم کیا ان کو معلوم نہیں کہ جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول کے خلاف کرتا ہے تو بیشک اُس کے لئے دوزخ کی آگ تیار ہے وہ اُس میں ہمیشہ رہیگا۔ یہ بڑی رسوائی ہے۔ (توبہ پ)

ان آیات کا بھی حاصل یہی ہے کہ جس طرح خدائی احکام کے نہ ماننے اور مخالفت کرنے کی وجہ سے ناری اور کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا نہ ماننا بھی کفر کا موجب ہے۔ اس قسم کی آیات قرآن مجید میں اور بھی بہت ملیں گی مگر میرے نزدیک جس قدر مذکور ہوئیں کافی سے بہت زائد ہیں۔ اور ایک طالب حق کے لئے مسئلہ بداہت کی حد کو پہنچگیا ہے اسوجہ سے اس کو یہیں ختم کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

سوال اول (یعنی خداوند کریم نے اپنے کلام پاک میں کفر و اسلام یا ایمان وارتداد کی کیا تعریف فرمائی ہے) کا جواب معلوم ہو گیا کہ معمولی طرح سے نہیں بلکہ نہایت تاکید اور توثیق سے قسم کھا کر خدائے قدیر نے قرآن مجید میں ایمان و اسلام اور کفر وارتداد کی یہی تعریف بیان فرمائی ہے کہ جمیع احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنکا حکم نبوی ہونا قطعاً اور یقیناً ثابت ہو گیا ہو ان سب کو قبول کرنا ایمان اور اسلام ہے اور ان میں سے ایک کا بھی انکار کرنا کفر ہے۔ اور اگر اسلام کے بعد یہ انکار ہوا تو اس کا نام ارتداد ہے۔ ضروریاتِ دین کا انکار کرنا (چاہے تاویل سے ہو یا بلا تاویل بہر صورت) بلا تأمل و تردد کفر اور ارتداد ہے۔

سوال دوم (وہ کونسے شعائر اللہ یا حدود اللہ ہیں جن کو توڑنے سے کوئی شخص من کل الوجوہ دائرہ اسلام سے خارج یا کافر و مرتد ہو جاتا ہے) کا جواب سوال اول کے جواب سے بخوبی واضح اور روشن ہو گیا ہے کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک ضروری دین کا انکار کرنا اسی کا نام کفر وارتداد ہے اسلام کے لئے تو البتہ اس امر کی ضرورت ہے کہ تمام ضروریات دین کا اقرار کرے۔ لیکن کفر و ارتداد کے لئے اس کی ضرورت نہیں کہ سارے ہی کفریات جمع ہوں تو کفر متحقق ہوگا چنانچہ اس کی تشریح پہلے بھی مذکور ہو چکی اور آیات ذیل سے مزید وضاحت کیجاتی ہے۔

یاایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃً ولا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن انہ لکم عدوٌّ مبین ۝ اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔ یعنی بعض امور اسلامیہ کو ماننا اور بعض کو نہ ماننا یہ اتباع شیطان ہے۔

اٰمَنَ الرسول بما انزل الیہ من ربہٖ والمومنون کل اٰمَنَ باللہ وملٰیکتہ وکتُبہٖ و رُسُلِہٖ لا نفرق بین احد من رسلہٖ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر ۝

جو کچھ رسول پر من اللہ نازل ہوا ہے وہ رسول اُس سب پر ایمان لایا اور تمام مومن بھی اس پر ایمان لائے اور سب کے سب اللہ اور اُس کے ملائکہ اور اُس کی تمام کتابوں پر اور رسولوں پر ایمان لائے اور اس کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اُس کے رسولوں میں تفریق نہیں کرتے (یعنی خدا پر ایمان لاویں اور رسولوں پر نہ لائیں یا بعض رسولوں کو تسلیم کریں اور بعض کا انکار) اور کہتے ہیں کہ ہم نے (احکام خدا ورسول کو) سُنا اور اطاعت کی۔ اے ہمارے پروردگار ہم آپ کی مغفرت کے طالب ہیں اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ بقرہ (پ۳)

علیٰ ہذا القیاس پہلے جو آیات مذکور ہوئیں اُن سے یہ امر ظاہر ہے کہ اسلام میں تمام حدود اللہ اور شعائر اللہ کا تسلیم کرنا ضروری ہے جنکو دوسرے لفظوں میں ضروریات دین سے تعبیر کیا جاتا ہے اُن آیات کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

البتہ کفر وارتداد کے لئے اس کی ضرورت نہیں کہ تمام ہی ضروریاتِ دین کا انکار کرے بلکہ بعض کا انکار بھی ویسا ہی کفر ہے جیسے کُل کا۔ چنانچہ آیاتِ ذیل سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے۔

وَمِنَ النّاس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھو بمؤمنین ۝ بعض آدمی کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں۔ (بقرہ پ۱)

اس آیت میں باوجود اقرار توحید اور ایمان بالقیامۃ کے پھر بھی اُن کو مسلمان نہیں کہا گیا۔ گذشتہ آیات میں جن لوگوں کا یہ قول مذکور ہے کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں ان کے متعلق اولٰئِکَ ھُمُ الکٰفِرُوْنَ حَقًّا (یہ لوگ تو بالیقین کافر ہیں) فرمایا گیا ہے۔ اسمیں اس امر کی تصریح ہے کہ بعض ضروریات دین کا تسلیم نہ کرنا قطعاً کفر ہے۔

اذا جاءک المنٰفقُوْنَ قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہٗ واللہُ یشھد ان المنٰفقین لکٰذبون ۝ جب تمہارے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہاری نبوت

کی شہادت دیتے ہیں اللہ جانتا ہے کہ تم بلاشبہ اُس کے رسول ہو اور اللہ (اس کا بھی) شاہد ہے کہ منافق جھوٹ بولتے ہیں (اُن کو آپ پر ایمان نہیں) (منافقون پ۲۸)

اس آیت شریفہ میں باوجودیکہ منافقین کا اقرار بالرسالت مذکور ہے مگر پھر بھی تصدیق نہ ہونے کی وجہ سے اُن کو کافر ہی کہا گیا۔

قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم ۔ یہ اعراب ایمان کا دعوی کرتے ہیں اُن کو ایمان کا دعوے کرنے سے روک دیجئے ہاں ظاہری نمایش اور اطاعت کے دعوے کرنے کی اُن کو اجازت ہے اور ایمان تو قلوب اعراب میں ابتک داخل نہ ہوا (حجرات پ۲۶) یہاں بھی باوجود اقرار ایمان دل میں انکار ہونے کی وجہ سے یہی کہا گیا کہ تم مومن نہیں ہو۔

واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ (جب یہ منافقین نماز کی طرف کھڑے ہوتے ہیں تو بیدل کھڑے ہو جاتے ہیں) سے منافقین کا نماز پڑھنا بھی معلوم ہوتا ہے۔ غرض وہ حدود اللہ اور شعائر اللہ جو مرزائیوں میں موجود ہیں وہ سب کم و بیش منافقوں میں موجود تھیں مگر پھر بھی ان کو کافر ہی کہا گیا بلکہ وہ جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں رکھے گئے۔ ان المنفقین فی الدرك الاسفل من النار ۔ (بیشک منافق دوزخ کے نیچے کے طبقہ میں ہوں گے۔ (نسا، پارہ ۶)) اس کا شاہد ہے۔

یہود و نصاریٰ چونکہ اہل کتاب ہیں اللہ اور اس کے رسولوں پر اور کتابوں پر اور یوم آخرت اور بعث بعد الموت پر (جس پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کا ایمان نہیں) غرض پوری آمنت باللہ پر مرزائیوں سے زیادہ ایمان رکھتے ہیں۔ بلکہ نصاریٰ کے بعض فرقے محمد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول اور قرآن کو کتاب اللہ بھی مانتے ہیں مگر تاویل یہ کرتے ہیں کہ آپ کی بعثت اور دعوت عرب کیساتھ مخصوص ہے کیا یہ لوگ بھی ان شعائر اللہ یا حدود اللہ کے موجود ہونے کی وجہ سے مسلمان ہو سکتے ہیں اور کفر کی زد سے بچ سکتے ہیں۔ چونکہ اسلام مجمع محاسن و مکارم اخلاق ہے سچائی اور بھلائی کا کوئی امر ایسا نہیں جو اسلام نے چھوڑ دیا ہو۔ اور دنیا کے دوسرے مذاہب سے بھی کوئی مذہب غالباً ایسا نہیں ہوگا

جس میں کوئی بھی سچی بات علماً و عملاً موجود نہ ہو۔ تو اب کیا دنیا کے باطل سے باطل مذاہب بھی اسلام کے بعض حدود اور شعائر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اسلام میں شامل ہو جائینگے؟ سچ بولنا عدل و انصاف کرنا صلہ رحمی ضعفا اور مساکین پر شفقت و مرحمت کس مذہب میں اچھے اور زنا اور چوری ظلم و تعدی۔ لوٹ مار، وعدہ کا خلاف کرنا کس مذہب میں بُرے نہیں تو پھر کیا تمام دنیا کے مذاہب اسلام میں ہی داخل ہو جائیں گے؟

مرزائی اپنے کو مسلمان کہتے ہیں پھر کیوں کافر ہیں؟

اگر یہ کہا جائے کہ یہود و نصارےٰ میں اگرچہ اسلام کے بہت عقائد اور شعائر پائے جاتے ہیں اور آریہ سماج سناتن دھرم وغیرہ جملہ مذاہب بھی اسلامی احکام سے بالکلیہ بیگانہ نہیں بہت سی باتیں دونوں میں مشترک ہیں مگر چونکہ وہ خود اپنے کو مسلمان نہیں کہتے بلکہ اسلام کے باطل ہونے کے قائل ہیں لہذا وہ مسلمان نہیں بخلاف مرزا صاحب اور مرزائیوں کے کہ وہ اسلام کی حقانیت کے قائل خود اس کے اتباع کے مدعی لوگوں کو اسکی طرف دعوت دیتے ہیں لندن اور برلن میں مسجد بنواتے ہیں جو آج کل کے کسی مولوی سے تو کیا آٹھ سو برس سے ترک بھی باوجود اس خلافت اور سلطنت کے نہ کر سکے مگر انہوں نے تبلیغ کے لئے ایسی مشنریں اور اشاعت اسلام کے لئے ایسے اخبار اور اشتہارات جاری کئے جو مرزا صاحب اور مرزائیوں نے کرکے دکھلا دیا۔ تو یہ مرزا صاحب و مرزائی کیسے کافر و مرتد ہو سکتے ہیں اور ان کا قیاس یہود و نصاریٰ آریہ سماج سناتن دھرم وغیرہ پر کیونکر صحیح ہوگا!

اس کا جواب اول تو یہ ہے کہ مرزا صاحب اور مرزائی اگر ہمارے سامنے دعوائے اسلام کرتے ہیں تو منافقین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مدعی اسلام تھے انہوں نے اگر لندن اور برلن میں مسجد بنائی ہے تو انہوں نے مدینہ طیبہ میں مسجد ضرار بنوائی تھی۔ ان کی مساجد کا اگر پیغام صلح اور الفضل اور چند انگریزی اور دیسی اخباروں میں ذکر ہے تو مسجد ضرار کا ذکر خدا نے قرآن شریف میں [illegible]

لہ یہ اس مسجد کا نام ہے جس کو منافقوں نے بنایا تھا [illegible]
اسلام کو ہر قسم کی مضرت پہنچ [illegible]
[illegible]

نیز یہ کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ مدعیانِ نبوت سب اسلام ہی کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور تبلیغ اسلام بھی بعض نے ایسی کی کہ ملک کے ملک ان کے مذہب میں داخل ہو گئے۔ اور پشتوں تک سلاطین رہے۔ کیا کوئی مسلمان یا خود مرزائی ان لوگوں کو مسلمان کہہ سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر مرزائیوں کا دعوائے اسلام ان کے لئے کیسے مفید ہو سکتا ہے۔ اگر مدعی کا دعوے ہی قابل قبول ہوتا تو گواہ اور شاہد کی ضرورت ہی نہ پڑتی اور ہر مدعی فتحیاب ہی ہوا کرتا۔

کیا مرزائی اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں یا اپنی کفریات کی؟

علاوہ ازیں جب مرزائیوں کا اسلام ہی علیحدہ ہے تو پھر ان کی تبلیغ محمدی اسلام اور خدائی اسلام کی تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں جس کا نام اُنہوں نے اسلام رکھ چھوڑا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب اور مرزائی خود اس وجہ کا رد کر چکے ہیں اُن کے نزدیک بھی دعوائے اسلام اور بعض شعائراللہ و حدوداللہ اور بعض ضروریات دین کا اقرار انسان کے مسلمان اور مومن ہونے کے لئے کافی نہیں اُن کے نزدیک بھی کسی ایک ضروری دین کے منکر ہونے کی وجہ سے انسان کافر اور مرتد ہو جاتا ہے اگرچہ باقی تمام ضروریات دین کو دل و جان سے مانتا ہو بلکہ مرزا صاحب اور اُن کی وحی کو بھی کسی درجہ میں تسلیم کرتا ہو اور مرزا صاحب کو سچا جانتا ہو۔

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے اس قول کا مرزائی اور اُن کے ہم نوا بہت زور سے انکار کرینگے اور مرزا کی جان کو اس اپنی کرتوت کی زد سے بچانے کے لئے جھوٹ اور خلافِ دیانت کہنے اور کرنے سے بھی دریغ نہ کرینگے مگر جب ہم ایسی قوی شہادت پیش کرینگے جہاں مرزا صاحب اور مرزائی بھی بالکل دم بخود اور انگشت بدندان ہو جائیں گے۔ مسٹر محمد علی۔ پیغامی۔ اور مولوی محمد علی مثنیٰ جو اسلام میں مسیلمہ اور ابی بن سلول کے ہمشان مسلمانوں کی تعداد بڑھانے اور مرزائیو کی ہمدردی میں سب کچھ کرنے کو تیار ہیں اسوقت ان کا حال بھی قابل دید ہوگا اور وہی مثل صادق آئیگی کہ مدعی سست گواہ چست۔ جب ہم مرزا صاحب اور مرزائیوں کی صریح عبارات غیر محتمل التاویل متشابہات نہیں محکمات پیش کر دینگے تو جو لوگ خواہ مخواہ مرزا صاحب اور

مرزائیوں کو مسلمان بنا کر جسم اسلام میں ایک خطرناک ناصور پیدا کرنا چاہتے ہیں اُسوقت وہ بھی حسرت بھری آواز سے یہی کہیں گے کہ ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

وھو ھذا

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب سے غالباً ناظرین ناواقف نہ ہوں گے جو مرزا صاحب کے مایہ الفخر مریدوں میں بیس برس تک بڑے خلوص اور اخلاص سے داخل رہے نیز مرزا صاحب ہی کی عنایت سے ان پر بھی الہام کی ہلکی ہلکی بوندیں پڑنے لگیں اور اُنھیں کے الہام اور پیشین گوئی کے مطابق مرکر مرزا صاحب نے اپنے کذاب دجال ہونے اور لعنتی موت سے مرنے کو بھی ثابت فرمادیا اُنھیں کو حقیقۃ الوحی میں مرزا صاحب بار بار مرتد لکھتے ہیں۔

پیغامیوں اور غیر پیغامیوں سے جواب طلب

مسٹر محمد علی صاحب اور اُن کے شنے اور اُن کے تمام حامی اور ناصر (جو ارتداد کے لئے اسلام سے انکار کی بھی قید لگاتے ہیں) بتلائیں کہ ڈاکٹر صاحب نے اسلام سے کہاں انکار کیا جو توحید رسالت قرآن مجید کا کلام اللہ ہونا غرض اکثر فرائض کو دل وجان سے مانتے تھے او اکثر ضروریات دین پر ایمان رکھتے تھے مگر صرف اس بنا پر کہ مرزا صاحب کے نزدیک وہ خود باوجود متبع رسول ہونے کے نجات کے لئے صرف توحید کو ضروری سمجھتے تھے رسول کی اتباع ضروری نہیں جانتے تھے تو مرزا صاحب کے نزدیک مرتد ہو گئے۔

فرمائیے دعوائے اسلام نہ تھا؟ یا تمام ضروریات دین وشعائر اللہ کا انکار تھا۔ پھر ڈاکٹر صاحب کو مرزا صاحب نے کیسے مرتد لکھا؟

کہو مرزا صاحب مرتد کی وہی تعریف کرتے ہیں جو ہم نے کی ہے یا نہیں؟ اب مرزا صاحب کے متعلق کیا کیا الفاظ استعمال کئے جائیں گے ان کو بھی وہی کہوگے جو علمائے دیوبند وجمعیۃ العلمائے ہند کو کہتے ہو یا کچھ اور؟

مرزا کا دوسرا فتوائے

مرزائیو بتاؤ چراغ دین مرزائی کو بھی مرزا صاحب نے مرتد کہا ہے یا نہیں؟

اگر کہا ہے تو کیوں؟ کیا اُس کو دعوائے اسلام نہ تھا؟ کیا وہ قرآن کا منکر تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہ جانتا تھا یا نماز روزہ حج زکوۃ اُس کے نزدیک فرض نہ تھا یا بقول مسٹر محمد علی اور اُن کے شیشے کے اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کرنے کے بعد ترک کیا تھا؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو مرزا قادیانی نے اسے کافر و مرتد کس بنا پر کہا؟ اس کا جواب آپ بھی اگر عقل وانصاف نے مدد کی یہی دینگے کہ بخیال خود کسی ضروری دین کے انکار پر مرزا نے اُس کو مرتد کہا اور اُس کے دیگر امور مذہبی کو بے حقیقت اور لاحاصل قرار دیا۔

مرزائیو! کیا یہ آدمیت اور انصاف ہے کہ جب مرزا صاحب ایک ضروری دین کے منکر کو بھی کافر و مرتد کہیں تو وہ کہنا بجا اور حق ہو اور اگر ہم مرزا صاحب کو بجائے ایک کے بہت سے ضروریات دین کے انکار کرنے بلکہ خود عمارت اسلام عملاً و عقیدۃً گرانے کی وجہ سے بھی کافر و مرتد کہیں تو ہمیں تنگ نظر، تنگ حوصلہ، مسلمانوں کا دشمن کیوں کہا جائے۔ مرزا صاحب اور مرزائی تو خود اپنے ہی فتوی سے کافر اور مرتد ہیں جب تک سچے دل سے توبہ نہ کرینگے۔ اخباروں کے کالم سیاہ کرنے اور یورپ جانے سے اسلام نہیں مل سکتا۔ اسلام یورپ میں نہیں اسلام کی جگہ دل ہے۔ جب مرزائیوں کے دل ہی میں اسلام نہیں تو پھر لندن اور برلن کیا اگر کسی سیاسی وجہ سے حرمین شریفین بھی جائیں تو جیسے گئے تھے ویسے ہی واپس آئیں ؎

مکے گئے مدینے گئے کربلا گئے	جیسے گئے تھے لوٹ کے ویسے ہی آگئے

ہاں ؎ جلوہ یار پکارا ابھی دیکھا کیا ہے۔ یہ تو دو ہی شخصوں کا قصہ ہے مرزا صاحب اپنے سلسلے تکفیر کرنے والے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں جن کی تعداد کچھ کم سات کروڑ ہے نہیں نہیں کافر ہی کہنے سے نہیں منکر اور متردد کو بھی کافر کہتے ہیں بلکہ اپنے منکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر کا ایک ہی

؎ اس کے ثبوت کے لئے مولانا عبد الغفار صاحب خیری سے وہ تحریریں منگائیے جن سے برلن کی مسجد اور مرزائیوں کی تبلیغ یورپ کی حقیقت واضح ہوگی نیز خواجہ کمال الدین کے حج وغیرہ کے حالات بھی اس کے ثبوت کے لئے دلچسپ ثابت ہونگے ۱۲ منہ

قسم کا کفر بتلاتے ہیں اور مرزا صاحب کی تکفیر کرنے والوں کو تو غالباً پیغامی بھی کافر ہی کہتے ہیں اور مرزا محمود اور اُن کے تمام مریدین تو علی الاعلان مرزا صاحب کو پیغامیوں کے اقرار سے بھی حقیقی نبی مانتے ہیں اور ۴۰ کروڑ مسلمانوں میں سے جس کو بھی ان کی دعوت پہنچی اور اس نے مرزا صاحب کو نبی نہ مانا وہ انھیں کافر سمجھتے ہیں اور تمام مرزائی غالباً پیغامی بھی اس میں شریک ہیں کہ کسی مرزائیہ لڑکی کا نکاح غیر مرزائی سے جائز نہیں نہ ان کے پیچھے نماز درست اور مرزا صاحب اور قادیانیوں کے نزدیک کسی مسلمان کے جنازہ کی نماز بھی مرزائی کو نہ پڑھنی چاہئے گو پیغامی خاص مرزا صاحب کا یہ مذہب نہ بتائیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ جسقدر ہند اور روئے زمین کے مسلمانوں کو مرزا صاحب اور مرزائی کافر و مرتد کہتے ہیں ان میں کونسے شعائر اللہ اور حدود اللہ نہیں پائے جاتے جو یہ سب کے سب مرزا صاحب اور مرزائیوں کے نزدیک کافر و مرتد ہیں۔

مسئلہ صاف ہو گیا اور جو کچھ مرزائیوں کی تہ میں تھا وہ سطح پر آگیا کہ مسلمانوں کی طرح مرزا صاحب و مرزائیوں کا بھی یہی مذہب ہے کہ کفر اور ارتداد کے لئے صرف کسی ایک ہی ضروری دین کا انکار کافی ہے اگرچہ وہ انکار کسی تاویل کی بناء پر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ مرزا صاحب اور مرزائی جن تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو جس کسی ضروری دین کے انکار کی وجہ سے کافر کہتے ہیں آخر وہ مرزائی کفری تیر کے شکار کوئی تاویل اور کوئی وجہ تو ضرور ہی رکھتے ہیں اور پھر بھی مرزا صاحب اور مرزائیوں کے نزدیک کوئی تاویل مسموع نہیں تو معلوم ہوا کہ جیسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ضروری دین کے انکار میں کسی تاویل کا اعتبار نہیں اور ضروری دین کا منکر بہر صورت کافر ہے مسلمانوں اور مرزا صاحب اور کل مرزائیوں کا اس پر اتفاق ثابت ہو گیا کہ کفر اور ارتداد کے لئے صرف ایک ہی ضروری دین کا انکار کافی ہے۔ ع للہ الحمد میانِ من و او صلح فتاد۔

اب مرزا صاحب اور مرزائی تو علمائے دیوبند کی بات مان گئے اب مان نہ مان میں تیرا مہمان جو مرزا صاحب اور مرزائیوں کو مسلمان کہنے کے لئے اپنا ایمان بھی کھونے کے لئے تیار ہیں وہ کہاں رہ گئے

نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے۔ گھر کے نہ گھاٹ کے کھیت کے نہ ہاٹ کے۔ شاید پیغامی یہ کہیں کہ یہ الزام مرزا صاحب اور قدنیوں پر ہے نہ ہم پر کیونکہ ہم تو نہ مرزا صاحب کے مکفروں کی تکفیر کرتے ہیں نہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں بلکہ خود جو ہماری تکفیر کرتے ہیں ان کو بھی کافر نہیں کہتے۔

تو اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ اگر پیغامی ایسا کہینگے تو گو انکا کھلا نفاق ہوگا مگر یہ ضرور ثابت ہوجائیگا کہ کافر اور مرتد کی تعریف میں پیغامی ہمارے ساتھ نہ ہوں مگر ان کا مجدد۔ محدث۔ مسیح موعود ہمارے ساتھ ہے۔ پھر پیغامیوں کے اتفاق نہ کرنے سے اُن کے مذہب کے مطابق بھی اُن ہی کا بطلان ثابت ہوگا اور اُنہوں نے جو ایجاد بندہ مرتد کی تعریف میں قیدیں ائد کی ہیں وہ سرتاپا مرزا صاحب کی تعریف سے پیغامیوں کا ارتدلو وانحراف ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر فقط اسی قدر ہوتا تو ممکن تھا کہ جان بچانے اور عزت وآبرو قائم رکھنے کے لئے جیسے مرزا محمود کو چھوڑا ہے مرزا صاحب کو بھی چھوڑ دیتے۔ امیر تو بن ہی گئے ہیں مگر قیامت تو یہ ہے کہ ؎ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔

خواجہ کمال الدین صاحب کب چھوٹ سکتے ہیں ورنہ ابھی تقسیم امارت اور بٹوارہ کا مقدمہ پیش ہوجائیگا اور شاید پیغامیوں میں ولی عہد وہی ہوں۔

خواجہ کمال الدین صاحب کے نزدیک دو حصہ مرزائی تو التزاماً کافر اور ایک حصہ لزوماً

خواجہ صاحب اپنے رسالہ مسماة "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں" کو اس مضمون پر ختم کرتے ہیں کہ بہائی اور مرزا محمود اور اُن کے فدائی سب اسلام سے خارج ہیں اب مسٹر محمد علی صاحب فرمائیں کہ خواجہ صاحب نے جو تمام قدنیوں کو اسلام سے خارج کہا ہے یہ آپ کے نزدیک صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو پہلے قول کے خلاف ہے اور آپ نے جو مرزا محمود صاحب اور اُن کے متبعین کو مسلمان کہا ہے اس کے بھی خلاف ہی ہے اس تعارض اور نفاق کو دُور کیا جائے اور اگر خواجہ صاحب کی رائے سے اختلاف ہے، تو پھر خواجہ صاحب سے اتفاق کے کیا معنے؟

توضیح سوال اور پیغامیوں کا نفاق طشت ازبام

مسٹر محمد علی صاحب کے نزدیک مسلمان کو کافر کہنے والا

حقیقۃً کافر ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو مرزا صاحب نے اپنے مکفرین کی جو حقیقی تکفیر کی ہے اور اپنے مکفر اور منکر کو ویسا ہی کافر کہا ہے جیسے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کرنے سے کافر ہوتا ہے تو مرزا صاحب کا یہ مسلک غلط ہوا اور چونکہ مسلمان کو کافر کہنا کوئی معمولی بات نہیں ہے اسوجہ سے بمقتضائے الہام مرزا صاحب ما ینطق عن الھوٰے ان ھو الا وحی یوحی یہ تکفیر کسی الہام اور وحی ہی کی بنا پر ہوگی جو مرزا صاحب کے نزدیک قطعی اور یقینی اور دخل شیطانی سے بالکل محفوظ اور اُس پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری جیسا کہ توریت۔ انجیل۔ قرآن پر ایمان لانا ضروری اور اس کیا ذرا بھی شک کیا جائے تو فوراً انسان کافر ہو جائے۔ اور اگر یہ تکفیر بمقتضائے حدیث ہے تو چونکہ عمل کرنیوالا آپ کے نزدیک مسیح موعود اور حَکَم ہے جس کو خدا کی جانب سے حدیث کے رد اور قبول کرنیکا اختیار حاصل ہے تو یہ حدیث بھی مرزا صاحب اور مرزائیوں کے نزدیک قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہوگئی پھر یہ کوئی پیشنگوئی بھی نہیں کہ جس کے سمجھنے میں مرزا صاحب غلطی کر سکتے ہیں پھر اپنے مرنے تک اس حکم پر جمے رہے۔ اور چونکہ مجدد تھے اور مذہب اور قرآن کی غلطیاں ہی نکالنے کیلئے تشریف لائے تھے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ خود اتنی بڑی غلطی کریں اور پھر مرنے تک اُسپر قائم رہیں ورنہ پھر اُن کی وحی اور کل تحقیقات من الرحمٰن نہ ہوگی بلکہ ان کو من الشیطان کہا جائیگا اور مرزا صاحب کی امیازی شان خاک ہی میں نہیں جہنم کی آگ میں مل جائیگی۔ جس صورت میں مرزا صاحب کا یہ حکم تکفیر آپ کے نزدیک غلط ہے تو مرزا صاحب نہ مجدد ہو سکتے ہیں نہ مسیح اس صورت میں مرزا صاحب اور مرزائیت ہاتھ سے جاتی ہے جس کو آپ نے بہت بڑی قیمت دیکر خریدا ہے اس آفالہ پر غالباً آپ ہرگز راضی نہ ہوں گے لیکن مرزا صاحب اور مرزائیت کو حق کہنا اور تکفیر مسلم سے مسلمان کا کافر نہ ہونا ان دونوں کا جمع ہونا محال ہے یا تو آپ کوئی جمع کی صورت بیان فرمائیں یا مرزا صاحب اور مرزائیت کو سلام کریں

لہ یعنی اسلام وایمان ۱۲ منہ ؎ فسخ بیع ۱۲ منہ

اور اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنے سے انسان خود حقیقۃً کافر ہو جاتا ہے اور آپ مرزا صاحب
اور مرزائی اور مرزا محمود اور اُن کے فدائی اور اُن کے ساتھ بہائی و بابی اور خواجہ کمال الدین صاحب
مرزا صاحب کے شیدائی اور تمام مسلمان کلمہ گو اور اہل قبلہ ان سب کو مسلمان ہی جانتے ہیں اور ان کل اہل قبلہ کی
تکفیر آپ کے نزدیک ناجائز ہے حالانکہ یہ کل آپ کے قاعدہ مذکورہ کے مطابق (کہ مسلمان کے کافر
کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے) ایک دوسرے کی تکفیر کر کے کافر ہیں تو آپ ان کروڑوں کافروں
کو مسلمان کہکر کروڑوں بار خود کافر ہوئے۔ جب مسلمان کو کافر کہکر انسان کافر ہوگا تو کافر کو مسلمان کہکر کافر
کیوں نہ ہوگا۔ اب اس دلیل کی تشریح سنئے کہ مرزا صاحب تو ہم مسلمانوں کو (جو آپ کے نزدیک بھی
مسلمان ہیں) کافر کہکر کافر ہوئے۔ اور مرزا محمود صاحب اور اُن کی جماعت بھی اسی وجہ سے کافر ہوئی کہ
اہل قبلہ کی تکفیر کرتی ہے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب بہائیوں اور مرزا محمود صاحب اور اُن کے فدائیوں کو
کافر کہکر کافر ہوئے۔ اور تمام مسلمان مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر کہکر کافر ہوئے بظاہر اب دنیا میں
ایک آپ ہی مسلمان رہے کہ کسی کو کافر نہیں کہتے مگر افسوس ہے کہ آپ کافر ہی نہیں بلکہ ڈبل کافر ہوئے۔
اسلئے کہ جب مسلمان کو کافر کہکر انسان کافر ہو جاتا ہے تو کافروں کو مسلمان کہکر کیونکر کافر نہ ہوگا۔ غرض آپ کے
نزدیک مسلمان کو کافر کہنے سے کافر کہنے والا چونکہ کلمہ گو اور اہل قبلہ ہے خود کافر نہیں ہوتا تب تو مرزا
صاحب اہل قبلہ کی تکفیر کر کے بحکم سباب المومن فسوقٌ فاسق اور ڈبل فاجر ہوئے اور چونکہ اس غلط
اعتقاد اور غلط حکم پر مرتے وقت تک جمے رہے اور اسی کی تبلیغ کرتے رہے جو شان مجددیت و محدثیت
کے بالکل خلاف ہے اسوجہ سے نہ وہ مجدد ہو سکتے ہیں نہ محدث نہ مہدی موعود ہو سکتے ہیں نہ مسیح موعود
تو اس صورت میں مرزا صاحب اور مرزائیت ہاتھ سے جاتی ہے۔

اور اگر مسلمان کی تکفیر کر کے کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی آپ کا اعتقاد ہے
کہ ہر کلمہ گو اور قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والا مسلمان ہے اور اس کی تکفیر جائز نہیں اگرچہ وہ کچھ ہی کہے اور کرے
جب تک کہ وہ اپنے کو مسلمان کہے مسلمان ہی ہے۔ تو اب ان دو متضاد قولوں کی بنا پر تمام روئے
زمین کے مسلمان ایک ہی وقت میں بوجہ اہل قبلہ ہونے کے حقیقۃً مسلمان بھی ہوئے اور بوجہ تکفیر

اہل قبلہ کے حقیقۃً کافر بھی ہوئے اور آپ خود بھی ان پیغامی کفار کو (جو کہ آپ کے قول کے مطابق تمام مسلمانوں اور اہل قبلہ کی تکفیر کر کے خود کافر ہو چکے ہیں) مسلمان کہکر کافر ہوئے تو ایسی صورت میں ایک تو اجتماع ضدین ہوا اس کا رفع ضرور ہے ایک ہی وقت میں حقیقۃً مسلمان کافر کیسے ہو سکتا ہے اور دوسرے تمام روئے زمین کے مسلمان اور آپ خود حقیقۃً کافر ہوئے۔ آپ تو کافر ہوئے ہی تھے مگر مرزا صاحب بھی کافر ہو گئے اس صورت میں پہلی صورت کی طرح مرزا صاحب اور مرزائیت پھر ہاتھ سے جاتی ہے۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ مسٹر صاحب اس معمی کو کس طرح حل فرماتے ہیں اور مرزائیت کو قبر میں جانے سے کیسے بچاتے ہیں۔

منظر اول اور مرزائیت کی اصلی و حقیقی صورت

ظہیر الدین اروپی مرزائی کی نسبت یہ کہے بغیر ہم نہیں رہ سکتے کہ وہ مرزائیوں میں منافق نہیں اُس نے مرزائیت کو اصلی صورت میں اور تمام منافقانہ لباس سے مجرد کر کے ظاہر کیا ہے وہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت مستقلہ حقیقیہ تشریعیہ کا دعویٰ ہے۔ مرزا صاحب مستقل نبی۔ صاحب کتاب ہیں اور صاحب کتاب بھی ایسے کہ جن کی کتاب بعض احکام قرآن مجید کی ناسخ بھی ہے مرزا صاحب کا قبلہ بمقتضائے الہام فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلی (ابراہیم سے خود مرزا صاحب مراد ہیں) قادیان ہے۔ مرزا صاحب کا کلمہ علیحدہ (لا الٰہ الا اللہ احمد جری اللہ) مرزا صاحب کے بعد نجات کے لئے قرآن مجید پر ایمان لانا اور عمل کرنا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنا کافی نہیں جب تک کہ مرزا صاحب کی کتاب اور نبوت پر ایمان نہ لاوے وغیرہ وغیرہ۔ اس کی تفصیل اگر مطلوب ہے تو رسالہ اشد العذاب[1] میں ملاحظہ فرمالیں۔ ظہیر الدین اروپی ٹھیک ٹھیک مرزائیت خالصہ پر بدون کسی قسم کے نفاق کے قائم رہتے ہوئے ہر بات میں مسلمانوں سے علیحدہ ہیں مسلمانوں کے رسول سے اُن کا رسول علیحدہ ہے۔ اسی طرح اُن کی کتاب علیحدہ۔ قبلہ علیحدہ احکام علیحدہ ہیں۔ مرزائیت کا اصلی مرقع اور حقیقی رنگ تو یہاں ہے۔

[1] رسالہ اشد العذاب چھپ کر شائع ہو چکا ہے جو شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند سے مل سکتا ہے ۱۲ منہ

مرزائیت کا منظر دوم اور نفاق کا پہلا پردہ

اب مرزائیت کا منافقانہ پہلو قادیان سے شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ مرزا محمود نے
جب دیکھا کہ کثرت سے مسلمان ابھی تک ایسے جاہل اور بددین نہیں ہیں کہ ایسے صریح کفریات کو تسلیم
کرلیں تو ظہیر الدین اروپی کے جملہ عقائد کا انکار کرکے مرزا صاحب کے دعوے کو صرف نبوت شرعیہ
ہی پر منحصر کرکے اس کا اقرار کیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی مستقل صاحب شریعت اور صاحب کتاب نہیں
آسکتا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اسی معنے سے ہیں ورنہ آپ کے فیض سے
مستفیض ہوکر حقیقی نبی مرزا صاحب کی طرح بہت آسکتے ہیں اور آپ کی عظمت شان اسی میں ہے
کہ ایسے انبیا امت میں ہوں ورنہ آپ کا وجود عالم کے لئے رحمت نہ ہوا بلکہ معاذ اللہ زحمت۔ اور
چونکہ مرزا صاحب حقیقی نبی ہیں اسوجہ سے جو شخص بھی آپ کو نبی نہ مانے خواہ آپ کی نبوت کا منکر
ہو یا نبوت میں متردد ہو یا محض سکوت ہی کرے ہر صورت میں کافر ہے۔ نہ اس کے پیچھے نماز درست
ہے نہ اس کے جنازہ کی نماز صحیح نہ اس سے نکاح بیاہ جائز۔ وغیرہ وغیرہ۔ جس کی قدرے تفصیل
رسالہ[1] مذکور میں لکھی جاچکی ہے۔

منظر سوم اور مرزائیت کامل نفاق کے لباس میں

مرزائیت کی تیسری تصویر پرتزویر سرتاپا نفاق کی گہری
پالیسی کا لباس پہنے ہوئے جو پیغامی پریس میں چھپ کر
دلفریب ناز وادا کے ساتھ عالم کے سامنے پیش کیجاتی
ہے جس کے یورپین انداز عشوہ وناز۔ بے نقاب وبانقاب چہرہ نے بہت سے تعلیم یافتہ
نوجوانوں کو نیم بسمل بنا دیا ہے۔ اس غارتگر ایمان بڑھیا کو غازۂ شباب لگاکر مسٹر محمد علی صاحب نے
نوجوانوں کے سامنے پیش کیا۔ تاکہ وہ ظاہری بناؤ سنگار پر فریفتہ ہوکر متاع ایمان کو اس پر قربان
کرنے میں کسی قسم کا پس وپیش نہ کریں۔

پیغامی امیر فرماتے ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بایں معنی خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے

[1] یعنی رسالہ "دین مرزا کفر خالص" ۱۲ منہ

بعد کوئی جدید اور قدیم حقیقی نبی نہیں آسکتا۔ ورنہ ختم نبوت باقی نہیں رہ سکتی مرزا صاحب نے حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا وہ مجازی ظلی بروزی نبی تھے ان کے انکار کرنے سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہو سکتا۔ مرزا صاحب مجدد تھے محدّث تھے مسیح موعود تھے وغیرہ وغیرہ۔

ناظرین کرام! اس جماعت مرزائیہ کے دجل اور نفاق کو ملاحظہ فرمائیں۔ ظہیر الدین کے عقیدہ کے مطابق مرزا محمود اور اُس کی ساری جماعت اور کل پیغامی لاہوری کافر ہونے چاہئیں اور مرزا محمود کے مذہب کے لحاظ سے اروپی اور پیغامی دونوں گروہ جہنم میں جانے چاہئیں۔ اور پیغامیوں کے نزدیک وہ دونوں گروہ کافر ہوئے مگر عجیب منطق ہے کہ تینوں گروہ احمدی اور ایک دوسرے کو اپنا بھائی اور مسلمان کہتے ہیں۔ یہ اگر جنگ زرگری اور نفاق نہیں تو اور کیا ہے۔ تین خندقیں اور مورچے قائم کئے ہیں کہ کسی نہ کسی میں تو مسلمانوں کا شکار ہوگا ورنہ اس اختلافِ عقائد کیساتھ دنیا بھر کی تو تکفیر ہو اور آپس میں تکفیر نہ ہو اس کا مطلب کیا ہے؟

کفر و اسلام کے وجود اور عدم میں فرق

اس تفصیل کے بعد اس قدر عرض کرنا اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے تحقق کے لئے جمیع ضروریاتِ دین کا تحقق ضروری ہو اور کفر و ارتداد کے تحقق کے لئے جمیع کفریات کا تحقق ضروری نہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

ناظرین کرام! اس مضمون کو توجہ اور غور سے ملاحظہ فرمائیں ہمیں افسوس اور حسرت ہے کہ کفر اور اسلام جو مسلمانوں کے لئے ایک بدیہی مسئلہ تھا آج اس میں رسائل لکھنے کی نوبت آرہی ہے مگر پھر بھی تعلیم یافتہ طبقہ آزادی اور حریت اور مغربی تہذیب کا اسقدر دلدادہ ہو گیا ہے کہ وہ فرنیچر اور تمام اسباب زندگی کی طرح اسلام و کفر کے متعلق بھی چاہتا ہے کہ وہ بھی لندن اور برلن ہی کا بنا ہوا ہو انہیں معلوم رہنا چاہئے کہ ایمان اور اسلام کا کارخانہ عرب کے ریگستان میں کچھ دنوں مکہ معظمہ رہ کر مدینہ طیبہ منتقل ہو گیا۔ اور وہیں کے لئے رجسٹرڈ ہو کر قیامت تک کے لئے خاتم النبیین کو تفویض ہو گیا اب کسی دوسری جگہ پر اسلام کو تلاش کرنا ایسا ہے جیسے آسمان کو زمین پر یا زمین کو آسمان پر یا

لندن کو ہندوستان میں یا دہلی کو انگلستان میں تلاش کیا جائے۔ یورپ کے پُر فضا قدرتی اور مصنوعی مناظر کو تو بہت دیکھ چکے اگر اصلی جوہر ایمان اور ضیائی درخشاں لعل کی طلب ہے جس کی ادنےٰ قیمت جنت اور کونین ہے اور اعلیٰ رضائے مولے تو چلو ہمارے ساتھ جبل احد اور غار حرا اور جبل ابو قبیس۔ مکہ معظمہ کی گلیاں اور مدینہ طیبہ کے کوچوں کی خاک کو کحل البصر بناؤ پھر تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ ایمان کہاں ہے اور کیا ہے اور کفر کسے کہتے ہیں اور آج کل اس کی منڈی کہاں ہے۔

اسلام وجودی شے ہے یعنی اقرار اور اعتقاد کا نام اسلام اور کفر اس اعتقاد اور اقرار کے عدم کا نام ہے۔ پس کفر حقیقۃً کوئی جُدا اور مستقل چیز نہیں بلکہ ایمان اور اسلام کا نہ ہونا ہی کفر ہے اور ظاہر ہے کہ وجود معلول رفع جمیع موانع و تحقق جمیع شرائط و اسباب اور علت کے جملہ اجزاء کے وجود کو مقتضی ہے لیکن معلول کا فنا اور عدم اس کو مقتضی نہیں کہ جب علت کے جمیع اجزا ہی معدوم ہوں تب ہی معلول معدوم ہو جائے بلکہ اس کے عدم کے لئے ایک شرط یا جزو یا سبب کا مفقود ہونا یا ایک مانع کا پایا جانا کافی ہے۔ ہزار روپیہ جب ہی موجود ہوں گے کہ جب پورے ہزار پائے جائیں لیکن ہزار نہ ہونے کے لئے اس کی ضرورت نہیں کہ ایک حبہ بھی پاس نہ رہے بلکہ اگر ایک روپیہ بھی کم ہو جائیگا تو ہزار باقی نہیں رہ سکتا۔ منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے سڑک اور دریاؤں پر پل اور راستہ کا ہر طرح کے اسباب ہلاکت سے مامون ہونا اور پھر طریق مطلوب پر کل مسافت کا قطع کرنا منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے ضروری ہے۔ اگر ان میں سے ایک چیز بھی نہ ہوگی تو مطلوب حاصل نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح سے توحید و رسالت تمام مرسلین علیہم السلام۔ تمام خدا کی کتابیں۔ قیامت جنت دوزخ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد۔ ختم نبوت۔ دیگر ضروریات اسلام غرض جسقدر امور کا ثبوت جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے جس حیثیت کیساتھ بطریق قطع و یقین ثابت ہو کر حد ضرورت اور بداہت کو پہنچ گیا ہے اور جن امور کی ممانعت سرکار دو عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جس حیثیت سے درجۂ ضرورت کو پہنچی ہو ان تمام چیزوں کا دل سے یقین اور زبان سے کامل اقرار اس ہی کا نام اسلام اور ایمان ہے۔

اور اُن اوامر و نواہی علمیہ اور عملیہ میں یعنی عقائد و اعمال اوامر اور نواہی قطعیہ یقینیہ میں سے ایک ضروری
دین کا بھی انکار بتاویل یا بلا تاویل زبان سے یا دل سے یا ان کی حقانیت میں کوئی تردد کوئی شک
ہی ہو جائے اس کے ساتھ دعوائے اسلام ہو یا نہ ہو بہر صورت کفر ہے۔ اور اگر اسلام کے بعد العیاذ
باللہ یہ حالت پیدا ہو تو اسی کا نام ارتداد ہے جس کی تفصیل پہلے مذکور ہو چکی۔ مزید توضیح کے لئے
ایک مثال اور عرض کئے دیتا ہوں کہ جس طرح سے انسان کے وجود کے لئے جمیع اعضائی رئیسہ
دل۔ دماغ۔ جگر وغیرہ کی ضرورت ہے کہ جن کے فنا کے بعد انسان ایک سکنڈ کے لئے بھی زندہ
نہیں رہ سکتا۔ اور بدن کیساتھ روح کا تعلق بدون ان کے محال ہے۔ پس انسان کے موجود ہونے
کے لئے ان اعضا کا وجود تمام ہا ضروری ٹھہرا لیکن فنا کے لئے یہ ضروری نہیں کہ انسان جب ہی فنا
ہو کہ دل۔ دماغ۔ جگر سب ہی جاتے رہیں بلکہ صرف ایک عضو کا جاتا رہنا انسان کے فنا ہو جانے
کے لئے کافی ہے اسی طرح سے ایمانی حیات کے لئے ایمانی روح کا تعلق جو ایک نور ہے پیکر اسلام
کے ساتھ اُسی وقت تک باقی رہتا ہے کہ جب تک اس کے اعضائے رئیسہ یعنی ضروریات دین
موجود ہوں لیکن ان اعضائے رئیسۂ ضروریات دین میں سے ایک بھی اگر فنا ہو جائے تو اس نورانی
روح ایمانی کا تعلق پیکر اسلام سے باقی نہیں رہتا اور یہ ساری تصویر باوجود تمام اجزا کے موجود ہونے
کے بے جان و مردہ اور معدوم خیال کیجائیگی۔ کیا جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے تمام اعضا بھی
فنا ہو جاتے ہیں؟ کیا اس میں تقریباً کل شعائر انسانی اور حدود حیوانی موجود نہیں ہوتے ؟ مگر پھر بھی
نہ اس کو انسان کہا جاتا ہے نہ حیوان بلکہ وہ ایک جماد لا یعقل شمار کیا جائیگا اسی طرح سے اگر مرزا صاحب
اور مرزائیوں میں اور اُن کے بھائی باب۔ اور بہاء اللہ۔ اور بابی اور بہائی و دیگر مرتدین عن الاسلام
میں تقریباً کل ہی شعائر اللہ اور حدود اللہ پائی جائیں اور پھر ایک دو ضروریات دین کے کل ضروریات
دین بھی متحقق ہوں تو پھر بھی ان کو اسلام کی مردہ تصویر اور جسم بیجان کہا جائیگا اس سے ثابت ہو گیا
کہ کفر کے لئے سب کفریات کا تحقق ضروری نہیں بلکہ ضروریات اسلام میں سے کسی ایک کا مفقود
ہونا بھی انسان کو کافر اور مرتد بنا دیتا ہے مثال مذکور کی تائید کے لئے آیات ذیل کو غور سے ملاحظہ

فرمایا جائے۔

مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۔ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ کو کتاب اور ایمان کی کیا خبر تھی لیکن ایمان ایک نور ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس کو ہم چاہتے ہیں اس کے ذریعہ سے ہدایت کرتے ہیں۔ یعنی جب نور ایمان بندہ کے دل میں آتا ہے تو عقائد حقہ اور ضروریات دین اور امور شرعیہ کے متعلق مسلمان کو ایسا شرح صدر ہوتا ہے کہ اگر اُس کو کاٹ کر قیمہ بنا دیا جائے یا پانی میں غرق اور آگ میں جلا کر خاک کر دیا جائے تو یہ سب کچھ ممکن مگر ظلمت کفر کی مجال نہیں کہ اس نور ایمان اور نور خداوندی کے پاس آکر بھٹک سکے اگر بلاؤں کے پہاڑ اُس پر گرا دیئے جائیں اور مصیبتوں کے سمندر میں اُس کو غرق کر دیا جائے تب بھی وہ اسلام کے ایک عقیدہ سے نہیں پھر سکتا اور یہی کہیگا کہ

اُس کی طرف سے دل نہ پھریگا کہ دوستو	اب ہو چکا یہ جس کا طرفدار ہو چکا

خدا کے رستہ میں اگر اس کی جان بھی جائے گی تو وہ موت کو ہزار زندگیوں سے خرید لیگا اور اس کو وہ راہ حق کی موت زندگی اور زندگی موت نظر آئیگی ؎

دی کس خوشی سے جان تہ تیغ داغ نے
لب پر تبسم اور نظر یار کی طرف

وہ آج اپنی زندگی کے اصلی مقصد پر پہنچکر اور اپنے محبوب حقیقی کے دربار میں باریاب ہو کر اس حقیر ہدیہ کو پیش کر کے یہ عرض کریگا کہ ؎

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی	حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

وکذٰلک الایمان اذا خالطت بشاشتہ القلوب اور انّی لوددت ان اُقتل فی سبیل اللہ ثم اُحیی ثم اُقتل ثم اُحیی او کما قال۔ اسی کی طرف اشارہ ہے ؎

لہ ایمان جب دل میں رچ جاتا ہے تو نکلنا ممکن نہیں ۱۲ (حدیث) ٹہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے یہ آرزو ہے کہ اللہ کے رستہ میں قربان کرنے کے لئے بار بار جان لے تاکہ بار بار اُسے اللہ کے ہی رستہ میں قربان کروں۔ (حدیث)

بامیدآں کہ روزے بشکار خواہی آمد		ہمہ آہوان صحرا سرِ خود نہادہ برکف

غرض یہ ایمانی نور جب ہی تک اسلامی جسم کو زندہ اور منور رکھتا ہے جب تک کہ جملہ ضروریات دین مسلمان میں پائے جائیں اور اگر ایک ضروری دین بھی جو بمنزلہ عضو رئیس کے ہے مسلمان میں سے جاتا ہے تو اصل ایمان اور روحِ ایمان بھی اُسی وقت مسلمان سے رخصت ہو کر اُسے مردہ مسلمان اور زندہ کافر بنا دیتی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ضروریاتِ دین میں سے کوئی چیز بھی فنا ہو جائے اور پھر بھی ایمان باقی رہے۔ ؎

ہم دم سے جدا ہونگے دم ہم سے جدا ہوگا		جس روز مرے ہمدم تو ہم سے جدا ہوگا

پھر اگر تمام حدود اللہ اور شعائر اللہ انسان میں موجود ہوں۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ سب ہی کچھ ادا بھی کرے تو بھی اسلام کی ایک مردہ صورت ہوگی۔ اسلام کا اس میں نام بھی باقی نہ ہوگا اس حالتِ موجودہ میں اگرچہ وہ کتنی ہی حسرت اور افسوس کرتے کرتے مر بھی جائے مگر اسلام تک نہیں پہنچ سکتا اور یہی کہتے کہتے مر جائیگا کہ ؎

دم ہم تلک نہ پہنچا ہم دم تلک نہ پہنچے		حسرت سے مر گئے ہم ہمدم تلک نہ پہنچے

ایمان کھو کر ایمان کی ہوس لاحاصل اور فضول ہے۔

آیتِ مذکورہ میں منکرانِ حدیثِ نبوی کی کمر توڑ تردید

مسلمانو! مرزائیوں اور نیچریوں اور اہل قرآن یعنی چکڑالویوں کے دھوکہ میں مت آؤ حدیث پر عمل کرنا قرآن کی طرح سے ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ سمجھو دیکھو اللہ تعالے اسی آیت میں فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیشک تم یقیناً صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتے ہو۔ اُس خدا کا رستہ جو آسمان وزمین کا مالک ہے۔ چونکہ ابتدائے آیت میں یہ فرمایا تھا کہ تم کو کتاب اور ایمان کی کچھ خبر نہ تھی ایمان پر اطلاع فرمانے کا تو یہ طریقہ فرمایا کہ ایمان نور ہے جب وہ دل میں آتا ہے تو سینہ امور ایمانیہ کے لئے خود منشرح ہو جاتا ہے ع آفتاب آمد دلیلِ آفتاب۔

جب نورِ ایمانی قلب میں آیا اُس نے خود ہی بتا دیا کہ ایمان کس چیز کا نام ہے یہ شبہ اور باقی تھا کہ ایک امی جو اب تک حرف بھی نہ جانے وہ علام الغیوب کی کتاب کو کس طرح سمجھے اور دوسروں کو کیسے سمجھائے اس شبہ کا جواب اِنَّ اور لام تاکید کے ساتھ مؤکد کر کے یہ دیا کہ تم بیشک یقیناً صراطِ مستقیم ہی کی طرف ہدایت کرتے ہو جو مالک السموٰت والارض کا راستہ ہے۔

اور تمام امور کی بازگشت خدا ہی کی طرف ہے۔ جیسے ہم نے کتاب کو نازل فرمایا ویسے ہی ہم نے اس کتاب کی تم کو تعلیم بھی دی اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ سے یہ بات روشن ہو گئی کہ قرآن کی تعلیم جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے علیم و خبیر نے بلاواسطہ دی ہے اور قرآن کی صحیح فہم اور اُس کا صحیح طور سے بیان کرانا اس کی بھی ذمہ داری خود ہی لی ہے چنانچہ ارشاد ہے ؛ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ یعنی آپ قرآن کو خاموشی سے سُنئے اُس کا آپ کے سینہ مبارک میں جمع کرنا اور پھر اس کو صحیح بیان کرانا ہمارے ذمہ ہے۔ پھر آپ کا امین اور مامون اور محفوظ ہونا اور آپ کا صراطِ مستقیم کی طرف ہادی ہونا یہ تمام امور اسی اہتمام کے لئے ہیں تاکہ مرتد مرزائی اور اہل قرآن اور وہ لوگ جو حدیث کو غیر واجب العمل کہتے یا سمجھتے ہیں ان کے کفر و ضلال پر اُن کو متنبہ و آگاہ کیا جائے۔

اہل قرآن اور عنایت اللہ خاں مشرقی

یورپ کے عیسائی جہاں طرح طرح کی مشینیں اور آلات ایجاد کرتے ہیں اسی طرح سے اسلام کی تباہی اور بربادی میں بھی رات دن لگے ہوئے اور نئی نئی تدبیریں سوچتے ہیں۔ زن، زر، زمین اُن کے پاس بے شمار ہیں۔ بہت سے نوجوان اور طالبِ جاہ و عزت و شان اس کے شکار ہوئے

ع‍ یہ ایک نئے بزرگ ہیں جو مدہ بہ سرحدی انگریزیت وغیرہ سے ایک معجون مرکب کی صورت میں کچھ عرصہ سے ظاہر ہو گئے اور آج کل اپنے ساتھ چند ملحدوں کو ملا کر شریعت اسلام پر مرزائی کی طرح اپنے خاص انداز میں حملہ آور ہونے کی کوشش میں ہیں مگر ابتک ماشاء اللہ چند مسلم نما ملحدوں اور بعض ہندوؤں کے اُن کی دال کہیں نہیں گلی ۱۲ منہ

اور جو اس سے بچے اُن کو تعلیمی جال میں شکار کیا۔ اور تعلیم بھی ایسے انداز کی دی کہ جس میں اسلام کا استہزاء اور تمسخر اڑایا جائے۔

غرض یہ اُن کے مشاہرہ دار اور بے مشاہرہ ایجنٹ تخریب اسلام میں رات دن لگے ہوئے ہیں اور ممکن ہے کہ بعض بے ان کی تحریک اور اشارہ کے اپنے مقتضائے طبعی سے مجبور ہوں ؎

نیش عقرب نہ از پئے کین ست	مقتضائے طبیعتش این ست

اندرونی دشمن کس ترتیب سے اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں؟

اول اول اس گمراہ فرقہ نے فقہ کو مشرکانہ خیال بتاکر لوگوں کو یہ سمجھایا کہ قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کی رائے دین میں قابل لحاظ نہیں جب اس کا بہت شور و غل ہوا اور ہر جگہ اس خیال کے کچھ لوگ پیدا ہو گئے تب ؎ قدم فسق پیشتر بہتر۔ اس دوسرے خیال کو شائع کیا گیا کہ قرآن کے ہوتے ہوئے حدیث (معاذ اللہ) فضول اور بیکار ہے۔ اس خیال کا بھی بہت چرچا ہوا اور اس سے تمام دنیا میں نیچری فرقہ اور آزاد خیال لوگ پیدا ہو گئے جب اس پودہ کی دنیاوی حیثیت سے بھی بہت آبپاشی ہوئی اور دنیاوی مراتب و مناصب اور بڑے بڑے عہدے ان ہی کو ملے تو ان سے ایک مرزائیت کی شاخ پھوٹی۔ مرزا صاحب نے اول اول حمایتِ اسلام کا دعویٰ کر کے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا اور وہ اصول قائم کئے جن کو آج مسلمان دیکھ رہے ہیں کہ مرزا صاحب کی باتوں کو تسلیم کرنے کے بعد اسلام ہی باقی نہیں رہ سکتا۔ مگر مرزا صاحب اور مرزائی تدبیر اور نفاق اور مغربی پالیسی سے کام لیتے ہیں کہ سمجھنے والے سمجھ جائیں عوام بیچاروں کو پتہ بھی نہ لگے۔ قتلِ مرتد اور رجم زانی کا اس بنا پر انکار کرتے ہیں کہ قرآن میں صراحۃً ذکر نہیں اور غرض یہ ہے کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیکار کر کے اگلا قدم تمام احکام سے انکار ہو۔ چونکہ مرزائیت۔ نیچریت کا شعبہ ہے اس وجہ سے نیچری اور انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ اس کا زیادہ شکار ہوا اور یہی وجہ ہے کہ علی گڈھ کالج میں مسٹر محمد علی اور خواجہ کمال الدین صاحب کا بڑے اہتمام سے بیان ہوا اور یہی وجہ ہے کہ محمد علی صاحب مثنی آخر قتل مرتد میں مرزائیوں

کے ساتھ ہوئے اور ان کو مسلمان ہی کہتے ہیں۔ کیوں نہ ہو آخر مجتہد تو ان کو بھی بننا ہے۔
غیر مقلدیت نے جب ترقی کی تو جس دلیل سے لامذہبوں نے فقہ کو شرک کہا تھا اہل قرآن نے
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ وہی بے ادبی اور گستاخی کرکے اپنے ایمان کو تباہ
اور برباد کیا۔ اور یہ کہا کہ قرآن کے ہوتے ہوئے حدیث پر عمل کرنا مشرکانہ خیال ہے۔ اور جتنے کفار نے
انبیا علیہم السلام کا مقابلہ کیا ہے وہ سب اہل حدیث ہی تھے۔ فرعون بھی موسے علیہ السلام کے
مقابلہ میں یوسف علیہ السلام کی حدیث ہی پیش کیا کرتا تھا اسی نیچریت اور لامذہبی اور غیر مقلدیت نے
ترقی کی تو سب کے مایۂ ناز عنایت اللہ خاں صاحب مشرقی پیدا ہوئے کہ اُنہوں نے صاف
لفظوں میں تو قرآن شریف کا انکار نہیں کیا مگر یہ دعویٰ ضرور کیا کہ قرآن کو آج تک بجز ان کے کوئی
نہیں سمجھا اور معنے وہ بیان کئے کہ کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کر دکھایا۔ یہ تعلیم یافتہ طبقہ مغربی آزادی
کا اسقدر دلدادہ ہو گیا ہے کہ سُنا جاتا ہے کہ عنایت اللہ خاں مشرقی کا تذکرہ بھی اس طبقہ میں استحسان
کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
یہ میں نہیں کہتا کہ کل انگریزی تعلیم یافتہ ایسے ہی بدمذہب اور بیدین ہیں بہت سے افراد نہایت
سچے اور پکے اور متقی و پرہیزگار دیندار ہیں کہ صدہا نام کے علمائے زمانہ بھی ان پر نثار اور قربان کردینے
کے قابل ہیں لیکن یہ کہے بغیر بھی نہیں رہا جاتا ہے ؎ ہر فتنہ کہ مے خیزد او کوئے تو مے خیزد۔
افسوس مسلمانوں کی زمین استعداد ایسی شور ہو گئی کہ دینی اور دنیاوی دونوں قسم کی تخم ریزی کے قابل
نہ رہی۔ غیر مسلم قوموں نے انگریزی پڑھ کر اسقدر دنیاوی ترقی کی کہ تمام رئیسوں کی جائدادوں کے
وہی مالک ہو گئے اور مذہبی ترقی یہ کی کہ وید جیسی کتاب اور سنسکرت جیسی مردہ زبان کو زندہ کردیا۔

؎ اس کے مقابلہ میں نیچریوں اور مرزائیوں نے عربی زبان کے مٹانے کا پورا سامان کیا۔ چنانچہ
جمعہ کے روز خطبہ بھی عربی میں نہیں پڑھتے ہیں تاکہ عوام کے کان بھی عربی سے اچھی طرح نا آشنا ہو جائیں
اور عربی سیکھنے کی امنگ بھی اُن کے قلوب میں کبھی پیدا نہ ہو جائے۔ واہ رے اسلام کے
فرزندو! ع این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند ۱۲ منہ

مگر مسلمانوں نے انگریزی پڑھکر کثرت سے اپنی پیلی جائدادیں بھی فروخت کردیں اور مذہب
کی یہ حالت ہے کہ قرآن جیسی کتاب اور اسلام جیسا مذہب ان کے ہاتھوں سے جارہاہے
خدا مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے یہ سب کچھ بلائیں آزادی ۔ نیچریت ۔ لامذہبیت ۔ یورپ
کی تقلید کی نتیجہ بد ہیں ۔ دیکھئے کسقدر اس کی شاخیں اور بھی پیدا ہوتی ہیں ۔ حقیقت یہ ہے
کہ جس نے اتباع سلف سے منہ موڑا اور اُن کے پاک دامن کو چھوڑا اس کا نتیجہ ضرور یہی ہوگا
کہ بجز دہریت اور نیچریت کے ہاتھ میں کچھ نہ رہیگا ۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَان ۔
ہم پھر اب اپنے بیان سابق کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آیات ذیل کو پیش کرتے ہیں ۔
اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَہُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُہُمْ مِّنْ
ذِکْرِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۔ جس شخص کا سینہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کے لئے
کھولدیا اُس کے پاس ایک نور ہے خدا کی طرف سے ۔ جن لوگوں کے دل اللہ کے ذکر سے
سخت ہوگئے یعنی اُن کے قلوب میں اللہ کے ذکر کی گنجایش نہیں خدا کے ذکر کے لئے وہ
نرم نہیں ہوتے اُن کے لئے بلا کی اور خرابی ہے ۔
اس سے بھی وہی بات معلوم ہوئی کہ ایمان خدا کی طرف سے ایک نور ہے کہ جب وہ آتا ہے
تو امور اسلامیہ اور احکام قرآن واحادیث کے لئے اُس کو شرح صدر ہوجاتا ہے اور ایمان ایمانیات
اس کے لئے ایک فطری امر بن جاتے ہیں لیکن جب ایمانیات کے لئے شرح صدر نہ ہو اور کسی
ضروری دین کا بھی انکار ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ نور جو حقیقۃً ایمان تھا وہ اس میں نہیں رہا ۔ اگرچہ
اُس میں ایمانیات ۔ حدود اللہ اور شعائر اللہ بر بقیہ ضروریات دین وغیرہ بھی باقی ہوں ۔ کیونکہ
اسلام مجموعہ ضروریات دین کا نام تھا اور جب مجموعہ میں سے ایک جز کا بھی شرح صدر نہ ہو تو یہ کہنا
صحیح ہے کہ اس شخص کو شرح صدر للاسلام نہیں اور جس شخص کو شرح صدر للاسلام نہ ہو سمجھ لو کہ
اس میں ایمان نہیں ۔
فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ

صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ کَذٰلِکَ یَجْعَلُ اللّٰہُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۔ اللہ تعالے جس کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے اُس کے سینہ کو اسلام کیلئے کھولدیتا ہے اور جس کی گمراہی کا ارادہ کرتا ہے اُس کے سینہ کو تنگ کردیتا ہے۔ اسلام کا قبول کرنا اُس کے لئے اسقدر دشوار معلوم دیتا ہے جیسے وہ آسمان پر چڑھتا ہے جو لوگ مومن نہیں ہیں اللہ تعالےٰ اسی طرح اُن پر ناپاکی وارد کرتا ہے۔

اس آیت کا بھی وہی مضمون ہے جو پہلی آیتوں سے مفہوم ہوتا ہے کہ اللہ جس کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے اُسکو شرح صدر و اسلام نصیب ہوتا ہے اور جس کو شرح صدر حاصل ہوتا ہے وہ علی نور من اللہ ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ خدا جس کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے اُس کے قلب میں نور پیدا کرتا ہے جس سے شرح صدر و اسلام ہوجاتا ہے۔ اور جس کو گمراہ و بے ایمان کرنا چاہتا ہے اس کے دل میں اسلام کی جانب سے ایسی تنگی ہوتی ہے کہ گویا وہ آسمان پر چڑھتا ہے یعنی جیسا کہ آسمان پر چڑھنا دشوار ہے اسی طرح اُس کو اسلام کی کھلی کھلی باتوں کا قبول کرنا بھی دشوار و محال معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کا حال دیکھ لو کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا اور پھر اُترنا۔ علیٰ ہذا القیاس سردار دو عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کا معراج مبارک میں جسم اطہر کے ساتھ تشریف لیجانا اور پھر تشریف لانا یہ اُن کے نزدیک نقلاً ہی نہیں عقلاً بھی ممتنع ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خدائے قدیر کی قدرت سے یہ امور خارج ہیں۔ حالانکہ مرزا صاحب کے اقرار کے مطابق اس پر دس ہزار سے زیادہ صحابہ کا اجماع تھا جس کی بنا یقین اور کشف کلی پر ہوتی ہے اور تیرہ سو برس سے سارے ہی مسلمان مرد و عورت۔ بڑے اور جوان۔ عالم اور نادان سب ہی کے سینے اس حکم خداوندی کے قبول کرنے کے لئے کھلے ہوئے ہیں اور نہایت بشاشت اور شرح صدر کے ساتھ اس پر ایمان ہے۔ مگر وہ علامہ زماں۔ ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ۔ سلطان قلم[عہ] ۔ علوم لدنیہ کا سرچشمہ۔ ابتدائے خلق سے انتہا تک نہ ایسا کوئی عالم پیدا ہوا نہ اب ہوگا۔ یہ سب کچھ

عہ۵ شیخی میں آکر یہ سب صفات مرزا جی نے اپنے لئے استعمال کی ہیں۔ منہ

دعاوی ہیں مگر چونکہ قلب میں نور ایمان نہ تھا لہٰذا مرزا صاحب اور مرزائیوں کے سر میں معراج
شریف اور عروج و نزول عیسیٰ علیہ السلام کی گنجائش نہیں۔

اے خدائے محمود میں تیرے غضب اور تیرے قہر سے پناہ مانگتا ہوں علم و فضل تیری عنایت
کے بدون ہیچ ہے۔ تو نے سچ فرمایا کذٰلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یؤمنون۔

قرآن شریف میں تمام احکام کے ہوتے ہوئے حدیث و فقہ کی کیوں ضرورت ہے؟

یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ قرآن شریف میں کل دین ہے مگر ہماری سمجھ اس سے قاصر ہے سہ

وکل العلم فی القرآن لکن	تقاصر عنہ افہام الرجال

قرآن مجید میں تمام احادیث صحیحہ اور فقہ کے صحیح مسائل موجود ہیں مگر وہ ہم کو نظر نہیں آتے۔ خدا
دیکھتا ہے اور وہ کہ جس کو خدا نے بتا دکھلایا جیسے تخم میں پھول پھل اور شاخیں سب ہی کچھ
ہیں مگر ہماری نظر میں بجز ایک خشخاش کے دانہ کی برابر سب ہی غائب ہیں اس خشخاش کے دانہ
میں سے ہزار ہا من کے شہتیر اور صدہا من پھول اور پھل خدائی قدرت ظاہر کرتی ہے اسی خدائی
قدرت اور علم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو رحمانی صفت سے تعلیم قرآن و دیگر حدیث
اور فقہ کو ظاہر فرمایا ہے۔ مگر یہاں حدیث و فقہ میں زمین اور آسمان کا فرق ہے جسقدر معلم اور متعلم میں
فرق ہے اسی وجہ سے جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہم کو حدیث کی ضرورت نہیں وہ قطعاً کافر ہے جیسے
اہل قرآن اور بعض نیچری اور عنایت اللہ خان مشرقی اور مرزا صاحب اور کل مرزائی۔ واللہ تعالیٰ

ہو الموفق

تیسرا سوال

الحمد للہ کہ پہلے اور دوسرے سوال کے جواب معلوم ہونے کے بعد تیسرے سوال (آیا احمدیوں نے
ان جملہ شعائر اللہ یا حدود اللہ کو جو کسی شخص کے مسلمان ہونے کی علامت ہو سکتے ہیں من کل الوجوہ
خیر باد کہہ دیا ہے یا ابھی تک ان میں ان شعائر اللہ یا حدود اللہ کی کوئی ایسی رمق باقی ہے جس سے

وہ مسلمان کہلائے جانے کا استحقاق رکھتے ہوں) کا جواب بہت سہل ہوگیا۔
مرزا صاحب اور مرزائیوں میں مسلمان کہنے کی کوئی وجہ بھی باقی نہیں اسواسطے کہ اسلام ایک خاص مجموعہ کا نام ہے کہ جس کے افراد متعدد ہو ہی نہیں سکتے۔ اور وہ مجموعہ مفقود ہو تو اسلام کہاں سے آئے۔ یا یوں کہو کہ اسلام اور ایمان جان کی طرح اس نور الٰہی کا نام تھا جس کا تعلق تمام ضروریاتِ دین کے وجود کو مقتضی ہے جس طرح دل۔ دماغ۔ جگر وغیرہ میں سے ایک بھی نکال لینے سے انسان کیساتھ جان اور حیات کا من کل الوجوہ باوجود بقیہ اعضائے رئیسہ وغیر رئیسہ موجود رہنے کے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا اور وہ شخص من کل الوجوہ مردہ ہی کہلایا جاتا ہے۔ اس میں زندگانی کی کوئی رمق باقی نہیں رہتی اسی طرح سے اگر مرزائی صرف ایک ضروری دین کا انکار کرتے تب بھی اسلام کی رمق ان میں باقی نہ رہتی اور حیات اسلامی اور نور ایمان ان سے بالکل الگ جاتا جس کے بعد وہ بالکل اسلام سے خارج شمار کئے جاتے چہ جائیکہ اسقدر ضروریات دین کا انکار کیا کہ یہ کہنا بیجا نہیں کہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کفر وارتداد کا ہیضہ ہوگیا اور ہر جگہ کفریہ طاعون کی گلٹی اور زہریلے جراثیم سرایت کر کے حیات اسلامی کو بالکل فنا کر چکے۔ اب بقیہ ضروریات دین و حدود اللہ و شعائر اللہ کے موجود ہونے سے مسلمان نہیں کہلائے جا سکتے!

مسلمان ہونے کی واحد صورت اور کافر بننے کی متعدد صورتیں۔

اگر انسان کے مسلمان بننے کے لئے متعدد صورتیں ہوتیں جیسے کافر اور مرتد ہونے کے لئے ہیں تو یہ ممکن تھا کہ مرزا صاحب اور مرزائی اگر ایک وجہ سے مسلمان نہ ہوتے تو دوسری وجہ سے اور دوسری وجہ سے نہیں تو تیسری وجہ سے۔ علیٰ ہذا القیاس کسی وجہ سے مسلمان کہلائے جاتے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ جب مومن اور مسلم بننے کی صرف ایک ہی وجہ ہے اور وہ بھی یہ کہ تمام ضروریات دین پر ایمان لو شرح صدر ہو تو اس مجموعہ کے موجود ہونے پر مومن و مسلم کہلائیگا اور مرزائیوں میں بدقسمتی سے یہ ہی صورت (مجموعی) نہ رہی اس لئے اب ان کو کسی وجہ سے بھی مسلمان نہیں کہہ سکتے مثلاً زید کے لئے حقیقی بھائی یا بہن ہونے کی ایک ہی

صورت ہے کہ اس کے حقیقی ماں اور باپ سے کوئی لڑکا یا لڑکی ہو لیکن جب زید اپنے ماں باپ کی پہلی اولاد ہو اور ماں باپ دونوں یا ایک فوراً مرجائے تو زید کے لئے اب حقیقی بھائی یا بہن کا وجود محال ہے۔ اسی طرح سے بحالت موجودہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کا مسلمان ہونا محال ہے ہاں صرف ایک صورت ہے کہ اس ملعون مذہب سے توبہ کر کے سچے دل سے انھیں عقائد کا اعتقاد کریں جن کو چھوڑ رہے ہیں تو مرزائی مسلمان ہو سکتے ہیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ و ان اللہ علی کل شئ قدیرہ۔

مرزائیوں کے خروج از اسلام کے مختلف پہلو

ہاں کفر اور ارتداد کی متعدد وجوہ ہو سکتی ہیں لہذا متعدد وجوہِ کفریہ کے پائے جانے سے مرزا صاحب اور مرزائی بہت وجہ سے کافر اور مرتد ہیں جن کی جزئیات کا علم اور شمار ہماری قدرت سے تو باہر ہے خدا ہی علیم و خبیر ہے۔ البتہ کلیات کچھ عرض کر دئے جائیں گے۔ مرزا صاحب اپنے معجزات اور نشانیوں کی تعداد ایک کروڑ بیان فرماتے ہیں اور بہت ہی جانچ کیجائے تو دس لاکھ سے تو کم ہے ہی نہیں۔ خیر یہ تو مرزا صاحب کی غپ ہی ہے لیکن میں بفضلہ تعالیٰ جس طرح سے مرزا صاحب نے اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ یا ایک کروڑ ثابت کی ہے اس سے عمدہ طریقہ سے اُن کی کفریات کی تعداد اسی قدر انشاءاللہ ثابت کر سکتا ہوں بشرطیکہ دونوں امیر اور کم سے کم دس ہزار مرزائی تائب ہونے کا وعدہ کریں۔

کفریات مرزائیہ کی انواع کلیہ کی تعداد حسب ذیل ہے جن کا ثابت کرنا بفضلہ تعالیٰ بندہ کے ذمہ ہے اور رسالہ "دینِ مرزا کفر خالص"[۱] میں اس خدمت کو ایک حد تک پورا بھی کیا گیا ہے۔ جس کا ہر مسلمان کے پاس رہنا ضروری ہے تاکہ مرزائیوں کی کفریات پر پوری اطلاع رہے جس کے بعد کوئی مرزائی کسی مسلمات سے بات نہیں کر سکیگا۔

کلیاتِ کفریاتِ مرزا | (۱) انبیا علیہم السلام کی توہین۔ (۲) بالخصوص عیسیٰ علیہ السلام کو فحش

[۱] یہ کتاب دائرۃ التالیف دار العلوم دیوبند سے طلب کیجیے ۱۲ منہ

گالیاں ۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مساوات کا دعوےٰ ۔ اور توہین ۔ بایں معنی انکار ختم نبوت کہ آپ کے بعد کوئی شخص منصب نبوت نہ پائیگا ۔ دعوائے نبوت حقیقیہ ۔ دعوائے نبوت تشریعیہ انکار بعض قطعیات قرآنیہ (جس کے نیچے متعدد کلیات داخل ہیں) و دیگر متواترات اسلام کا انکار بتاویل یا بلا تاویل مثل معراج مبارک ، نزول عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ وغیرہ ۔

یہ ضروریات دین کے انکار کی انواع ہیں جن کے ماتحت بیشمار افراد ہیں ۔ کیا کسی مسلمان کے نزدیک کوئی شخص انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کر کے ۔ عیسیٰ علیہ السلام کو فحش گالیاں دیکر اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے مساوات کا دعوےٰ بلکہ آپ کی (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) توہین کر کے ۔ ختم نبوت کا بمعنی مذکور (یعنی آپ کے بعد منصب نبوت کسی کو نہیں ملسکتا) انکار کر کے (خود مدعی نبوت ہو جیسے مرزا صاحب یا دوسرے کو حقیقی یا تشریعی نبی سمجھے جیسے مرزا محمود اور ظہیر الدین اروپی اور ان کی جماعت) یا دوسرے ضروریات دین کا انکار کر کے کیسے مسلمان رہ سکتا ہے ۔ اگر مرزا صاحب اور مرزائی باوجود ان کفریات کے بھی کافر اور مرتد نہیں تو پھر دنیا میں کسی شخص کو کافر نہیں کہہ سکتے ۔

ف جیسے لاہوری اور مرزا صاحب اور تمام مرزائی ۱۲ منہ

پیغامی لاہوریوں کا کفر و ارتداد

بعض لوگوں کو پیغامی لاہوریوں کے کفر و ارتداد کے متعلق یہ شک ہوتا ہے کہ پیغامی نہ ختم نبوت کے منکر اور نہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں تو پھر یہ کافر و مرتد کیوں ہیں ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ تسلیم نہیں کہ پیغامی واقعی ختم نبوت کے حقیقۃً منکر نہیں اور بالفرض اگر پیغامی ختم نبوت کے منکر نہ بھی ہوں تو بھی دوسرے کفریات سے کیونکر ان کو نجات ہو سکتی ہے ۔ پیغامیوں کے کفریات بھی مرزا کی طرح لاتعد و لاتحصیٰ ہیں جن میں سے ہم یہاں بطور نمونہ چند وجوہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں ۔

پیغامیوں کے وجوہ تکفیر

(وجہ اول) مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت کا انکار ۔

تشریح

مرزا قادیانی نے قطعاً و یقیناً دعوائے نبوت کیا ہے۔ اور حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوائے نبوت دروغ اور نبوت کاذبہ ہے۔ اور نبوت کاذبہ کی تکذیب کرنا بلکہ اُس کے خلاف ہر قسم کا جہاد کرنا اہل اسلام کا فرض مذہبی ہے۔ لہذا ہر مسلمان پر مسیلمہ کذاب و مرزا قادیانی کذاب وغیرہ کی تکذیب کرنا فرض ہے۔ ورنہ مسلمان رہنا ممکن نہ ہوگا۔ کیونکہ ان کذابوں کی تکذیب نہ کرنے سے معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جو اپنے آپ کو آخر النبیین اور لا نبیؐ بعدی فرما گئے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مسلمان بنجانے کے لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق شرط ہے۔ جو تکذیب کیساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ پس جو شخص نبوت کاذبہ کی تصدیق کرتا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت صادقہ کی تکذیب کرتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص نبوت کاذبہ کی تصدیق تو نہیں کرتا لیکن اس میں متردد ہے وہ گو نبوت صادقہ کی کھلم کھلا تکذیب نہیں کرتا ہے لیکن اس کی تصدیق میں متردد ہے۔ اور ایمان کی تعریف میں تصدیق کے معنے یقین کامل اختیاری کے ہیں جو تردد کی صورت میں بالکل مفقود ہیں۔ لہذا بحالت تردد بھی مومن نہیں ہو سکتا۔

حاصل یہ ہے کہ ایک مسلمان اُسوقت نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والا مومن ہوگا جب کہ وہ مسیلمہ اور مرزا جیسے تمام کذابوں کی تکذیب بلا تردد و تامل کرتا ہو ورنہ ہر حال میں بے ایمان اور خارج از اسلام ہوگا۔ پس جیسے نبوت صادقہ ایمان کا رکن ہے۔ اسی طرح نبوت کاذبہ کی تکذیب بھی ایمان کی شرط ہے۔ لہذا پیغامیوں کا مرزا کی نبوت کاذبہ کی تکذیب نہ کرنا اور صرف یہ کہنا کہ "مرزا مدعی نبوت نہیں ہے" ایک مستقل کفر ہے۔ فرض کرو کہ اگر آج کوئی یہ کہنے لگے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوائے نبوت کیا ہی نہیں تو جیسے وہ بدیں وجہ کافر ہوگا کہ تصدیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہے اسی طرح کسی متنبی کاذب کے قطعی اور یقینی دعوے کا منکر بھی کافر ہی ہوگا جو اُس تکذیب سے علیحدہ ہے جس کے بدون نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق تک

پہنچنا ممکن نہیں ہے۔

جس طرح نبی صادق کی تصدیق ضروری ہے اسی طرح متنبی کاذب کی تکذیب بھی ضروری ہے۔

(**وجہ دوم**) پیغامی منافق ہیں اور نفاق بدترین کفر ہے لہٰذا وہ بدترین کفار ہوں گے۔

تشریح

مرزا نے نبوت حقیقیہ شرعیہ بلکہ تشریعیہ کا دعوی ایسے کھلے لفظوں میں کیا ہے کہ ان میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں اور جن عبارتوں میں کیا ہے وہ اُردو زبان کی عبارتیں ہیں ہر اعلیٰ و ادنیٰ اس کا مطلب یہی سمجھتا ہے کہ مرزا مدعی نبوت ہے اور اگر کچھ شرم و حیا ہوتی تو محمد علی صاحب اس بات کا احساس ضرور کر لیتے کہ انھوں نے مرزا کی اردو عبارتوں پر جھوٹے معانی بیان کرتے ہوئے خاک ڈالنے کی کوشش میں اپنی ذات پر ایسا اخلاقی حملہ کیا ہے کہ ان کا کوئی سخت ترین دشمن بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ دعوائے نبوت کی عبارتیں عموماً اردو زبان میں ہیں اور بجز محمد علی صاحب کے سب اہل زبان اُن کے معنے دعوائے نبوت ہی سمجھتے ہیں لہٰذا اب ذیل کی دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی۔

یا تو تمام ہندوستان میں سے صرف محمد علی صاحب پنجابی ہی میں بلا شرکت غیرے اردو زبان سمجھنے کی قابلیت ہے حالانکہ اُن کی تحریر و تقریر شاہد ہے کہ اپنی زبان کو بامحاورہ بنانے کیلئے بھی اُن کو سالہا سال درکار ہیں فصیح ہونا تو درکنار۔

دوسری صورت یہ ہے کہ سارے اہل زبان نے مطلب صحیح سمجھا صرف محمد علی ہی ایسے خوش فہم نکلے جو سمجھنے سے قاصر و عاجز رہ کر ان کے وہ معنے بیان کرتے ہیں جو تمام اہل زبان کے خلاف ہیں ہم بنظر انصاف و صداقت اس دوسری صورت کو صحیح نہیں مانتے ہیں کیونکہ ایک ہندوستانی کے لئے دوسرے ہندوستانی ہی کی معمولی عبارتوں کا نفس مطلب سمجھنا کسی طرح بھی اسقدر مشکل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جب لکھنے والا اور سمجھنے والا دونوں پنجابی ہونے میں بھی مشترک

ہوں تو حق یہ ہے کہ محمد علی صاحب بھی مطلب وہ ہی سمجھے ہوئے ہیں جو دوسرے لوگوں نے سمجھا
مگر از روئے عناد و مکر انکار کر کے خلق اللہ کو گمراہ بنانا چاہتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہی نکلے گا کہ محمد علی
صاحب دل میں تو ختم نبوت کے منکر اور مرزا کی نبوت کے قائل ہیں مگر ظاہر میں از روئے مصلحت
ختم نبوت کا اقرار اور مرزا صاحب کی نبوت کا انکار ہے اور یہ کھلا ہوا نفاق ہے جو بدترین کفر ہے۔

تیسری و چوتھی وجہ

پیغامی پارٹی ختم نبوت کو ضروریاتِ دین سے تسلیم کرتی ہے۔ نبوت حقیقیہ
شرعیہ بلکہ نبوت تشریعیہ دونوں کو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
ختم مانتے ہیں اور واقعی یہ دونوں امر ضروریات دین سے ہیں مگر پھر بھی نہ مرزا محمود اور اس کی جماعت
کو کافر کہتی ہے نہ ظہیر الدین اروپی اور اس کے ہم خیالوں کو تو بس اب صرف تین ہی صورتیں ہو سکتی
ہیں کہ لاہوریوں کے نزدیک ختم نبوت حقیقیہ و ختم نبوت تشریعیہ ضروریاتِ دین سے نہیں یا یہ کہ دونوں
امر ضروریاتِ دین سے ہیں مگر ضروریات دین کا انکار کفر نہیں۔ یا ضروریات دین سے بھی ہیں اور انکا
انکار کفر بھی ہے مگر پھر بھی کافر نہیں کہتے۔ اور ظاہر ہے کہ ان تینوں صورتوں میں لاہوری پارٹی کفر کی
زد سے نہیں بچ سکتی۔ ضروریاتِ دین کو ضروریاتِ دین نہ جاننا یا ان کے انکار کو کفر نہ سمجھنا۔ یا انکا
کرنے والے کو باوجود انکار ضروریات دین کے کافر نہ جاننا یا کافر نہ کہنا بالاتفاق کفر ہے (جیسے کوئی
ابولہب کو کافر نہ جانے یا کافر نہ کہے تو وہ خود کافر ہے)۔

پانچویں وجہ

نزول عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرنا جو باقرار مرزا بھی متواترات میں اعلیٰ درجہ رکھتا
ہے اور اس وجہ سے ضروریاتِ دین سے ہے گو اس میں تاویل ہو مگر ضروریاتِ
دین کے انکار میں تاویل معتبر نہیں۔ (دیکھو اکفار الملحدین مصنفہ حضرت صدر المدرسین دار العلوم دیوبند)۔

چھٹی وجہ

پیغامی پارٹی نزول عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ میں مرزا سے کسی بات میں بھی جدا
نہیں۔ اور مرزا نزول عیسیٰ علیہ السلام کو مشرکانہ اور بیہودہ اور لغو عقیدہ کہتا ہے جس میں مرزا کے ساتھ

؎ چنانچہ محمد علی صاحب کی وہ عبارتیں جو مرزا صاحب کی زندگی میں اور ان کے بعد لکھی ہیں اس پر شاہد
ہیں۔ دیکھو "تبدیلی عقائد محمد علی" ۱۲ منہ

پیغامی پارٹی بھی متفق ہی اور یہ امر مسلم ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ متواتر ہونے کی وجہ سے ضروریات دین میں سے ہے۔ پس اس ضروری دین کو مشرکانہ خیال کہکر ایک اسلامی تعلیم کو مشرکانہ تعلیم کہنا صریح کفر ہے۔ کیونکہ ضروریات دین کا انکار کرنا یا تاویل یا استہزاء واستحقار یہ سب کفر صریح ہے۔ جیسے معبود برحق کے ایک ہونے کا یعنی توحید کا بلا تاویل یا بتاویل انکار کرنے لگے یا خود توحید کا ہی استہزاء و استخفاف کرے تو کیا یہ کفر نہ ہوگا کسی ضروری دین کو مشرکانہ خیال کہنا کیا اسلام کو مشرکانہ خیال کہنا نہیں جو صریح کفر ہے

ساتویں وجہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کو یہ فرقہ بتقلید مرزا مشرکانہ عقیدہ تو مان ہی چکا ہے اور یہ امر بھی مسلم ہے کہ مرزا سے پہلے تیرہ سو برس تک تمام امت محمدیہ یہ ہی عقیدہ رکھتی تھی لہذا اس عقیدہ کے متعلق پیغامیوں کا یہ خیال رکھنا ہی اس بات کے لئے مستلزم ہے کہ ساری امت کو مرزا سے قبل ایک مشرکانہ عقیدہ پر قائم رہنے والی مانا جائے اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ اگر کسی شخص سے ایسی بات سرزد ہو جائے جس سے صحابہ کی تکفیر یا ساری امت کی تضلیل لازم آجاوے وہ شخص بلا تردد خود کافر ہے۔ (فتح الباری)۔

لہذا پیغامی بھی یقیناً کافر ہو گئے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق صحابہ سے لے کر ساری امت کا ایک شرکیہ عقیدہ پر تیرہ سو سال تک قائم رہنا لازم آجاتا ہے۔

آٹھویں وجہ پیغامیوں کے عقیدہ کے موافق مرزا سے قبل ساری امت نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کی وجہ سے مشرکانہ عقیدہ پر قائم تھی اور مشرکانہ عقیدہ رکھنے والا یقیناً مشرک ہوتا ہے۔ مگر پیغامی مرزا سے قبل ساری امت کو باوجود شرکیہ عقیدہ رکھنے کے بھی مسلمان ہی کہتے ہیں اور جیسے مسلمان کو کافر کہنا شرک ہے ایسا ہی کافر و مشرک کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔ (جیسے کوئی آزر اور ابوجہل کو مسلمان کہنے لگے کیونکہ اس سے قرآن کی مخالفت بلکہ تکذیب لازم آتی ہے۔ جو جا بجا مشرکوں اور عقائد شرکیہ رکھنے والوں کو کافر قرار دیتا ہے) پس پیغامی اس وجہ سے بھی کافر و خارج از اسلام ہو گئے۔

نویں وجہ پیغامی مرزائی بتقلید مرزا نزول وحیات عیسیٰ علیہ السلام کو شرک عظیم مان چکے ہیں۔

نیز یہ کہ ساری امت اس عقیدہ میں قبل از مرزا مبتلا بھی تھی باوجود اس کے مرزا سے قبل ساری امت کے اس شرک عظیم کو معاف بھی قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ باعتراف مرزا قادیانی (معاذ اللہ) یہ شرک عظیم کوئی غامض اور نظری بھی نہ تھا۔ بلکہ بدیہیات اولیہ میں سے ہے جس کو آج مرزائیوں کا ایک ایک بچہ اور ادنے ادنے مرزائی عورتیں بھی جانتی ہیں۔ غرضکہ ایک بدیہی اور عظیم شرک کی متعلق بدون توبہ کے معاف ہونے کا حکم دینا نص قرآنی کے خلاف ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ۔

اللہ تعالےٰ شرک کو معاف نہیں کرتا اور شرک کے سوا دوسرے گناہوں کو جس کے لئے چاہتا ہے معاف فرما دیتا ہے۔

پس پیغامیوں کا بزعم خود ایک مشرک امت کے تیرہ سو سالہ شرک کو بدون توبہ صریح قابل معافی قرار دینا بھی ایک خالص اور صریح کفر ہے۔

دسویں وجہ پیغامیوں کا بتقلید مرزا حیات و نزول عیسیٰؑ کے بارہ میں یہ بھی عقیدہ ہے کہ احادیث نبویہ۔ قرآن شریف اور عقل اس عقیدہ کو شرک و لغو اور بیہودہ خیال قرار دیتے ہیں اور یہ بھی مسلم ہے کہ ساری امت نے تیرہ سو سالہ مدت میں قرآن و حدیث سے ہی اس عقیدہ کو ثابت سمجھا جس سے پیغامیوں اور مرزا کو بھی انکار نہیں ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن و احادیث کے الفاظ کے معنے واقعی ایسے معنے ہوتے ہیں جنکو مرزائیوں نے تیرہ سو سال کے بعد شرک عظیم سمجھا تو یہ لازم آتا ہے کہ قرآن و احادیث بھی (معاذ اللہ) سناتن دھرمیوں کا وید بن جائیں جس میں کفر و شرک کی (معاذ اللہ) اتنی کھپت ہو کہ تیرہ سو سال تک ساری امت محمدیہ اُس کے نصوص سے ایک ایسے غلط عقیدہ کو سمجھتی رہی جو کفر خالص اور شرک محض۔ شرک بدیہی ہے۔ اور جب شرک بدیہی میں بھی ساری امت امتیاز نہ کرسکی تو اس کی کیا دلیل ہے کہ توحید و رسالت۔ نماز۔ روزہ۔ زکوۃ۔ حج کے معانی جو ساری امت نے آج تک سمجھ لئے ہیں۔ یہ معنے صحیح ہیں یا غلط۔ جن کے ازالہ کے لئے کوئی دیانند یا مرزا قادیانی درکار ہے۔

غرض کہ اس صورت میں قرآن کی تعلیم وید کی تعلیم سے (معاذاللہ) بھی کچھ قدم آگے ہی بڑھ جاتی ہے اور دین محمدی کی تمام تعلیمات بھی ناقابل اعتبار ٹھہر جاتی ہیں جو کفر صریح ہے۔

رہی دوسری صورت یعنی یہ کہ قرآن و احادیث کا مطلب تو صاف تھا اُس میں اس شرک کی کوئی کھپت نہ تھی مگر پھر بھی ساری امت نے مطلب غلط ہی سمجھا اور تیرہ سو سال تک ساری امت اس شرک عظیم میں مبتلا رہی تو اس میں بھی دو اعتبار سے کفر لازم آتا ہے۔ ایک یہ کہ ساری امت کی جہالت و تضلیل لازم آتی ہے جو کفر ہے۔ (دیکھو ساتویں وجہ) دوم یہ کہ اس شرک عظیم میں مبتلا ہونے کے باوجود بھی قبل از مرزا ساری امت کا یہ شرک معاف بھی ہے اور ساری امت اس شرک جلی کے باوجود مسلمان بھی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام نہ صرف شرک بلکہ شرکِ عظیم۔ شرکِ جلی کا تحمل کرسکتا ہے جو صریح کفر ہے۔

(**نوٹ**) نویں اور دسویں وجہ میں یہ فرق ہوگا کہ نویں وجہ میں شرک جلی کا بلا توبہ و رجوع بخشا جانا لازم آتا ہے جو خلافِ اسلام و قرآن ہے اور دسویں وجہ میں کفر کی یہ وجہ ہے کہ دین میں شرک کا تحمل ہوسکتا ہے اور ایک مشرک بھی اعلیٰ درجہ کا مسلمان ہوسکیگا۔

گیارہویں وجہ قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ الخ آیت قرآنی ہے اور تواتر و اجماع سے اس کے یہ ہی معنے ثابت ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالدیا گیا۔ مگر حکم خداوندی سے وہ آگ ٹھنڈی ہوگئی۔ پیغامی اس کا بھی انکار کرتے ہیں اور نار کے معنے حسد و عداوت کرکے نار حسد و عداوت کو مخاطب قرار دیتے ہیں جو صریح کفر اور کھلی ہوئی تحریف ہے۔ کیونکہ بوجہ تواتر و اجماع کے آیت کے وہ معنی ہیں جو امت میں مستفیض و مشہور ہوکر ضروریات دین سے ہوچکے ہیں اسلئے منکر بتاویل یا بلا تاویل سب کافر ہیں۔

بارہویں وجہ پیغامی حشر اجساد کے انکار میں بھی مرزا کے ساتھ ہیں جو صریح کفر ہے۔ ائمہ دین نے جہاں یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ ضروریات دین کا مخالف (خواہ تاویل کیساتھ ہو یا بدون تاویل) ہر حال میں مرتد و کافر ہے وہاں ضروریاتِ دین کی مثالوں میں عموماً سب سے پہلے

حشر اجساد ہی کو پیش کیا ہے۔ اور اس ایک مسئلہ میں بہت سے ضروریات دین کا انکار کر کے متعدد وجوہ سے کافر ہو گئے۔ (معاذ اللہ)۔

تیرھویں وجہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خصوصیت کے ساتھ گالیاں دی ہیں جن میں پیغامی بھی مرزا کے ساتھ شریک ہیں۔ اب اگر پیغامی ان گالیوں کو فی الحقیقت موافق واقعہ خیال کرتے ہیں تو یہ ہی ایک امر صدہا وجوہ سے موجب کفر ہے۔ اور اگر پیغامی اُن گالیوں کو گالیاں ہی جانتے ہیں اور نبی کو گالیاں دینا کفر بھی سمجھتے ہیں تو مرزا قادیانی مذکورہ گالیوں کی وجہ سے خارج از اسلام ہو چکے ہیں اور ہر مسلمان پر اُن کی تکفیر فرض تھی مگر پیغامی جماعت ان کو مسیح موعود مجدد۔ امام الزماں اور تمام اقوال و عقائد میں سچے اور اپنا رہبر مانتے ہیں۔ اور یہ صریح کفر ہے۔ جیسے آج کوئی ابولہب کو تمام افعال و اقوال میں سچا جانے تو وہ بھی کافر ہی ہوگا کیونکہ سچا جاننے میں ابولہب کے ساتھ ان تمام بے ادبیوں میں متفق ہونا لازم آتا ہے جو اُس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نسبت کی تھیں۔

چودھویں وجہ مرزا نے جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مساوات یا افضلیت کا دعویٰ کیا ہے۔ یا (معاذ اللہ) آپ کی (صلی اللہ علیہ وسلم) توہین کی اسوجہ سے بوجوہ مرزا کافر ہے پھر اس کو کافر نہ کہنا صریح کفر ہے جس کا ارتکاب پیغامی کر رہے ہیں۔

پندرھویں وجہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مہد میں کلام کرنا بتواتر اور بنص قرآنی ثابت ہے۔ پیغامی اس معجزہ کا صاف انکار کرتے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ یکلم الناس فی المھد وکھلا کے معنے (لڑکا تندرست او رزندہ رہیگا) کہکر ایسی تحریف کرتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کو بھی شرم آتی ہوگی۔ غرض کہ یہاں بھی پیغامی بوجوہ عدیدہ کافر و مرتد ہو گئے۔

سولھویں وجہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں قرآن صاف فرماتا ہے کہ وَمَا صَلَبُوْہُ الخ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر نہیں چڑھایا مگر پیغامی یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی پر چڑھائی گئی مگر موت سولی پر نہیں آئی۔ جو وَمَا صَلَبُوْہُ کے نص قرآنی اور اُس کے سباق و سیاق اور اجماع

مسلین کے خلاف ہے۔

سترھویں وجہ عزیر علیہ السلام کے واقعہ کو سراسر خواب بنا کر قرآن عزیز کی تحریف کرتے ہیں کیونکہ قرآن تو اوکالذی مرّ علیٰ قریۃٍ میں اس واقعہ کو نہایت تصریح کیساتھ ادا فرما رہا ہے مگر پیغامی یہاں بھی دست برد سے باز نہ آئے۔

(نوٹ) اس قسم کے وجوہ کفریہ پیغامیوں میں بہت موجود ہیں۔ یہاں تفصیل مقصود نہیں محض نمونہ کے طور پر اطلاع مطلوب ہے۔ تاکہ پیغامیوں کے مجموعۂ کفریات یعنی محمد علی کے اردو و انگریزی قرآن سے اہل اسلام محترز رہیں۔ اس سے زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو رسالہ کشف الاسرار کو مطالعہ کریں۔

اٹھارہویں وجہ رجم محصن زانی پر اجماع صحابہ ہے (ہدایہ وغیرہ کتب فقہ) اس کے بعد امت محمدیہ کا بھی اس پر اجماع ہو چکا ہے۔ پیغامیوں نے اس کا بھی صاف انکار کیا۔

انیسویں وجہ اسراء یعنی معراجِ نبوی کا پہلا حصہ تو بالاتفاق ضروریات دین میں سے ہے اس کا منکر کافر ہو جاتا ہے جیسے علم کلام وغیرہ میں مصرح ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا بجسد مقدس مکہ معظمہ سے شام تک کی مسافت بعیدہ کو بہت ہی قلیل وقت میں بطور اعجاز شبِ معراج میں طے کر لینا قطعیات سے ہے۔ اگر کوئی اُس کا انکار کرے تو اسلام سے خارج ہے۔ پیغامیوں کو اسراء سے بھی انکار ہے۔ وہ اس سارے واقعہ کو خواب ہی مانتے ہیں۔

بیسویں وجہ رجم محصن زانی۔ قتل مرتد وغیرہ قطعیاتِ اسلام سے ہیں اور بلاشبہ ثابت ہے کہ عہد نبوی سے لے کر آج تک امت محمدیہ میں ان پر عمل رہا ہے۔ ان امور کا مذاق اُڑانا شرع محمدی کی تعلیمات کا مذاق اُڑانا اور اُن کی اہانت کرنا شرع محمدی کی تعلیمات اور امت مرحومہ کی اجماعیات کی اہانت کرنا ہے۔ پیغامیوں نے یہ سب کچھ کر لیا اور اتنا کر لیا کہ آج تک اسلام کی کسی تعلیم پر نہ کسی عیسائی نے اتنا کیا ہوگا اور نہ کسی آریہ نے۔ ائمۂ دین کے اتفاق سے اسلامی تعلیم کی اہانت کرنے والا مرتد و کافر اور واجب القتل ہے۔

اکیسویں وجہ رفع عیسیٰ علیہ السلام قرآن عزیز سے ثابت ہے اور رفع عیسیٰ علیہ السلام کے

یہ معنے کہ "آسمان پر زندہ و بجسم عنصری اُٹھائے گئے" امت میں متواتر بھی ہیں اور باقرار مرزا صحابہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اس لئے خود رفع اور اُس کے یہ معنے دونوں کے دونوں ضروریات اسلام میں سے ہیں جس کا انکار کفر و ارتداد ہے۔ پیغامی اس میں بھی اپنے آقا مرزا قادیانی کیساتھ ہیں اسلئے دونوں کا حکم بھی ایک ہی ہوگا۔

بائیسویں وجہ | قتل مرتد پر صحابہ و امت محمدیہ کا اجماع ہے (میزان) پیغامیوں نے اس کا بھی انکار کیا جو کفر صریح ہے (فتاوی حدیثیہ)

تیئسویں و چوبیسویں وجہ | حد خمر ایک اسلامی حکم ہے جو اجماع صحابہ سے ثابت ہے (ہدایہ) پیغامیوں نے اپنے خاص اور یوروپین انداز میں اس کا نہ صرف انکار ہی کیا بلکہ اس پر ایسا مذاق اڑایا کہ آریہ بلکہ شیطان بھی شرمندہ ہوا ہوگا۔ اس لئے یہ بھی پیغامیوں کے اُن کفریات میں رہیگا جن میں انکار کیساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو و توہین کر کے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ کے مصداق بن کر پادریوں اور آریہ سے بھی سبقت لے گئے۔

ناظرین غور سے دیکھ لیں گے تو بشرط انصاف معلوم ہو جائیگا کہ حد خمر کی مخالفت اور توہین شرع میں مرزا قادیانی کے ان سپوتوں نے جانشینی کا ایسا حق ادا کیا ہے کہ ایک مجوسی و بُت پرست بلکہ ایک پادری کو بھی باوجود عداوت کے ایسا مذاق اُڑانا خلاف انسانیت معلوم ہوگا۔ حد خمر کا انکار ہی فی نفسہ کفر ہے پھر جب اُس کے ساتھ اہانت حدود اللہ بھی شامل ہوگئی تو یہ دوسری وجہ بھی اُن کے کفر کی ہوگی۔ ملاحظہ ہو پیغام صلح۔ صلح نمبر ۹۸۔ مورخہ ۱۹۔ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ جلد ۱۲ صفحہ اول کالم ۲ مطابق ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء اس کالم کو مسٹر محمد علی صاحب ہی خود غور سے پڑھ کر فتوے دیں کہ اس میں حد خمر کا انکار اور استہزاء ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ خود اپنے اقرار سے کافر و مرتد ہوئے ورنہ اس کالم کا کوئی مطلب ایسا بیان کریں جس کی بنا پر کفر و ارتداد کی یہ دونوں وجہیں تو کم سے کم دُور ہو جاویں۔ اگرچہ اُن کے خرمن کفر میں ان دو دانوں کی کمی سے کچھ کمی محسوس نہ ہوگی۔

پچیسویں وجہ | اپنی شرعی باندی سے بغیر نکاح صحبت کرنا قرآن و حدیث و اجماع و

تواتر سے ثابت اور اسلام کا وہ مسئلہ ہے جس کو مخالفین اسلام بھی اسلامی مسئلہ جانتے ہیں۔ مگر لاہوری اس کا یورپ کی تقلید میں انکار کرکے مرتد اور کافر ہوئے۔ غالباً اُنہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ آدمی جب ایک کفر سے بھی کافر ہو جاتا ہے۔ چو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک انگشت پھر اب پیٹ بھر کے ہی کفر کیوں نہ کریں۔ پوری ہی نمک حلالی کرنا چاہیے۔

یہ چوتھائی صدی کفریات لاہوری پارٹی کے پیش کردیئے ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی مسلمان لاہوری پیغامیوں کے کافر اور مرتد ہونے میں شک کرسکتا ہے؟ نعوذ باللہ العظیم۔

کافر اور مرتد کو کافر نہ کہنے سے انسان خود کافر اور مرتد ہو جاتا ہے

یہ مسئلہ بھی خوب سمجھ لینے کے قابل ہے کہ جو شخص یقیناً کافر یا مرتد ہے اس کو اگر کوئی شخص مسلمان کہے تو یہ مسلمان کہنے والا خود کافر اور مرتد ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ اس کو احتیاط سمجھتے ہیں کہ کافر کو بھی کافر نہ کہا جائے۔ حالانکہ یہ احتیاط نہیں بلکہ بے احتیاطی سے خود کافر ہونا ہے۔ کیونکہ جب کسی شخص نے کسی ضروری دین کا قطعاً اور یقیناً انکار یا اُس میں شک اور تردد کیا اور یہ اس کا شک یا انکار یقینی طور پر ثابت ہو گیا تو یہ بوجہ انکار یا تردد ضروری دین کے کافر ہو گیا۔ اب اس کو کافر نہ کہنا اس کی دو ہی وجہ ہو سکتی ہیں۔ یا یہ شخص ضروری دین کے انکار کو کفر نہیں سمجھتا یا ضروری دین کے انکار کو کفر تو سمجھتا ہے مگر اُس ضروری دین کو ضروریات دین میں شمار ہی نہیں کرتا اور یہ دونوں صورتیں کفر و ارتداد کی ہیں۔

مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ نماز فرض نہیں۔ یا قل ہو اللہ قرآن کی سورۃ نہیں اور زید اس شخص کو کافر و مرتد نہیں بلکہ اس کو مسلمان ہی جانتا ہے اور اسی میں احتیاط سمجھتا ہے۔ تو اب زید یا خود نماز کو فرض اور سورۂ اخلاص کو قرآن نہیں سمجھتا۔ یا نماز کو فرض اور سورۂ اخلاص کو قرآن تو جانتا ہے۔ اور ضروریاتِ دین سے تسلیم کرتا ہے مگر اس کے انکار کو کفر نہیں جانتا۔ تو ظاہر ہے کہ زید اب

۵؎ [illegible] پیغام صلح [illegible] جلد [illegible] رمضان [illegible]ھ

خود مسلمان نہیں رہ سکتا پہلی صورت میں جیسے ایک ضروری دین کے ضروری دین ہونے کا انکار ہے دوسری صورت میں بھی ایک ضروری دین کا منکر ہے۔ وہ یہ کہ ضروری دین کے منکر کو کافر سمجھنا اُس ضروریات دین میں سے ہے جس کا یہ منکر ہے۔ تو زید بہر حال اُس کو کافر نہ کہکر خود کافر اور مرتد ہوتا ہے جس کی تفسیر سوال اول کے جواب میں مفصل مذکور ہو چکی۔

اگر کسی صاحب کو یہ بات ناپسند ہو تو وہ مجھے قرآن سے بتلادیں کہ کفر و ارتداد کس کا نام ہے اور یہ ثابت کرے کہ مسلمان یہ کہے کہ وہ مسلمان نہیں اس کے سوا اُس کے مرتد اور کافر ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ اگر کوئی کہے کہ جب تک انسان توحید و رسالت کا انکار نہ کرے مسلمان ہی رہتا ہے اور کافر و مرتد نہیں ہوتا تو سوال یہ ہے کہ توحید و رسالت سے انکار اگر اس وجہ سے کفر و ارتداد ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہیں تو پھر ہر ضروری دین کا انکار کفر و ارتداد ہونا چاہئے۔ ورنہ وجہ فرق کیا ہے اور مرزا صاحب اور مرزائی جو اپنے مخالفوں کو کافر اور مرتد کہتے ہیں وہ بھی توحید و رسالت کے منکر نہیں اور وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں، پھر وہ کیوں اُن کے نزدیک کافر ہیں۔ اور اگر صرف اسلام کے انکار کرنے سے ہی آدمی کافر اور مرتد ہوتا ہے تب بھی مرزا صاحب کے مخالفین اور جملہ منافقین اور مدعیان نبوت کاذبہ کیسے مرتد اور کافر ہو گئے۔ اسواسطے کہ ہر شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور اسلام سے کوئی منکر نہیں۔

امید ہے کہ اس وضاحت کے بعد مسلمان مرزا صاحب اور مرزائیوں قدنی اور لاہوریوں کو مسلمان کہکر خود کافر نہ ہو جائیں گے۔

خدا کا شکر ہے کہ تین سوالوں کا جواب بحول اللہ وقوتہ مفصل بیان ہو چکا۔ اب چوتھے سوال (اگر ان میں اسلام کی ایک بھی نشانی موجود نہ ہوتے بھی موجودہ صورت میں جب کہ دنیا کے ہر ایک نظام حکومت میں جملہ ملکی مسائل کا حل کثرت رائے کی بنا پر کیا جا رہا ہو۔ کسی ملک میں مسلمانوں کے مقابلہ پر غیر مسلمانوں کی کثرت رائے کا غلبہ توڑ کر مسلمان کو کامیاب بنانے کے لئے احمدیوں کی آراء کا مسلمانوں یا غیر مسلمانوں میں سے کس کے حق میں شمار کیا جانا مسلمانوں کے لئے مفید یا مضر ہو سکتا ہے) کا

جواب بھی ملاحظہ ہو۔

یہ سوال سیاسی حلقوں میں (جب سے سیاست کو مذہب سے علٰحدہ کرنے کی کوشش ہو رہی ہے) بڑی قوت سے گشت کر رہا ہے۔ اس کا مجھ بھی اعتراف ہے کہ اکثر سیاست دان اور تعلیم یافتہ طبقہ محض خلوص نیت اور ہمدردی کی بنا پر یہ چاہتا ہے کہ مرزائیوں کو اگر مسلمانوں میں شامل کر لیا جائے تو سیاسی نقطۂ نظر سے یہ مسلمانوں کے لئے بہت مفید ہے۔ ورنہ ایک اتنی بڑی جماعت کے عدد کا مسلمانوں میں سے کم ہو جانا مسلمانوں کے لئے سیاسی نقطۂ نظر سے بہت مضر ہے۔ علماء ملکانوں کے لئے تو جو برائے نام مسلمان ہیں اتنی سعی و کوشش کرتے ہیں جس کی کوئی حد نہیں۔ اور آریوں سے ہر قسم کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں اور مرزائی جماعت جو تمام شعائر اسلام اور حدود اللہ کی پابند ہے۔ نماز نہایت خشوع خضوع کیساتھ پڑھتے ہیں آپس میں بیحد اتفاق ہمدردی ہر تبلیغ اسلام کیلئے بڑی جانفشانی اور سعی کرتے ہیں۔ ہندوستان ہی نہیں یورپ کے عیسائی بھی ان کی جانفشانی اور کوشش کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہ مولوی اسقدر ضدی اور ہٹی ہیں کہ ان کے ساتھ مل کر ملکانوں میں کام بھی کرنا نہیں چاہتے۔ اپنے ناکارہ ہونے کو اس طرح سے چھپاتے ہیں کہ ایک کارگزار قوم کو کام کرنے کا میدان نہیں دیتے۔ سچ ہے کہ ننگی نہاوے اور نہ نہانے دے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس وجہ سے جی چاہتا ہے کہ اس سوال کا جواب بھی قدرے تفصیل سے دیا جائے۔

کیا علماء سیاست داں نہیں ہیں

جب تحریک خلافت زور پر تھی اور علماء کے ذریعہ سے عوام سے کام لینا تھا اور علماء کو جیل بھیجنے اور پھانسی چڑھوانے کی ضرورت تھی تو ہمارے لیڈر یہ فرماتے تھے کہ اسلام سیاست سے علٰحدہ نہیں۔ اسلام اور سیاست ایک ہے۔ دنیا دین سے الگ نہیں۔ اسلام کامل ہے انسان کا کوئی فعل جواز اور عدم جواز سے خالی نہیں تو پھر اب وہ سیاست کونسی ہے جو اسلام سے علٰحدہ ہے۔ علماء کے ایک ہاتھ میں اگر بوریا تھا تو دوسرے ہاتھ میں قلمدانِ وزارت تھا۔ کبھی جس ہاتھ میں

قلم تھا اس میں تلوار اور نیزہ بھی تھا۔ ایک سال یہ درس دیتے تھے تو دوسرے سال غازی بن کر
سپاہیوں کے ساتھ جرنیل اور کمانڈر انچیف کا کام دیتے تھے۔ غرض اپنے نزدیک لیڈروں نے
علماء کو سخت دُرشت بھی کہا اور غیرتیں بھی دلائیں کہ جس تعلیم یافتہ طبقہ کو تم ڈاڑھ منڈے۔
فاسق۔ فاجر بے نماز۔ بددین کہتے تھے آج اُس کا درد اسلام اور قوت ایمانی اور جوش اسلامی
دیکھو کہ وہ سر بکف ہیں اور اتنی بڑی سلطنت کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ تم اپنے حجروں کی انڈ میں
کب نکلوگے۔ کیا تم اسلام کا جنازہ ہی پڑھنے نکلوگے۔ مُردوں کی روٹیں کھاتے کھاتے تم بھی
مردہ دل اور نامرد کیوں ہوگئے۔ دوسروں کو ہی وعظ سنانے کو تھے لم تقولون ما لا تفعلون
کا کچھ خوف نہیں وغیرہ وغیرہ۔

بیشک ہمیں اعتراف ہے کہ بعض انگریزی طبقہ کے مسلمانوں نے واقعی بڑی حمیت اور غیرت
اسلامی کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالےٰ ان کی اور اس تحریک میں تمام کام کرنے والوں کی مساعی جمیلہ کو
قبول فرمائے اور جو ان سے دانستہ نادانستہ غلطی اور خطا ہوئی ہے۔ خدا معاف فرمائے اُس وقت
میں وہ جوش اسلام ہی کے لئے تھا اور جیل اور کالا پانی اور پھانسی اور پولیس کے ہنٹر کے سوا کوئی چیز
سامنے نہ تھی۔ تحریک دب گئی اور ہندوؤں کی غداری کی وجہ سے مسلمانوں کو بھی بڑی شکست ہوئی
مگر جو لوگ تحریک میں شریک نہ تھے ان کا منہ نہیں ہے کہ آج ان شکستہ خاطر ہزیمت یافتہ غازیوں
پر طعن کریں پھبتیاں اُڑائیں۔ اپنی رائے پر ناز کریں۔ یہ سب کچھ ہوا ہم کو ہر شخص کی خدمت کا
اعتراف ہے لیکن یہ بات ایک منٹ کے لئے بھی قبول کرنے کے قابل نہیں کہ علما لیڈروں
کے کہنے اور بہکانے یا طعن اور تشنیع کی وجہ سے تحریک میں شریک ہوئے۔ علماء ٹھیک وقت پر
فرض وقت کو محسوس کر کے شریک کار ہوئے اور پلیٹ فارم پر تقاریر اور سب کمیٹیوں میں اپنی برجستہ
تجاویز اور تحریک و تائید اور مصائب جیل کی برداشت کر کے یہ ثابت کر دیا کہ یہ تحریر اور تقریر اور
تجویز کی تحریک و تائید اور چکی پیسنے اور بان باٹنے اور سیاست کی اُلجھی ہوئی گتھیوں کے سلجھانے
میں بھی بے نظیر ہیں۔ اب جب تحریک کا یہ حشر ہو گیا تو بعض لیڈروں نے ان شیروں کو پھر

حجروں کے کنگھڑیں بند کرنا چاہا۔ اور اگر اسمبلی کی ممبری پر اپنی رائے ظاہر فرمائی تو کہا گیا کہ یہ تو سیاست کا مسئلہ ہے اس سے علماء کو کیا تعلق اور جب تبلیغ اور اشاعت کا وقت آیا اور تحریک خلافت مردہ ہو چکی تب کہا گیا کہ جمعیۃ علماء کے علاوہ کوئی اور جماعت کام کرے۔ اس کے لئے بڑی بڑی سائے بڑی بڑی کمیٹیاں ہوئیں۔

معاف فرمایا جائے میں اسقدر معتقد نہیں کہ ہر جگہ حسن ظن ہی کیا جائے۔ اسوقت زیادہ عرض کرنا نہیں چاہتا۔ غرض یہ ہے کہ علماء کو یہ کہنا کہ سیاست داں نہیں واقعہ کے خلاف ہونے کے علاوہ مذہب اور اقرار اور تجربہ کے بھی خلاف ہی لہذا یہ کہنا کہ چونکہ علماء سیاست داں نہیں اس وجہ سے مرزائیوں کو علیحدہ کرتے ہیں۔ یورپ۔ انگلستان۔ لندن۔ برلن کی سیاست کے خلاف ہو مگر عرب حجاز۔ مدینہ طیبہ۔ مکہ معظمہ۔ خدا اور رسول۔ حدیث و قرآن کی سیاست یہی ہے کہ مرزا صاحب اور مرزائی۔ باب اور بہاء اللہ۔ اور بابی اور بہائی۔ اہل قرآن اور عنایت اللہ خاں مشرقی اور جوان کا ہم مشرب ہو یہ سب اسلام سے خارج اور جو اُن کے کافر و مرتد ہونے میں ان کے عقائد باطلہ پر مطلع ہونے کے بعد شک اور تردد کرے وہ بھی انہیں کے ساتھ ہے جس کی تصریح پہلے مفصل بیان کی گئی ہے۔

اگر انسانوں کی کوئی جماعت آدم خور ہو اور آدمیوں کے بچے اور بوڑھے قریب آٹھ نو لاکھ کے کھا چکی ہو اور ایک سفر درپیش ہو جس میں اندیشہ ہو کہ شاید بھیڑیئے اور درندے جانور غفلت پا کر ایک دو جانوروں پر یا بچوں پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ اب اس سفر کے لئے ایک جماعت تو کہتی ہے کہ ہم اس آدم خور جماعت کو اپنے ساتھ نہ رکھیں گے اور دوسری جماعت کہے کہ تمہارا خیال ناتجربہ کاری پر مبنی ہے۔ یہ ہزاروں کا مجمع ہے رستہ میں اگر شیر بھیڑیوں سے مقابلہ ہوا تو ان کی کثرت ہمارے لئے مفید ہوگی۔

دوسری جماعت کہتی ہے کہ ہم ہمیشہ سفر کرتے اور آتے جاتے ہیں مگر شیر اور بھیڑیوں سے اتنا کبھی صدمہ نہ پہنچا جتنا اس آدم خور جماعت نے پہنچایا ہے۔ تنہا سفر کرنے میں نقصان کا احتمال کم

اوران کیساتھ تیقن۔ اب سیاست دان جماعت فیصلہ کرے کہ اس مرزائی جماعت ایمان اسلام خور
کو جو اپنے کہنے کے مطابق دس[ع] پندرہ لاکھ مسلمانوں کو مرتد بنا چکے ہیں شریک کار کرنا سیاست ہے
یا علیحدہ رکھنا۔ آریوں اور عیسائیوں کے قبضہ میں اول تو مسلمان آتے نہیں اور اگر آتے بھی ہیں تو وہ
کس درجہ کے ہوتے ہیں اور مرزائی جال میں پھنس کر جو لوگ تباہ ہوئے ہیں وہ کس درجہ کے ہیں

دوسری بات قابل لحاظ یہ ہے کہ ہندوستان کی اسلامی سطح ساکن کو متحرک کس نے کیا؟
اس میں تلاطم و طغیانی کا باعث کون ہوا؟ اگر مسلمان مرزا صاحب سے کہتے کہ آپ مجدد محدث۔ مسیح
موعود۔ نبی حقیقی کا دعویٰ نہ کیجئے اور پھر مسلمان خلاف کرتے تو ایک درجہ میں ملزم قرار پا سکتے تھے مگر جب
ان تمام امور کی ابتداء مرزا صاحب اور مرزائیوں ہی کی طرف سے ہوئی اور بجائے اس کے کہ مسلمانوں
کو انہوں نے مرتد بنایا عیسائیوں اور آریوں اور دوسری غیر مسلم اقوام کو اپنے مذہب میں داخل کرتے
اور پھر بھی مسلمان اُن سے دست بگریباں ہوتے تو اُسوقت سیاسی حیثیت سے کوئی کہہ سکتا تھا کہ
برائے نام ہی سہی منکرین اسلام کو اسلام کا مقر تو بناتے ہیں گو وہ مسلمان نہیں۔ سیاسۃً ان سے لڑنا جھگڑنا
غیر مناسب ہے لیکن جب تجربہ نے ثابت کردیا کہ مرزا صاحب کے ہاتھ پر نہ انگریز مرزائی ہوئے
نہ پادری۔ نہ آریہ سماج۔ نہ سناتن دھرم۔ بلکہ نامردے ہاتھی کی طرح سے مرزا صاحب اپنے ہی لشکر
اسلام کو تباہ اور برباد کرتے ہیں۔ تو اب ایک جماعت کہتی ہے کہ ان مُردوں کو اپنے سے علیحدہ کرو
اور جلد قبروں میں پہنچاؤ۔ ورنہ ان کی زہریلی ہوا سے عام وبا پھیلنے کا گمان غالب ہے

سیاست دان قوم کہتی ہے کہ ہمیں ایک دشمن سے لڑنا ہے۔ اگر تم نے ان کو دفن کردیا تو ہماری تعداد
کم ہوجائے گی۔ زیادتی تعداد کے لئے ان کو اپنے ہی میں شامل رکھو۔ تو کیا سیاست اسی کو مقتضی
ہے؟ یا جب مرزا صاحب سے برائے نام بھی اسلام کی تعداد نہ بڑھی بلکہ گھر کے ہی بہت سے حقیقی
مسلمان کافر ہو کر نام کے مسلمان رہ گئے اور اسوقت مسلمان فطرۃً مجبور تھے کہ مرزائیوں کے شر سے
بچنے کے لئے مرزائیوں کے کفر کو ظاہر کرتے تو اس پر مرزائیوں نے تو تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو

ع گو یہ دعویٰ بھی بالکل غلط ہے گوجرانوالہ کے اشتہار سے معلوم ہوا کہ ان کی تعداد کل چند ہزار ہے منہ

کافر کہا۔ مگر یہاں سیاست داں فرقہ تو یہ چاہتا ہے کہ چاہے مسلمان سب معاذاللہ کافر اور مرتد ہو جاتے۔
لیکن دیگر اقوام سے کثرت حاصل کرنے کے لئے ہم ان کو مسلمان ہی کہے جاتے۔
بیشک حقوق کے حاصل کرنے اور اُن کے تحفظ کا حتی الوسع لحاظ ضروری ہے لیکن اسلام کے تحفظ اور بقا کا خیال بھی مسلمانوں کو کسی درجہ میں ضروری ہے یا نہیں؟

اگرچہ تسکین طبع ملت ہے جب قومی میں آکر کرنا		مفید تر ہے مگر دلوں کو رجوع سوئے اللہ کرنا

تیسرا جواب یہ ہے کہ جب ان کا کفر واقعہ اور بیان سابق سے متحقق ہو گیا تو اب کوئی شخص یوں کہے کہ نماز کے لئے وضو شرط نہیں یا وضو تو ہو مگر بدن اور کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا ضروری نہیں۔ یا یہ سب ہوں مگر قبلہ کی طرف منہ ہونا لازمی نہیں۔ یا یہ بھی ہوں مگر باوجود قدرت کے قیام اور قرآن کا پڑھنا یہ ضروری نہیں۔ یا رکوع اور سجدہ نماز کے فرائض میں نہیں۔ اب نمازیوں کی کثرت رائے کی ضرورت ہے۔ فقط اس وجہ سے کہ کہیں بے نمازیوں کی کثرت نہ ہو جائے۔ ان سیاسی نماز والوں کو بھی نمازیوں میں شمار کر لیا جائے تو کیا یہ کھیل اور مذاق نہیں؟

چوتھا جواب۔ سیاست داں طبقہ اسی مصلحت کو ظاہر فرما کر مرزا محمود اور اُن کی جماعت سے کہے کہ جو لوگ مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے جو کروڑوں کی تعداد میں ہیں اور آپ صرف اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اگر یہ کثرت رائے آپ کے ساتھ نہ ہوئی اور دوسری قوموں کے ساتھ ہوئی۔ جبکہ تمام امور کا فیصلہ کثرت رائے پر ہوتا ہے تو ان کروڑوں مسلمانوں کا مرتداً اسلام سے نکل جانا بڑی مضرت کا باعث ہے۔ لہذا آپ تمام غیر مرزائیوں کو مسلمان ہی کہیں۔ اور مرزا صاحب کے اور اپنے فتوے کو واپس لیں۔ یا خواجہ کمال الدین صاحب کے دربار میں صدائے احتجاج بلند فرمائیں کہ مرزا محمود اور اُن کی تمام جماعت جو مرزائیوں میں بقول اُن کے لاہوریوں سے دوگنی پائی گئی ہے۔ آپ نے جو اُن کو اسلام سے خارج کہا ہے۔ وقت کی نزاکت اور حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے اس اپنے فتوے کو واپس لے لیجیے اور اُن کے مسلمان ہونے کا حکم صادر فرمائیے۔

دیکھئے قادیان سے اور مدینۃ المسیح لاہور سے کیا جواب ملتا ہے۔ اگر جواب نفی میں ملے جس کی

امید قوی ہے تو پھر سیاست داں فرقہ کو نہایت غیرت کے ساتھ شرمندہ ہونا چاہیئے کہ کفار اور ہنود اپنے کفر وارتداد کو سیاست پر قربان کرنا نہیں چاہتے۔ اور ہمارا سیاست داں طبقہ فقط ایک وہمی نقصان اور نفع کے خیال پر اسلام جیسی عزیز اور قرآن جیسی محبوب نعمتوں کو قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور اگر جواب اثبات میں ہو تو پھر ہم بھی عرض کرینگے جس کو سیاست داں طبقہ بھی تسلیم فرمائیگا لیکن پہلے یہ سوال مرزائیوں سے کرلیا جائے پھر ہم سے کیا جائے۔ کیونکہ ہمارے فتوے سے مسلمانوں کی تعداد ساڑھے سات کروڑ سے بقول مرزائیوں کے صرف ۵ لاکھ ہی کم ہوتی ہے اور مرزائیوں کے فتوے سے اگر لاہوری مرزائی ہندو ستان میں پانچ لاکھ مانے جائیں (قول مسلمان) تو مرزا محمود کے فتوے سے اور دس لاکھ مرزائی خواجہ کمال الدین کے فتوے سے اسلام سے خارج ہوئے تو مرزائی دھرم کے مطابق کل ہندوستان میں صرف پانچ لاکھ مسلمان باقی رہتے ہیں۔ تو اب دیکھ لیجئے کہ مسلمانوں کی تعداد کون زیادہ گھٹاتا ہے۔ لہذا پہلے مرزائیوں سے ہی یہ سوال کرنا چاہئے۔

پانچواں جواب یہ ہے کہ جس خطرے کا آپ کو خوف ہے اُس سے آپ مطمئن رہیں۔ کیونکہ آپ کو اس وقت سیاسی نقطۂ نگاہ سے دفتری مسلمانوں کی ضرورت ہے کہ جو مردم شماری میں اپنے کو مسلمان لکھوا دیں یہ بات آپ کو بہر صورت حاصل ہے۔ گورنمنٹ تو سب کچھ جانتی ہے۔ مگر مذہب کا فیصلہ خود نہیں کرتی۔ جب مرزائی اپنے کو مسلمان بلکہ خاص اپنے آپ ہی کو مسلمان کہتے ہیں تو گو ہم اُن کے اسلام سے خارج ہونے پر فتوے دیں لیکن حقوق ملکی میں اس سے کیا مضرت ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ گو وہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں مگر جب مسلمان اُن کو اسلام سے خارج بتلاتے ہیں تو غیر مسلم اقوام حقوق کے وقت یہ کہہ سکتے ہیں کہ مرزائیوں کی تعداد سے مسلمان نفع نہیں اُٹھا سکتے۔ کیونکہ وہ اُن کو اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ غیر مسلم اقوام اسقدر ناواقف نہیں ہیں۔ وہ خود بھی جانتی ہیں کہ قرآن اور حدیث کے مطابق مرزائی اسلام سے خارج ہیں۔ بلکہ اگر آج آریہ سماج سیاست داں طبقہ سے اس پر

ع۵ جو موقعہ میں ہندوستان مرزائی شایع کی ہوں ۱۲ منہ

مناظرہ کرے کہ مرزائی کس قاعدہ سے مسلمان ہیں تو میں نہایت وثوق سے کہتا ہوں کہ اور تو اور مسٹر
محمد علی صاحب مٹنے بھی اس کو ثابت نہیں کر سکتے۔

تو فرمائیے اب اگر آپ مرزائیوں کو سیاسی اغراض کی بناپر مسلمان کہیں تو نہ یہ قرآن کا حکم ہے نہ امانت
اور دیانت کا۔ دین تو گیا ہی مگر سیاست بھی ہاتھ سے گئی۔ اس وجہ سے آپ مسلمان کو مسلمان
کہیں اور کافر کو کافر اپنی فرضی مصالح اور منافع کی غرض سے خدا کے لئے اسلام اور ایمان اور
احکام قرآن کو تختۂ مشق نہ بنائیے۔ اگر اسلام یورپ کا بنایا ہوا مذہب ہوتا تو ممکن تھا کہ عیسائیت
کی طرح چند دنوں کے بعد اس میں بھی تغیر ہو جایا کرتا۔ مگر یہ تو اُس کا دین ہے جس کا ارشاد مایُبَدَّلُ
القولُ لدیَّ اور لاتبدیل لکلمٰتِ اللّٰہ ہے۔ اپنے کلام کو وہ خود ہی بدلے تو بدلے۔ کسی
انجمن کے ممبروں کی تو یہ قدرت نہیں کہ اس کو جس طرح چاہیں بالاتفاق یا کثرتِ رائے سے بدل دیں۔
افسوس ہے کہ جس قوم کا کل یہ مقولہ تھا کہ اسلام اور سیاست ایک ہے دو نہیں اسلام سیاست سے
جدا نہیں۔ آج وہی قوم یوں کہے کہ شرعی اسلام اَور ہے اور سیاسی اَور۔ کیا ہر شہر اور گاؤں کا اسلام
علیحدہ بنا کر رہو گے۔ خدا سے شرم کرنا چاہئے اور اس حکم خداوندی کو پیش نظر رکھنا چاہئے فلا تموتن
الّا وانتم مسلمون ۞ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر
خلقہ سیدنا ومولانا محمد واٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین ۞

بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ
چاندپوری
ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند
۲۵ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۳ھ

مختصر فہرست کتب

مصنفۂ ابن شیر خدا حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری ناظم تعلیمات وشعبہ تبلیغ واشاعت دار العلوم دیوبند زادت فیوضہم

کلمۃ الحق "دنیا میں کفر کا آغاز کیونکر ہوا" آریہ سماج کا جواب اُن ہی کے اصول سے دیا گیا ہے کہ کفر کا آغاز وید اور آریوں سے ہوا ہے۔

مجادلۂ حسنہ مناظرہ امروہہ کی کیفیت

مطرقۃ الحق رسالہ سچائی کی چٹان کا جواب ہے۔ مولانا حکیم محمد اسحٰق صاحب مرحوم کی قابل دید تصنیف ہے ۲؍

بریلوی اہل بدعات کے رد میں

جو برسوں سے لاجواب ہیں

اسکات المعتدی اس کی خوبی دیکھنے پر ہی موقوف ہے ۴؍

السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ کی عبارتوں کا صحیح مطلب بیان کرکے مولوی احمد رضا خاں صاحب کی عمر بھر کی کمائی خاک میں ملا دی گئی ہے۔ لاجواب رسالہ ہے ۵؍

سبیل السداد فی مسئلۃ الاستمداد ۴؍

توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد مولوی ریاست علی خاں صاحب شاہجہانپوری نے سبیل السداد پر کچھ لکھا تھا جس سے خود اقراری کفر کی دلدل میں پھنس گئے عجیب و غریب قابل دید رسالہ ہے ۸؍

توضیح البیان فی حفظ الایمان ۲؍

تزکیۃ الخواطر عما القی فی امنیۃ الاکابر ۴؍

الختم علی لسان الخصم بریلوی تزویر کا پردہ چاک کرکے علماء دیوبند کے فتوے اُن کے دستخط شدہ تحریروں سے حملہ اتہامات کا بے اصل ہونا ثابت کیا ہے ۱؍

الکوکب الیمانی علی اولاد الزوانی بریلوی اقوال سے اُسی کا رد کیا گیا ہے۔ قابل دید ہے ۱؍

کوکب الیمانین علی الجعلان والخراطین ۱؍

دیگر حضرات علماء دیوبند کے رسائل

رد مرزائیت میں

اکفار الملحدین فی شیٔ من ضروریات الدین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب صدر مدرسین دار العلوم کا تحقیق کفر و ایمان میں منظیر عربی رسالہ قابل مطالعہ علماء ۱۲؍

الشہاب مع ضمیمہ مؤلفہ مولانا شبیر احمد صاحب قتل مرتدین میں عجیب رسالہ ہے ۵؍

کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ مؤلفہ مولوی محمد ادریس صاحب کاندھلوی۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر مسکت دلائل ۶؍

ختم نبوت فی القرآن مؤلفہ مولوی محمد شفیع صاحب ختم نبوت میں تشفی بخش رسالہ ہے ۱۲؍

الجواب الفصیح لمنکر حیات المسیح مولوی بدر عالم صاحب کا حیات عیسیٰ علیہ السلام میں قابل دید رسالہ ہے ۴؍

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ دیگر ضروری کتابیں بھی ذیل کے پتہ سے ملینگی۔ مصارف ڈاک بذمہ خریدار

محمد احسن عفی عنہ خلف جناب مولانا سید محمد مرتضی حسن صاحب ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند